تصحیح و اضافہ شدہ جدید ایڈیشن

یادگار اسلاف، استاذ الحدیث،

جامع المعقول و المنقول حضرت مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(نگرانِ تخصص فی الحدیث، جامعہ فاروقیہ) کے دروس کا خلاصہ

درس مسند امام اعظم

خصوصیات

- تمام احادیث پر مکمل اعراب
- تمام احادیث کا سلیس اور عام فہم ترجمہ
- فقہی مسائل پر مختصر، جامع بحث
- اساتذہ اور طلباء دونوں کی ضرورت پوری کرنے والی انتہائی مفید اور ایک آسان شرح

تالیف
مفتی صابر محمود
فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی
مدرس جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر ہالٹ کراچی
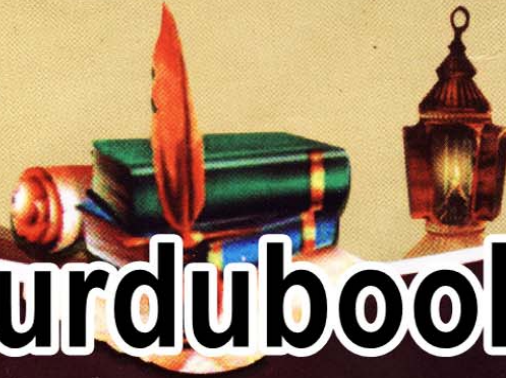
تائید و توثیق

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان | مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی

ادارۃ الرشید کراچی

یادگار اسلاف، استاذ الحدیث، جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم العالیہ
(نگران تخصص فی الحدیث، جامعہ فاروقیہ) کے دروس کا خلاصہ

درس
مسند امام اعظم

خصوصیات

- تمام احادیث پر مکمل اعراب
- تمام احادیث کا سلیس اور عام فہم ترجمہ
- فقہی مسائل پر مختصر، جامع بحث
- اساتذہ اور طلباء دونوں کی ضرورت پوری کرنے والی انتہائی مفید اور ایک آسان شرح

تالیف
مفتی صابر محمود
فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی
مدرس جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر ہالٹ کراچی

ادارۃ الرشید کراچی
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

نام	درس مسند امام اعظم
مؤلف	مفتی صابر محمود
اشاعت دوم	ستمبر 2016
باہتمام	فیصل رشید
تعداد	۱۱۰۰

ادارۃ الرشید کراچی

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

Tel: 021-34928643 Cell: 0321-2045610

E-mail: Idaraturrasheed@gmail.com

انتساب

اپنی اس کوشش وکاوش کو

امام الائمہ، سراج الامہ، امام اعظم، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

کے نام کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کے علمی فیض سے ساری امت مسلمہ سیراب ہوتی رہی اور تا قیامت ہوتی رہے گی۔

استاد محترم مولانا محمد انور صاحب زید مجدہ،

جلیل القدر اساتذہ کرام، عزیز والدین اور مخلص ومشفق بھائیوں

کے نام کرتا ہوں جن کے احسانات کا بدلہ شاید ہم زندگی بھر نہ چکا سکیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

عنوانات	نمبر شمار

تائید و توثیق

بقیۃ السلف، شیخ المحدثین، استاذ العلماء، حضرت اقدس، مولانا سلیم اللہ خان زید مجدہم
بانی جامعہ فاروقیہ کراچی وصدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: ما آتاکم الرسول فخذوہ
وما نہاکم عنہ فانتہوا، واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب۔ سورۃ الحشر
وقال النبی صلی اللہ علیہ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم أو کما قال علیہ الصلاۃ والسلام
وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین، النصیحۃ

حضرت مولانا مفتی صابر محمود صاحب، حفظہ اللہ ورعاہ
جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل ٹاؤن کراچی کے فضلاء میں سے ہیں۔
جو بے حد ذہانت اور استعداد کے مالک ہیں۔
زمانہ طالب علمی میں ممتاز رہے ہیں۔ اور اپنے درجہ کے نمبر بھی رہے ہیں۔
ان کی علمی استعداد پختہ ہے اور تصنیف سے دلچسپی اور لگاؤ ہے
احقر سے موصوف نے مسند امام اعظم درسًا پڑھی ہے
انہوں نے بعض چیزوں کے اضافہ کے ساتھ دروسِ مسند کو مرتب کیا ہے
اور درس مسند امام اعظم کے نام کے ساتھ موسوم کیا ہے
اب اس کو نظرِ قارئین کرنا چاہتے ہیں۔ رب ذو الجلال ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے
اور طالبانِ علوم حدیث کو اس سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
رب کائنات اس کتاب کو ہر خاص وعام کے لیے یکساں مفید بنائے
آمین یارب العالمین:

محمد انور ولد نادر علی جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل ٹاؤن کراچی
06 رجب المرجب 1436 ھ مطابق 26 اپریل 2015ء

محمد انور

احقر مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم
کی تحریر کی مکمل تائید کرتا ہے۔
[illegible] سلیم اللہ خان
[illegible] رجب [illegible] خادم جامعہ فاروقیہ کراچی

تقــــریظ

یادگار اسلاف، استاد الحدیث، جامع المعقول والمنقول، حضرت

مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم، نگران تخصص فی الحدیث، جامعہ فاروقیہ، کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

وقال النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "طلب العلم فريضة علىٰ كل مسلم"، أو كما قال عليه الصلاة والسلام، وقال النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "الدين: النصيحة"۔

حضرت مولانا مفتی صابر محمود حَفِظَہ اللّٰہُ وَرَعَاہ جامعہ فاروقیہ کے فضلاء میں سے ہیں، جو بے حد ذہانت اور استعداد کے مالک ہیں، زمانہ طالب علمی میں ممتاز رہے ہیں اور اپنے درجے کے امیر بھی رہے ہیں، ان کی علمی استعداد پختہ ہے اور تصنیف سے دلچسپی اور لگاؤ ہے۔ احقر سے موصوف نے "مسندِ امام اعظم" درساً پڑھی ہے، انہوں نے بعض چیزوں کے اضافے کے ساتھ درسِ مسند کو مرتب کیا ہے اور "درسِ مسندِ امام اعظم" کے نام کے ساتھ موسوم کیا ہے اب اس کو نظرِ قارئین کرنا چاہتے ہیں۔

ربّ ذوالجلال ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور طالبانِ علوم حدیث کو اس سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ رب کائنات اس کتاب کو ہر خاص وعام کے لیے یکساں مفید بنائے، آمین یارب العالمین۔

محمد انور ولد نادر علی

جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل ٹاؤن، کراچی

06 رجب المرجب 1436ھ، مطابق 26 اپریل 2015ء

تقـــریظ

استاذ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمن گلگتی صاحب دامت برکاتہم

بانی ومہتمم جامعہ انوار العلوم، شادباغ، ملیر ہالٹ، کراچی

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، أما بعد:

''مسند امام اعظم'' کی اہمیت اہل علم سے مخفی وپوشیدہ نہیں، اس لیے اکابرین وفاق المدارس العربیہ نے آج سے چند سال قبل ''مسند امام اعظم'' کو باقاعدہ نصاب میں شامل کرنے کا فیصلہ فرمایا اور اس وقت سے اب تک یہ کتاب درس نظامی میں باقاعدہ پڑھائی جاتی ہے۔

مدارس میں اسباق پڑھانے کا وہ انداز نہیں جو اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے کہ سبق کی مناسبت سے ایک لیکچر تیار کر کے شاگردوں کو سنایا اور فارغ ہو گئے اور ایسا بھی نہیں کہ عبارت کا صرف ترجمہ کر کے اپنی ذمہ داری سے استاد سبک دوش ہو جائے، بلکہ مدارس میں پڑھانے والے اساتذہ تیاری اسباق کے لیے کتاب کے تحت السطور اور حاشیہ کے بعد اپنے اپنے ذوق کے مطابق مختلف شروحات سے بھی استفادہ کرتے ہیں ،یہی وجہ ہے کہ جب کوئی نئی کتاب نصاب کا حصہ بنتی ہے تو حضرات علمائے کرام اپنے اپنے ذوق کے مطابق شروحات لکھ کر اہل علم کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

''مسند امام اعظم'' کی بھی اب تک کئی شروحات منظر عام پر آ گئی ہیں، ماشاء اللہ ان شروحات میں اب ایک نیا اضافہ جامعہ انوار العلوم شادباغ ملیر ہالٹ کے استاذ مولانا مفتی صابر محمود حفظہ اللہ ورعاہ نے کیا ہے۔

مولانا مفتی صابر محمود صاحب کی یہ کاوش، فکر ونظر کا یہ خوب صورت مجموعہ دراصل استاذ العلماء، جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم کے درسی افادات کا مجموعہ ہے، جس میں مفید اضافات کے ساتھ ساتھ تمام احادیث پر اعراب اور ہر ہر حدیث کا سلیس ترجمہ کرنے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔

یقیناً اس مجموعہ کے منظر عام پر آنے سے مدرسین حضرات اور طلباء کے لیے ''مسند امام اعظم'' سے استفادہ آسان اور سہل ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا صابر محمود صاحب کی اس محنت کو قبول فرمائیں۔ آمین

شفیق الرحمن گلگتی

مدیر جامعہ انوار العلوم شادباغ ملیر ہالٹ کراچی

۱۲/۴/۲۰۱۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه وأجمعين۔

أما بعد...،

اللہ تعالیٰ نے امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جن عظیم الشان صفات اور خصوصیات سے نوازا تھا، ان میں سے ایک احادیث مبارکہ کو سب سے پہلے جامع طور پر فقہ کی صورت میں مرتب کر کے امت کے سامنے پیش کرنا بھی ہے۔

بعض انصاف نا آشنا لوگ سراج الامہ، امام اعظم، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان تراشی کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو احادیث سے واقفیت بہت کم تھی، یہ کہتے ہوئے علم سے بیگانہ لوگ اس بات کیوں کر کو بھول جاتے ہیں چودہ صدیوں سے جمہور امت مسلمہ کے نزدیک مسلّم ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مجتہد مطلق تھے، بھلا کوئی شخص حدیث پر مکمل عبور حاصل کیے بغیر مجتہد کیسے بن سکتا ہے!؟

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے ان علمائے اسلام کو جنہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید اور ان کی روایت کردہ احادیث کو اپنی سندوں سے حاصل کر کے جمع کیا اور آپ کی مسانید کو مرتب و مدون کر کے امت کے سامنے پیش فرمایا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید میں علامہ **حصکفی** رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ ''مسند امام اعظم'' مشہور ہے، آپ کی مرتب کردہ یہ مسند معاجم کی ترتیب کے مطابق تھی، اسی ترتیب کے مطابق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح بھی لکھی ہے، لیکن بعد میں حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو فقہی ترتیب پر مرتب فرمایا، اور اسی نسخہ پر علامہ سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ تحریر فرمایا اور حاشیہ بھی لکھا ہے۔

''مسند امام اعظم'' ایک عرصہ سے درس نظامی اور وفاق المدارس العربیہ کے نصاب میں شامل ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بندہ نے مسند امام اعظم استاذ محترم، استاذ العلماء، جامع المعقول والمنقول، حضرت

مولانا محمد انور صاحب زید مجدہم سے جامعہ فاروقیہ کراچی میں درساً پڑھی ہے، جہاں استاذ محترم کے دروس سے بھرپور استفادہ کرنے کا مواقع ملا، الحمد للہ! جامعہ فاروقیہ سے فراغت کے بعد اللہ پاک نے تدریسی مشغولیت نصیب فرمائی ہے، اس پر اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

زیر نظر شرح دراصل استاذ محترم کے انہی دروس کا مجموعہ ہے، احقر نے ان دروس سے استفادہ کو عام کرنے کی غرض سے انہیں تقریر سے تحریر کا جامہ پہنایا، پھر راقم کو مسند امام اعظم کی تدریس کے دوران درس نظامی اور وفاق المدارس العربیہ کے نصابی ضرویات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر مزید علمی کام کرنے کا موقعہ ملا، چناں چہ بندہ نے اس پر حسب ذیل کام کیے:

ا۔تمام احادیث پر اعراب۔

۲۔تمام احادیث کا سلیس اور عام فہم ترجمہ۔

۳۔قدیم وجدید شروحات کی مدد سے احادیث مبارکہ کی دلنشین شرح۔

۳۔جگہ جگہ نصابی ضرورت کے مطابق تشریحاتی نوٹ۔

۴۔مشکل اور امتحانی مقامات کی مکمل وضاحت۔

۵۔اساتذہ اور طلبا دونوں کی ضرورت پوری کرنے کے لیے علمی انداز بحث واضافہ جات۔

مذکورہ بالا امور کے اہتمام کے بعد امید کی جاتی ہے کہ زیر نظر شرح اب ان شاء اللہ بیک وقت طلبہ اور مدرسین حضرات سب کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

حدیث مبارک کی خدمت یقیناً ایک عظیم سعادت ہے، راقم کو اس حوالہ سے اپنی کم علمی اور بے مائیگی کا مکمل احساس ہے، چوں کہ احقر کی اس موضوع پہ یہ پہلی کوشش وکاوش ہے، ممکن ہے کہ اس میں مختلف پہلوؤں سے کچھ خامیاں ہوں، امید ہے کہ اہل علم اس کو نظر استحسان سے دیکھیں گے اور کسی بھی قسم کی خامی محسوس ہو تو احقر کو ضرور مطلع فرمائیں گے، ان شاء اللہ آئندہ اس کی اصلاح کردی جائے گی۔

بندہ استاذ محترم حضرت مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم کا خصوصی اور ان تمام دوست اور احباب کا عمومی طور سے ممنون وشاکر ہے جنہوں نے اس مبارک کام میں کسی بھی طرح کی معاونت کی، استاذ محترم مولانا حبیب اللہ زکریا صاحب دامت برکاتہم کا بھی مشکور ہوں، جن سے از اول تا آخر مشاورت رہی اور انہوں نے بعض تکنیکی امور میں معاونت فرمائی، نیز حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب دامت برکاتہ (مہتمم جامعہ انوار العلوم

ملیر ہالٹ کراچی) کو اللہ جزائے خیر دے کہ انہوں نے شفقت و تعاون کے ساتھ مکمل سرپرستی فرمائی......۔

برادر کبیر مفتی ابوالخیر عارف محمود صاحب کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں کہ جن کے اشراف اور راہ نمائی سے بندہ کو اس عظیم علمی خدمت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

بندہ ان سب حضرات کا شکر گزار ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سب حضرات کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے اور سعادت دارین نصیب فرمائے۔

اور احقر کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور طالبان علوم نبوت کے لیے نافع اور بندہ، اس کے اساتذہ کرام، والدین اور عزیز و اقارب کے لیے ذریعے نجات بنائے۔

آمین ثم آمین۔

صابر محمود غفر لہ

فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی

مدرس جامعہ انوار العلوم، ملیر ہالٹ، شاد باغ، کراچی

رابطہ: 03158800032-03343637306

تقدیم

حضرت مولانا مفتی عارف محمود صاحب مدظلہ، سابق استاذ ورفیق شعبہ تصنیف وتالیف جامعہ فاروقیہ کراچی، ومسؤل دار التصنیف مدرسہ فاروقیہ گلگت

بسم الله الرحمن الرحيم

إن الحمد لله، أحمده على قديم إحسانه وتواتر نعمه، حمد من يعلم أن مولاه الكريم علّمه مالم يكن يعلم، وكان فضله عليه عظيما، وأسأله المزيد من فضله والشكر على ما تفضل به من نعمه أنه ذوفضل عظيم، وصلى اللّٰه على محمد عبده، ورسوله، ونبيه، وأمينه على وحيه، وعباده، صلاة تكون له رضا، ولنا بها مغفرة، وعلى آله وأصحابه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وسلّم تسليماً كثيراً طيباً مباركاً۔

امابعد!

اہل علم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ قرآن کریم اور سنت نبویہ شریعت اسلامی وفقہ اسلامی کی اساس اور بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ سنت نبوی میں قرآن کریم کی مجمل آیات کا بیان ہے اور اکثر احکام فقہیہ اور فروعی مسائل کا تفصیلی بیان سنت نبوی میں وارد ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ احادیث مبارکہ اور سنت نبویہ کا علم، ان کے متون واسانید اور ان سے متعلق فنون کی تحقیق اہم ترین علوم دینیہ میں سے ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے حضرت عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کو سرسبز وشاداب رکھے جس نے میری حدیث سنی، اسے یاد رکھا اور آگے پہنچایا۔

امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے خلفاء پر رحم فرمائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ کے خلفاء کون

ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے، میری احادیث کو نقل کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر فضل وکرم ہے کہ اس نے اس امت میں ایسے ائمہ مجتہدین وحفاظ حدیث پیدا فرمائے، جنہوں نے اس مبارک علم کے حصول کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو لگایا، مال ووقت اور خواہشات کی قربانی دی، وطن اور اہل واولاد سے دوری کو برداشت کیا اور ''صحاح، سنن، مسانید، معاجم اور احادیث الاحکام'' کے نام سے حدیث مبارکہ اور سنت مطہرہ کے دواوین اور مجموعے مرتب فرمائے ہیں، یہ کوئی معمولی بات نہیں، بلکہ یہ سعادت دارین کی کلید ہے، شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

أهل الحدیث هم أهل النبي وإن
لم یصحبوا نفسه أنفاسه صحبوا

یعنی محدثین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تعلق والے لوگ ہیں، اگرچہ ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت نصیب نہیں ہوئی لیکن یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال اور صفات وتقاریر کے امین ومحافظ ہیں اور ہمہ وقت اس میں مشغول رہتے ہیں، یہ بھی سعادت ہی کا عنوان ہے۔

انہی جلیل القدر مجتہدین ومحدثین میں سے ایک عبقری شخصیت امام اعظم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے جن عظیم الشان صفات اور خصوصیات سے نوازا تھا، ان میں سے ایک احادیث مبارکہ کو سب سے پہلے جامع طور پر فقہ کی صورت میں مرتب کر کے امت کے سامنے پیش کرنا بھی ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تابعی ہونے پر جمہور محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا اتفاق ہے، محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا روایت کرنا ثابت کیا ہے؛ البتہ بعض محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اس سے اختلاف کیا ہے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے بڑے حضرات سے علم حدیث وفقہ حاصل کیا، جن میں سے چند مشہور کے نام یہ ہیں:

شیخ حماد بن ابی سلیمان، شیخ عطاء بن ابی رباح، شیخ عکرمہ بربری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ، ان کے علاوہ مدینہ منورہ کے فقہاءِ سبعہ میں سے حضرت سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کا سماع کیا ہے، ملک شام میں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اکتسابِ علم کیا ہے، دیگر محدثین کے طرز پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کی سماعت کے لیے حج کے اسفار کا بھرپور استعمال کیا؛ حج کی ادائیگی سے قبل وبعد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام فرما کر قرآن وسنت کو سمجھنے اور سمجھانے میں وافر وقت لگایا۔ بنوامیہ کے

آخری عہد میں جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حکمرانوں سے اختلاف ہوگیا تھا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً کئی سال مکہ مکرمہ میں مقیم رہ کر تعلیم و تعلم کے سلسلہ کو جاری رکھا، چناں چہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حرمین شریفین کے شیوخ حدیث سے بھی علم حدیث حاصل کیا۔

یہ بات تو علم حدیث سے مناسبت رکھنے والا ادنی طالب علم بھی جانتا ہے کہ احادیث کی مشہور کتابیں (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، بیہقی) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے تقریباً ۱۵۰ سال بعد مدون ہوئی ہیں، ان مذکورہ کتابوں کے مصنفین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں موجود ہی نہیں تھے، ان میں سے اکثر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں، مشہور کتبِ حدیث میں عموماً چار یا پانچ یا چھ واسطوں سے احادیث ذکر کی گئی ہیں؛ ان میں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثیات پر فخر کیا جاتا ہے اور واقعتاً یہ فخر کی بات بھی ہے، کیوں کی ثلاثیات کی سند عالی ہوتی ہے اور سندِ عالی باعث افتخار ہے، بخاری کے علاوہ ابن ماجہ میں پانچ اور جامع ترمذی میں ایک ثلاثی روایت ہے، مسلم ابوداؤد اور نسائی میں کوئی روایت ثلاثی نہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں بائیس ثلاثی روایات ذکر کی ہیں، ان میں سے بیس ثلاثی روایات وہ ہیں جو حنفی مشائخ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ سے لی گئی ہیں، اس کے مقابلہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کو علم حدیث سے ناواقف لوگ اہمیت نہیں دیتے، حالاں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زیادہ تر احادیث صرف دو یا تین واسطوں سے آئی تھیں، اس لحاظ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو احادیث ملی ہیں، وہ **"أصح الأسانيد"** ہونے کے علاوہ احادیثِ صحیحہ، مرفوعہ، مشہورہ اور متواترہ کا مقام رکھتی ہیں، غرضیکہ جن احادیث کی بنیاد پر فقہِ حنفی کو مرتب کیا گیا ہے، وہ عموماً سند کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی ہیں۔

"سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے مصنف اول "علامہ شبلی نعمانی" نے اپنی مشہور و معروف کتاب ''سیرۃ النعمان'' میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درس کا حلقہ اتنا وسیع تھا کہ خلیفہ وقت کی حدودِ حکومت اس سے زیادہ وسیع نہ تھیں۔ سیکڑوں علماء و محدثین نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص علمِ فقہ میں کمال حاصل کرنا چاہے اس کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کا رخ کرنا چاہیے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد) مجھے نہ ملتے تو شافعی رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتا؛ بلکہ کچھ اور ہوتا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے چند مشہور شاگردوں کے نام حسب ذیل ہیں جنہوں نے اپنے استاذ کے مسلک کے مطابق درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا:

قاضی ابو یوسف، امام محمد بن حسن الشیبانی، امام زفر بن ہذیل، امام یحییٰ بن سعید القطان، امام یحییٰ بن زکریا، محدث عبداللہ بن مبارک، امام وکیع بن الجراح اور امام داؤد الطائی رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ درس جو احادیث بیان کی ہیں انھیں شاگردوں نے حَدَّثَنَا اور اَخْبَرَنَا وغیرہ الفاظ کے ساتھ جمع کر دیا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درسی افادات کا نام "کتاب الآثار" ہے، جو دوسری صدی ہجری میں مرتب ہوئی، اس زمانہ تک کتابوں کی تالیف بہت زیادہ عام نہیں تھی۔ "کتاب الآثار" اس دور کی پہلی کتاب ہے، جس نے بعد کے آنے والے محدثین رحمہم اللہ کے لیے ترتیب وتبویب کے راہ نما اصول فراہم کیے، علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الآثار" کے متعدد نسخوں کی نشان دہی کی ہے؛ لیکن عام شہرت چار نسخوں کو حاصل ہے، ان نسخوں میں سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ کتاب کو سب سے زیادہ شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی، مشہور محقق مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار کے مقدمہ میں قوی روایتوں کی روشنی میں لکھا ہے کہ کتاب الآثار براہِ راست امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے، امام محمد، امام ابو یوسف، امام زفر رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ اس کے راوی ہیں۔

اس کے علاوہ علمائے کرام نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پندرہ مسانید شمار کی ہیں، جن میں ائمہ دین اور حفاظِ حدیث رحمۃ اللہ علیہم نے آپ کی روایات کو جمع کر کے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا، ان میں سے "مسند امام اعظم" علمی دنیا میں مشہور ہے، جس کی متعدد شروحات بھی تحریر کی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے بڑا کام امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے، جنھوں نے تمام مسانید کو ایک بڑی ضخیم کتاب میں "جامع المسانید" کے نام سے جمع کیا ہے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید میں علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ "مسند امام اعظم" مشہور ہے، آپ کی مرتب کردہ یہ مسند معاجم کی ترتیب کے مطابق تھی؛ لیکن بعد میں حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو فقہی ترتیب پر مرتب فرمایا اور اسی نسخہ پر علامہ سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ تحریر فرمایا اور حاشیہ بھی لکھا ہے۔ "مسند امام اعظم" کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ ایک عرصہ سے درس نظامی اور وفاق المدارس العربیہ کے نصاب میں شامل ہے۔

مادرِ علمی جامعہ فاروقیہ کراچی کسی تعارف کا محتاج نہیں، استاذِ مکرم ومحترم، استاذ المحدثین، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم کی دینی، علمی، تدریسی، تصنیفی اور ملی وقومی خدمات کو بیان کرنے کے لیے الگ الگ مستقل دفاتر درکار ہیں، آپ کی خدمات جلیلہ میں ایک انتہائی اہم اور بے مثال خدمت جس کی زمانہ مثال پیش کرنے سے عاجز ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رجال سازی کا انتہائی اعلیٰ درجہ کا ملکہ عطا فرمایا ہے، آپ کے تلامذہ میں نامور علماء کی ایک طویل فہرست ہے، جن میں سے ایک بڑی تعداد تو صرف ان

شاگردوں کی ہے جن کو حدیث مبارک کی خدمت سرانجام دینے کی سعادت حاصل ہے اور وہ "شیخ الحدیث" جیسے منصب جلیلہ پر فائز ہیں۔

حضرت الاستاذ اطال للہ بقاءہ کے انہی نامور تلامذہ میں ایک معروف نام جامع المعقول والمنقول، استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد انور صاحب مدظلہ کا ہے، آپ نے ۱۹۷۶ء بمطابق ۱۳۹۶ھ میں جامعہ فاروقیہ سے درس نظامی کی تکمیل کی اور وفاق المدارس العربیہ میں ملکی سطح پر دوسری پوزیشن حاصل کی، حضرت الشیخ دامت برکاتہم نے آپ کی اعلیٰ علمی استعداد، محنت اور ذوق مطالعہ کو دیکھتے ہوئے بطور مدرس جامعہ فاروقیہ میں آپ کا انتخاب کیا، جس کو تاحال آپ بحسن وخوبی نبھا رہے ہیں، استاذ مکرم مولانا محمد انور صاحب مدظلہ نے اس طویل تدریسی دورانیہ میں ابتدائی درجات میں کتب فنون سے لے کر "مسند امام اعظم" اور دورہ حدیث میں جامع ترمذی وبخاری ثانی کی تدریس فرمائی اور تاحال بخاری ثانی آپ ہی کے زیر تدریس ہے۔ اللھم زد فزد

آپ کا انداز تدریس انتہائی البیلا ہے، سبق کا خلاصہ بیان کرنے کے بجائے عبارت کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور تشریح کرتے جاتے ہیں، ضخیم سے ضخیم اور مشکل ترین کتاب ایک مناسب رفتار سے شروع کر کے وقت پر ہی ختم کرا دیتے ہیں، نفس کتاب حل کرنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں، مضمون انتہائی مرتب اور ہر طرح کے حشو وزوائد سے خالی ومبرا ہوتا ہے، انداز تفہیم سادہ اور دل نشین ہوتا ہے، گویا آپ کی تقریر **"خیر الکلام ما قل ودل"** کا مصداق ہوتی ہے، آپ وقت کے انتہائی پابند ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وقت میں بہت برکت عطا فرمائی ہے، جہد پیہم، صبر مسلسل اور آپ کی گوناگوں خوبیوں وصفات کو دیکھ کر اگر یہ کہا جائے کہ آپ استقامت کے کوہِ گراں ہیں تو یہ بالکل بھی بے جا نہ ہوگا۔

برادر صغیر مولانا مفتی صابر محمود صاحب سلمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے جامعہ فاروقیہ کراچی میں حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم اور دیگر اساطین علم وفضل سے کسب فیض کا موقعہ عنایت فرمایا، دوران تعلیم انہوں نے کئی کتب حضرت مولانا محمد انور صاحب مدظلہ سے سبقاً پڑھی ہیں، خاص طور سے زیر نظر شرح بھی حضرت استاذ محترم کے انہی دروس وافادات کا مجموعہ ہے، جن سے درجہ سادسہ میں دوران درس استفادہ کا موقعہ ملا، پھر اللہ تعالیٰ نے مزید فضل فرمایا اور فراغت کے بعد تدریس کے شعبہ سے منسلک فرمایا اور یوں کم ہی عرصہ میں "مسند امام اعظم" کی تدریس کا موقعہ بھی میسر ہوا، دوران تدریس استاذ محترم مولانا محمد انور صاحب مدظلہ کے انہی افادات کو پیش نظر رکھا اور اساتذہ اور طلبا کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس تقریر میں چند ناگزیر

اضافہ جات بھی کیے، خاص طور سے تمام احادیث پر اعراب لگایا اور ان کا سلیس اور عام فہم ترجمہ کیا، قدیم وجدید شروحات کی مدد سے احادیث مبارکہ کی دل نشین شرح کے علاوہ جگہ جگہ نصابی ضرورت کے مطابق تشریحاتی نوٹ لکھے، یوں یہ شرح دیگر معاصر اردو شروحات سے ممتاز حیثیت اختیار کر گئی ہے، اگر یہ کہا جائے کہ زیر نظر شرح اساتذہ کرام اور طلباء کے لیے یکساں مفید ثابت ہوگی تو یہ مبالغہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ برادر صغیر مفتی صابر محمود صاحب سلمہ اللہ کی اس کوشش وکاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے، ہر خاص و عام کے لیے اسے نافع ومفید بنائے اور مؤلف، ان کے اساتذہ کرام، والدین، اعزہ واقارب اور دوست واحباب سب کے لیے دارین کے صلاح وفلاح کا باعث بنائے، آمین۔

ابوالخیر عارف محمود عفی عنہ

دار التصنیف مدرسہ فاروقیہ کشروٹ گلگت

۷ مئی/۲۰۱۵م/۱۷رجب/۱۴۳۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالات امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب

نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ ہے، بعض نے یوں بیان کیا ہے: نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان۔ اس میں تطبیق یوں دی جاسکتی ہے کہ زوطی رحمۃ اللہ علیہ اسلام لانے سے پہلے کا نام ہے اور اسلام لانے کے بعد انہوں نے اپنا نام نعمان رکھ لیا۔ زوطی رحمۃ اللہ علیہ فارسی الاصل تھے، اسلام لانے کے بعد ہجرت کر کے کوفہ تشریف لے گئے اور کوفہ میں ہی نعمان پیدا ہوئے۔ آپ کے والد رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے ایک مشہور تاجر تھے۔

پیدائش وتعلیم وتربیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ کو کوفہ میں ہی پیدا ہوئے اور کچھ سالوں بعد اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تجارت کرنے لگ گئے۔ ایک مرتبہ بازار میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھ لیا کہ کہاں پڑھتے ہو؟ تو عرض کیا کہ تجارت کرتا ہوں، امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایمانی فراست سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر موجود جوہر دیکھ لیا تھا، فرمایا:

''تجارت تو بہت لوگ کرتے ہیں، آپ کو علم سیکھنا چاہیے''۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات اثر کر گئی اور آپ حدیث وفقہ کی تعلیم میں مصروف ہو گئے۔

اس زمانے میں کوفہ میں حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفن کا شہرہ تھا، حدیث وفقہ میں دلچسپی رکھتے تھے، گھر میں ہی طلباء کو تعلیم دیتے تھے اور وقت کے پابند تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے شاگردی کے لیے انہیں کا انتخاب کیا اور حاضر ہو کر اپنی خواہش کا اظہار کیا، استاد کی اجازت سے بڑے درس میں انہماک وپابندی سے شرکت کرتے، حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے چند دنوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حافظہ وذہانت کو بھانپ لیا اور سبق میں ان کو آگے بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ دو برس تک حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شریک رہے اور فقہ وحدیث

کے موتیوں سے دامن بھرتے رہے اور ایسا کمال پیدا کیا کہ علمی وعملی دنیا میں امام اعظم کہلائے۔

ایک وقت ایسا آیا کہ عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عہدہ قضا پیش کیا؛ لیکن آپ نے معذرت چاہی تو وہ اپنے مشورہ پر اصرار کرنے لگا؛ چناں چہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صراحۃً انکار کر دیا اور قسم کھالی کہ وہ یہ عہدہ قبول نہیں کر سکتے، جس کی وجہ سے ۱۴۶ ہجری میں آپ کو قید کر دیا گیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شہرت کی وجہ سے قید خانہ میں بھی تعلیمی سلسلہ جاری رہا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث وفقیہ نے جیل میں ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت سے خوف زدہ خلیفہ وقت نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زہر دلوادیا۔ جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو سجدہ کیا اور اسی حالت میں وفات پا گئے۔ تقریباً پچاس ہزار افراد نے نمازِ جنازہ پڑھی، بغداد کے ''خیزران'' قبرستان میں دفن کیے گئے۔ ۳۷۵ھ میں اس قبرستان کے قریب ایک بڑی مسجد ''جامع الامام الاعظم'' تعمیر کی گئی، جو آج بھی موجود ہے۔ غرض ۱۵۰ھ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بڑے بڑے تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کرنے والا ایک عظیم محدث وفقیہ دنیا سے رخصت ہو گیا اور اس طرح صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے خوف سے قاضی کے عہدہ کو قبول نہ کرنے والے نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا؛ تاکہ خلیفہ وقت اپنی مرضی کے مطابق کوئی ایسا فیصلہ نہ کرا سکے، جس سے مالکِ حقیقی ناراض ہوں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت

شیخ جلال الدین سیوطی شافعی مصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب **''تبييض الصحيفة فی مناقب الإمام أبی حنيفة''** میں بخاری ومسلم ودیگر کتب حدیث میں وارد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: **''لو كان الإيمان عند الثريا لناله رجال أو رجل من هؤلاء''** اگر ایمان ثریا ستارے کے قریب بھی ہوگا تو اہل فارس میں سے بعض لوگ اس کو حاصل کرلیں گے۔ (بخاری: مسلم: طبرانی) کے مختلف طرق ذکر کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (شیخ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں ان احادیث میں بشارت دی ہے اور یہ احادیث امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت وفضیلت کے بارے میں ایسی صریح ہیں کہ ان پر مکمل اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

شیخ ابن حجر ہیثمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۹۰۹ھ-۹۷۳ھ) نے اپنی مشہور ومعروف کتاب **''الخيرات**

الحِسان‘‘ میں تحریر کیا ہے کہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض تلامذہ نے فرمایا اور جس پر ہمارے مشائخ نے بھی اعتماد کیا ہے کہ ان احادیث کی مراد بلاشبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں؛ اس لیے کہ اہلِ فارس میں ان کے معاصرین میں سے کوئی بھی علم کے اس درجہ کو نہیں پہنچا جس پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فائز تھے۔

فائدہ

ان احادیث کی مراد میں اختلاف رائے ہوسکتا ہے؛ مگر عصرِ قدیم سے عصرِ حاضر تک ہر زمانہ کے محدثین، فقہاء اور علماء کی ایک جماعت نے تحریر کیا ہے کہ ان احادیث سے مراد حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ علمائے شوافع نے خاص طور پر اس قول کو مدلل کیا ہے، جیسا کہ شافعی مکتبہ فکر کے دو مشہور جید علماء کے اقوال ذکر کیے گئے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (جو فنِ حدیث کے امام شمار کیے جاتے ہیں) سے جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو پایا، اس لیے کہ وہ ۸۰ ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے، وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ موجود تھے، ان کا انتقال اس کے بعد ہوا ہے۔ بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا انتقال ۹۰ یا ۹۳ ہجری میں ہوا ہے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ کہا جائے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور وہ طبقہ تابعین میں سے ہیں، نیز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی اس شہر میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت حیات تھے۔

شیخ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’عقود الجمان‘‘ کے نویں باب میں ذکر کیا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں پیدا ہوئے، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثرت تھی۔

اکثر محدثین (جن میں امام خطیب بغدادی، علامہ نووی، علامہ ابن حجر، علامہ ذہبی، علامہ زین العابدین سخاوی، حافظ ابونعیم اصفہانی، امام دارقطنی، حافظ ابن عبدالبر اور علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہم کے نام قابل ذکر ہیں) کا

یہی فیصلہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

محدثین و محققین کی تشریح کے مطابق صحابی کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ دیکھنا بھی کافی ہے، اسی طرح تابعیت کا معاملہ بھی ہے کہ تابعی کہلانے کے لیے صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ صحابی کا دیکھنا بھی کافی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو دیکھنے کے علاوہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاص کر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت بھی کی ہیں۔

غرضے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں اور آپ کا زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبعِ تابعین رحمہ اللہ علیہم کا زمانہ ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس دور کی امانت و دیانت اور تقویٰ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم (سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۱۰۰) میں فرمایا ہے۔ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہ بہترین زمانوں میں سے ایک ہے۔ علاوہ ازیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں ہی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بشارت دی تھی، جیسا کہ بیان کیا جا چکا، جس سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت اور فضیلت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات

امام ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے، جس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱)۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۲)۔ حضرت عبداللہ بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ
۳)۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
۴)۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ
۵)۔ حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ
۶)۔ حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا

فائدہ

محدثین کی ایک جماعت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا روایت کرنا ثابت کیا ہے؛ البتہ بعض محدثین نے اس سے اختلاف کیا ہے، مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تابعی ہونے پر جمہور محدثین کا اتفاق ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ وشیوخ

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے بڑے حضرات سے علم حدیث وفقہ حاصل کیا، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:۔

شیخ حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

شہر کوفہ کے امام وفقیہ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سب سے قریب اور معتمد شاگرد ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی صحبت میں ۱۸ سال رہے۔ ۱۲۰ ہجری میں شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی ان کی مسند کے جانشین ہوئے۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ مشہور ومعروف محدث وتابعی شیخ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی خصوصی شاگرد ہیں۔ علاوہ ازیں شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علمی وارث اور نائب بھی شمار کیے جاتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری بڑی درس گاہ شہر بصرہ تھی، جو امام المحدثین شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے علومِ حدیث سے مالا مال تھی؛ یہاں بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ حدیث کا بھرپور حصہ پایا۔

شیخ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ

مکہ مکرمہ میں مقیم شیخ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھرپور استفادہ کیا۔ شیخ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار صحابہ کرام، خاص کر حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ام سلمہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے استفادہ کیا تھا۔ شیخ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے خصوصی شاگرد ہیں۔

شیخ عکرمہ بربری رحمۃ اللہ علیہ

یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے خصوصی شاگرد ہیں۔ کم وبیش ۷۰ مشہور تابعین ان کے شاگرد ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان میں شامل ہیں۔ مکہ مکرمہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے علمی استفادہ کیا۔

مدینہ منورہ کے فقہاءِ سبعہ میں سے حضرت سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کا سماع کیا ہے۔ یہ ساتوں فقہاء مشہور ومعروف تابعین تھے۔ حضرت سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پروردہ غلام ہیں، جب کہ حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں، جنہوں نے اپنے والد، صحابیِ رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تعلیم حاصل کی تھی۔

ملک شام میں امام اوزاعی اور امام مکحول رحمہما اللہ سے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اکتسابِ علم کیا ہے۔

دیگر محدثین کے طرز پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کی سماعت کے لیے حج کے اسفار کا بھرپور استعمال کیا؛ چناں چہ آپ نے تقریباً ۵۵ حج ادا کیے۔ حج کی ادائیگی سے قبل وبعد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام فرما کر قرآن وسنت کو سمجھنے اور سمجھانے میں وافر وقت لگایا۔ بنوامیہ کے آخری عہد میں جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حکمرانوں سے اختلاف ہوگیا تھا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ۷ سال مکہ مکرمہ میں مقیم رہ کر تعلیم وتعلّم کے سلسلہ کو جاری رکھا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ

''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے مصنف اول ''علامہ شبلی نعمانی'' نے اپنی مشہور ومعروف کتاب ''سیرۃ النعمان'' میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درس کا حلقہ اتنا وسیع تھا کہ خلیفہ وقت کی حدودِ حکومت اس سے زیادہ وسیع نہ تھیں۔ سیکڑوں علماء ومحدثین نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص علمِ فقہ میں کمال حاصل کرنا چاہے اس کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کا رخ کرنا چاہیے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد) مجھے نہ ملتے تو شافعی، شافعی نہ ہوتا؛ بلکہ کچھ اور ہوتا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے چند مشہور شاگردوں کے نام حسب ذیل ہیں، جنہوں نے اپنے استاذ کے مسلک کے مطابق درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ قاضی ابویوسف، امام محمد بن حسن الشیبانی، امام زفر بن ہذیل، امام یحییٰ بن سعید القطان، امام یحییٰ بن زکریا، محدث عبداللہ بن مبارک، امام وکیع بن الجراح اور امام داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ۔

قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام یعقوب بن ابراہیم انصاری ہے، ۱۱۳ھ یا ۱۱۷ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے، امام ابویوسف

رحمۃ اللہ علیہ کو معاشی تنگی کی وجہ سے تعلیمی سلسلہ جاری رکھنا مشکل ہوگیا تھا؛ مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اوران کے گھر کے تمام اخراجات برداشت کر کے ان کو تعلیم دی، ذہانت، علمی شوق اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہ کی وجہ سے قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے محدث وفقیہ بن کر سامنے آئے۔ فقہ حنفی کی تدوین میں قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اہم کردار ہے، عباسی دورِ حکومت میں قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز ہوئے، یہ پہلا موقع تھا جب کسی کو قاضی القضاۃ کے عہد پر فائز کیا گیا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بعض مسائل میں اختلاف بھی کیا؛ لیکن پوری زندگی خاص کر قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد فقہ حنفی کو ہی نشر کیا۔ مسلکِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اصولِ فقہ کی اوّلین کتاب تحریر فرمائی، ۱۸۲ھ میں وفات ہوئی۔

امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۳۱ھ میں دِمَشق میں پیدا ہوئے، پھر فقہاء ومحدثین کے شہر کوفہ چلے گئے، وہاں بڑے بڑے محدثین اور فقہاء رحمۃ اللہ علیہم کی صحبت پائی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تقریباً دو سال جیل میں تعلیم حاصل کی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم مکمل کی، پھر مدینہ منورہ جا کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پڑھی، صرف بیس سال کی عمر میں مسندِ حدیث پر بیٹھ گئے، یہ فقہ حنفی کے دوسرے اہم بازو شمار کیے جاتے ہیں، اسی لیے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو صاحبین کہا جاتا ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بے شمار شاگرد ہیں: لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام خاص طور پر ذکر کیا جاتا ہے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کی مشہور کتاب ''موطا امام محمد'' آج بھی ہر جگہ موجود ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات بہت ہیں، فقہ حنفی کا مدار انہیں کتابوں پر ہے، ان کی درج ذیل کتابیں مشہور ومعروف ہیں، جو فتاویٔ حنفیہ کا مآخذ ہیں:۔

۱۔المبسوط، ۲۔الجامع الصغیر، ۳۔الجامع الکبیر، ۴۔الزیادات، ۵۔السیر الصغیر، ۶۔السیر الکبیر۔

امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ

امام زفر بن ہذیل ۱۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی عمر میں علمِ حدیث سے خاص شغف وتعلق تھا، علامہ

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اصحابُ الحدیث میں شمار کیا ہے، پھر علم فقہ کی جانب توجہ کی اور اخیر عمر تک یہی مشغلہ رہا۔ بصرہ میں قاضی کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں، آپ فقہ حنفی کے اہم ستون ہیں۔

امام یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ فن اسماء الرجال (سند حدیث پر بحث کا علم) سب سے پہلے انہوں نے ہی شروع کیا ہے۔ اس کے بعد دیگر حضرات، مثلاً امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اس علم کو با قاعدہ فن کی شکل دی۔ امام یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا ہے۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ علم حدیث میں بڑی مہارت حاصل کی، یہاں تک کہ امیر المؤمنین فی الحدیث کا لقب ملا۔ ۱۱۸ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۸۱ ہجری میں وفات پائی۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ میری مدد نہ فرماتے تو میں ایک عام انسان سے بڑھ کر کچھ نہ ہوتا۔

علم حدیث اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جس وقت پیدا ہوئے تو ان کا شہر کوفہ علم حدیث اور علم فقہ کے ایک بڑے مرکز کی حیثیت رکھتا تھا، کوفہ والے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے علمی وفقہی فیض سے مستفید ہوتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آخری عمر تک کوفہ میں مقیم رہے اور ان کی تربیت کے نتیجے میں جو علماء تیار ہوئے ان کی تعداد چار ہزار بتائی جاتی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے رفقائے کرام بھی کوفہ میں تشریف لائے اور اپنے علم حدیث وفقہ کی خوش بو بکھیرتے رہے۔ جن میں حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت سلمان فارسی، حضرت عمار بن یاسر، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اور حضرت عبداللہ بن حارث رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ شامل ہیں۔ امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ میں رہائش اختیار کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد ۱۵۰۰ کے قریب بتائی ہے۔ اتنے حضرات کی موجودگی میں یہ شہر علم کا مرکز ومخزن بن گیا تھا، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو دار الخلافہ بنایا تو ارشاد فرمایا:

"رحم الله ابن أم عبد قد ملأ هذه القرية علماً"۔

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

"أصحاب ابن مسعود سراج هذه الأمة"۔

حضرت انس بن سیرین رحمہ اللہ کا قول مشہور ہے:

"أتيت الكوفة، فوجدت بها أربعة آلاف، يطلبون الحديث، وأربع مائة قد فقهوا"۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اسی دور میں کوفہ شہر میں پیدا ہوئے اور اسی شہر میں پروان چڑھے اور شیوخ سے علم حاصل کیا۔ ابتدا میں علم کلام کی طرف زیادہ توجہ دی، پھر آپ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر علم حدیث والشرائع کی طرف متوجہ ہوئے۔

۹۶ھ میں آپ حج کرنے کے لیے مکۃ المکرمہ تشریف لے گئے اور وہاں حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی زیارت فرمائی اور ان کی زبانی یہ ارشاد گرامی سنا:

"من تفقه في الدين كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب"۔

آپ رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے علم حدیث حاصل کیا، جنہوں نے ۵۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا ہوا تھا۔

حضرت علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علوم علقمہ، اسود، حارث، عمرو اور عبیدہ بن قیس رحمہم اللہ پر ختم ہیں اور ان سب کے علوم ابراہیم نخعی اور عامر شعبی میں جمع ہیں۔ اور یہ دونوں حضرات امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے ایک روشن نام حماد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جنہیں بالاتفاق حدیث وفقہ میں امام تسلیم کیا گیا ہے۔ جنہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت انس، حضرت زید بن وہب، حضرت سعید بن مسیب، حضرت عکرمہ، حضرت ابووائل، حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہم سے علمی اکتساب کیا۔

اس کے علاوہ بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حرمین شریفین کے شیوخ حدیث سے علم حدیث حاصل کرنے کے بعد اجتہاد کے درجے میں قدم رکھا اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فقہ میں بالاتفاق مجتہد تسلیم کیا گیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حدیث کی مشہور کتابیں

احادیث کی مشہور کتابیں (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، بیہقی، مسند ابن حبان، مسند احمد بن حنبل وغیرہ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے تقریباً ۱۵۰ سال بعد مدون ہوئی ہیں۔

ان مذکورہ کتابوں کے مصنّفین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں موجود ہی نہیں تھے، ان میں سے اکثر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ مشہور کتب حدیث کی تصنیف سے قبل ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور شاگردوں (قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث اور فقہ کے دروس کو کتابی شکل میں مرتب کر دیا تھا، جو آج بھی دستیاب ہیں۔ مشہور کتبِ حدیث میں عموماً چار یا پانچ یا چھ واسطوں سے احادیث ذکر کی گئی ہیں؛ جب کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زیادہ تر احادیث صرف دو واسطوں سے آئی تھیں، اس لحاظ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو احادیث ملی ہیں، وہ **اصح الاسانید** کے علاوہ احادیثِ صحیحہ، مرفوعہ، مشہورہ اور متواترہ کا مقام رکھتی ہیں۔ غرضے کہ جن احادیث کی بنیاد پر فقہِ حنفی مرتب کیا گیا، وہ عموماً سند کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی ہیں۔

علم فقہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

عصر قدیم وجدید میں علم فقہ کی تعریف مختلف الفاظ میں کی گئی ہے؛ مگر اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں احکامِ شرعیہ کا جاننا فقہ کہلاتا ہے۔ احکام شرعیہ کے جاننے کے لیے سب سے پہلے قرآن کریم اور پھر احادیث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث میں کسی مسئلہ کی وضاحت نہ ملنے پر اجماع اور قیاس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

فقہ کو سمجھنے سے قبل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اہم اصل وضابطہ کو ذہن میں رکھیں کہ:

''میں پہلے کتاب اللہ اور سنتِ نبوی کو اختیار کرتا ہوں، جب کوئی مسئلہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں ملتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال واعمال کو اختیار کرتا ہوں۔ اس کے بعد دوسروں کے فتاویٰ کے ساتھ اپنے اجتہاد وقیاس پر توجہ دیتا ہوں۔''

اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ اصل وضابطہ ہے کہ:

''اگر مجھے کسی مسئلہ میں کوئی حدیث مل جائے، خواہ اس کی سند ضعیف بھی ہو تو میں اپنے اجتہاد وقیاس کو ترک کر کے اس کو قبول کرتا ہوں۔''

یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا خود بنایا ہوا اصول نہیں ہے؛ بلکہ اُس مشہور حدیث کی اتباع ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی۔

فقہ حنفی کا مدار صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس پر ہے اور اس فقہ کی بنیاد وہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسائلِ شرعیہ معلوم کرتے تھے۔ کوفہ شہر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن وحدیث کی روشنی میں لوگوں کی رہنمائی فرماتے تھے۔ حضرت علقمہ بن قیس کوفی رحمہ اللہ اور حضرت اسود بن یزید کوفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے خاص شاگرد ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خود فرماتے تھے کہ: ''جو کچھ میں نے پڑھا، لکھا اور حاصل کیا وہ سب کچھ علقمہ کو دے دیا، اب میری معلومات علقمہ سے زیادہ نہیں ہے۔'' حضرت علقمہ اور حضرت اسود رحمہما اللہ کے انتقال کے بعد حضرت ابراہیم نخعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ مسند نشین ہوئے اور علم فقہ کو بہت کچھ وسعت دی، یہاں تک کہ انھیں ''فقیہِ عراق'' کا لقب ملا۔ حضرت ابراہیم نخعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں فقہ کا غیر مرتب ذخیرہ جمع ہو گیا تھا جو ان کے شاگردوں نے خاص کر حضرت حماد کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے محفوظ کر رکھا تھا۔ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے اس ذخیرہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں خاص کر امام ابویوسف، امام محمد اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہم کو بہت منظم شکل میں پیش کر دیا، جو انہوں نے باقاعدہ کتابوں میں مرتب کر دیا، یہ کتابیں آج بھی موجود ہیں۔ اس طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دو واسطوں سے حقیقی وارث بنے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن وسنت کی روشنی میں جو سمجھا تھا وہ امت مسلمہ کو پہنچ گیا۔ غرضے کہ فقہ حنفی کی تدوین اُس دور کا کارنامہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیر القرون قرار دیا اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکمل حفاظت کے ساتھ اسی زمانہ میں کتابی شکل میں مرتب کی گئیں۔

فائدہ

ان دنوں بعض ناواقف حضرات فقہ کا ہی انکار کرنا شروع کر دیتے ہیں، حالاں کہ قرآن وحدیث کو سمجھ

کر پڑھنا اور اس سے مسائل شرعیہ کا استنباط کرنا فقہ ہے، نیز قرآن وحدیث میں متعدد جگہ فقہ کا ذکر بھی وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

مشہور کتب حدیث (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، بیہقی، صحیح ابن حبان، مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ) کی تالیف سے قبل ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں نے فقہ حنفی کو کتابوں میں مرتب کر دیا تھا۔ اگر واقعی فقہ قابل رد ہے تو مذکورہ کتبِ حدیث کے مصنفین نے اپنی کتاب میں فقہ کی تردید میں کوئی باب کیوں نہیں بنایا؟ یا کوئی دوسری مستقل کتاب فقہ کی تردید میں کیوں تصنیف نہیں کی؟ غرضے کہ یہ ان حضرات کی ہٹ دھرمی ہے، ورنہ قرآن وحدیث کو سمجھ کر مسائل کا استنباط کرنا ہی فقہ کہلاتا ہے، جسے جمہور محدثین ومفسرین وعلمائے رحمۃ اللہ علیہم امت نے تسلیم کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوران درس جو احادیث بیان کی ہیں انہیں شاگردوں نے حَدَّثَنَا اور اَخْبَرَنَا وغیرہ الفاظ کے ساتھ جمع کر دیا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درسی افادات کا نام "کتاب الآثار" ہے، جو دوسری صدی ہجری میں مرتب ہوئی، اس زمانہ تک کتابوں کی تالیف بہت زیادہ عام نہیں تھی۔ "کتاب الآثار" اس دور کی پہلی کتاب ہے، جس نے بعد کے آنے والے محدثین کے لیے ترتیب وتبویب کے راہ نما اصول فراہم کیے۔ علامہ شبلی نعمانی نے "کتاب الآثار" کے متعدد نسخوں کی نشان دہی کی ہے؛ لیکن عام شہرت چار نسخوں کو حاصل ہے۔ ان نسخوں میں سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ کتاب کو سب سے زیادہ شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی۔

مشہور محقق عالم مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار کے مقدمہ میں قوی روایتوں کی روشنی میں لکھا ہے کہ کتاب الآثار براہِ راست امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے، امام محمد، امام ابو یوسف، امام زفر رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ اس کے راوی ہیں:۔

"کتابُ ال آ ثار" بہ روایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ

"کتابُ ال آ ثار" بہ روایت قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

"کتابُ ال آ ثار" بہ روایت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ

"کتابُ ال آ ثار" بہ روایت امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ

مسانیدِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

علمائے کرام نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پندرہ مسانید شمار کی ہیں، جن میں ائمہ دین اور حفاظِ حدیث نے آپ کی روایات کو جمع کر کے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے، ان میں سے ''مسند امام اعظم'' علمی دنیا میں مشہور ہے، جس کی متعدد شروحات بھی تحریر کی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے بڑا کام ملک شام کے امام ابوالموائد خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے، جنہوں نے تمام مسانید کو ایک بڑی ضخیم کتاب میں ''جامع المسانید'' کے نام سے جمع کیا ہے۔
حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتابیں بھی فقہ حنفی کے اہم مآخذ ہیں۔

المبسوط۔ الجامع الصغیر۔ الجامع الکبیر۔
الزیادات۔ السیر الصغیر۔ السیر الکبیر۔

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

کتاب وسنت کی تعلیم اور فقہ کی تدوین کے ساتھ امام صاحب نے زہد و تقویٰ اور عبادت میں پوری زندگی بسر کی۔ رات کا بیشتر حصہ اللہ تعالیٰ کے سامنے رونے، نفل نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن کرنے میں گزارتے تھے۔ امام صاحب نے علم دین کی خدمت کو ذریعہ معاش نہیں بنایا؛ بلکہ معاش کے لیے ریشم بنانے اور ریشمی کپڑے تیار کرنے کا بڑا کارخانہ تھا، جو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کے گھر میں چلتا تھا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق خوش حال گھرانے سے تھا، اس لیے لوگوں کی، خاص طور سے اپنے شاگردوں کی، بہت مدد کیا کرتے تھے۔ آپ نے ۵۵ حج ادا کیے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ علمائے امت کے نظر میں

امام علی بن صالح رحمۃ اللہ علیہ

نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر فرمایا کہ: ''عراق کا مفتی اور فقیہ گزر گیا''۔ (مناقب ذہبی ص ۱۸)

امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے تھے کہ: ''کوفہ کے دو لوگوں کے سوا کسی اور پر رشک نہیں آتا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا فقہ، دوسرے شیخ حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا زہد و قناعت''۔ (تاریخ بغداد: ۱۴/ ۳۲۸)

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے تھے کہ: ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پیچیدہ مسائل کو سب اہل علم سے زیادہ جاننے والے تھے''۔

(مناقب کردی ص ۹۰)

امام داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے تھے کہ: ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس وہ علم تھا جس کو اہل ایمان کے دل قبول کرتے ہیں''۔

(الخیرات الحسان ص ۳۲)

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے پاس ایک شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کر کے آیا۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

''تم روئے زمین کے سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آرہے ہو''۔

(الخیرات الحسان ص ۳۲)

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ: ''میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا انسان نہیں دیکھا''۔

(الخیرات الحسان ص ۲۷)

امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ: ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا فقیہ اور کسی کو نہیں دیکھا''۔

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور ان کی احادیث کے حافظ بھی تھے۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت ساری احادیث سنی ہیں۔ (جامع بیان العلم، ابن عبدالبر، ج ۲، ص ۱۴۹)

امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے تھے: ''میری آنکھوں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا انسان نہیں دیکھا، دو چیزوں کے بارے میں خیال تھا کہ وہ شہر کوفہ سے باہر نہ جائیں گی؛ مگر وہ زمین کے آخری کناروں تک پہنچ گئیں۔ ایک امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت اور دوسری ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فقہ''۔ (تاریخ بغداد: ۱۳/۳۴۷)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ: ''ہم سب علم فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے محتاج ہیں، جو شخص علم فقہ میں مہارت حاصل کرنا چاہے وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محتاج ہوگا''۔ (تاریخ بغداد: ۲۳، ۱۴۱/)

امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ: ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پرہیزگار، عالم آخرت کے راغب اور اپنے معاصرین میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے''۔ (مناقب الامام ابی حنیفۃ، للموفق بن احمد المکی)

امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ

امام بکر بن محمد زرنجری (متوفی ۱۵۲ھ) کے حوالہ سے تحریر کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے۔ (مناقب امام ابی حنیفہ)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ کے شاگردوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قرآن وحدیث وفقہ کے دروس کو کتابی شکل دے کر ان کے علم کے نفع کو بہت عام کردیا، خاص کر جب آپ کے شاگرد قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ عباسی حکومت میں قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز ہوئے تو انہوں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلوں سے حکومتی سطح پر عوام کو متعارف کرایا۔

چناں چہ چند ہی سالوں میں فقہ حنفی دنیا کے کونے کونے میں رائج ہو گیا اور اس کے بعد یہ سلسلہ برابر جاری رہا، حتی کہ عباسی وعثانی حکومت میں مذہب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو سرکاری حیثیت دے دی گئی؛ چناں چہ آج ۱۴۰۰ سال گزر جانے کے بعد بھی تقریباً ۴۰ فیصد امت مسلمہ اس پر عمل پیرا ہے اور اب تک امت مسلمہ کی اکثریت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح اور وضاحت وبیان پر ہی عمل کرتی چلی آرہی ہے۔

ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان کے مسلمانوں کی بڑی اکثریت، جو دنیا میں مسلم آبادی کا ۴۰ فی صد سے زیادہ ہے، اسی طرح ترکی اور روس سے الگ ہونے والے ممالک، نیز عرب ممالک کی ایک جماعت، قرآن وحدیث کی روشنی میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہی فیصلوں پر عمل پیرا ہے۔

وفات

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ بغداد تشریف لائے تو خلیفہ منصور نے آپ کو عہدہ قضاء پیش کیا، جس کو قبول کرنے سے آپ نے انکار کر دیا، خلیفہ منصور نے ناراض ہو کر آپ کو جیل میں ڈال دیا۔

آپ نے جیل میں بھی درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور عوام الناس کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے علمی وفقہی علوم حاصل کیے۔ خلیفہ منصور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس مقبولیت سے ناخوش تھا، اس نے آپ کو ختم کرنے کا ارادہ کیا اور آپ کے کھانے میں زہر ڈال دیا، زہر اتنا تیز تھا کہ اس کو کھانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً سجدہ میں گر گئے اور یوں علم وفقہ کا یہ آفتاب اپنی زندگی کی ستر بہاریں دیکھ کر ۱۵۰ھ میں غروب ہو گیا۔

انتقال کے بعد جب ہزاروں سوگوار آپ کا جنازہ لیے جا رہے تھے تو خلیفہ منصور نے اپنے محل سے دیکھ کر کہا: "ملک کے اصل حاکم تو یہ تھے، جو لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے تھے"۔

مصادر و مراجع

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر جتنا کچھ مختلف زبانوں، خاص کر عربی زبان میں تحریر کیا گیا ہے، وہ عموماً دوسرے کسی محدث یا فقیہ یا عالم پر تحریر نہیں کیا گیا، یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و عملی خدمات کے قبول ہونے کی بظاہر علامت ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے مختلف پہلوں پر جو کتابیں تحریر کی گئی ہیں، ان میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تبییض الصحیفة فی مناقب الامام أبی حنیفة" سے خصوصی استفادہ کر کے اس مضمون کو تحریر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مصنفوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین

سوانحِ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر چند عربی کتب

- تبییض الصحیفة بمناقب ابی حنیفة: للعلامة جلال الدین السیوطی المصری الشافعی رحمه الله
- تحفة السلطان فی مناقب النعمان: للقاضی محمد بن الحسن بن کاس ابی القاسم رحمه الله
- عقود المرجان فی مناقب ابی حنیفة النعمان: للشیخ ابی جعفر احمد بن محمد المصری الطحاوی رحمه الله
- عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم أبی حنیفة النعمان: للشیخ محمد بن یوسف الصالحی رحمه الله
- مناقب الامام الاعظم: شیخ ملا علی قاری رحمه الله
- ترجمة الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان بن ثابت: امام خطیب بغدادی رحمه الله
- الانتقاء (ایک باب): للحافظ ابن عبد البر رحمه الله
- عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابو حنیفة النعمان: رسالة مقدمة لنیل درجة الماجستر۔۔۔ مولوی محمد ملا عبد القادر الافغانی رحمه الله
- اخبار ابی حنیفة و اصحابه: للشیخ قاضی ابی عبد الله حسین بن علی الصیمری رحمه الله

❁ فضائل أبی حنیفة وأخباره ومناقبه: للشیخ ابی القاسم عبد اللہ بن محمد المعروف بـ"ابی عوام رحمہ اللہ"

❁ شقائق النعمان فی مناقب ابی حنیفة النعمان: لجار اللہ ابی القاسم الزمخشری

❁ مکانة الامام ابی حنیفة فی علم الحدیث: للشیخ محمد عبد الرشید النعمانی الهندی رحمہ اللہ، تحقیق الشیخ عبد الفتاح ابی غدہ رحمہ اللہ

❁ الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان: لمفتی الحجاز الشیخ شهاب الدین احمد بن حجر الهیثمی المکی رحمہ اللہ

❁ کتاب منازل الائمة الاربعة: للإمام ابو زکریا یحیی بن ابراهیم رحمہ اللہ

❁ مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة رحمہ اللہ: موفق بن احمد المکی، محمد بن محمد بن شهاب ابن البزار الکردی رحمہ اللہ

❁ مناقب الإمام ابی حنیفة وصاحبیه أبی یوسف ومحمد بن الحسن: الإمام حافظ ابی عبد اللہ محمد بن احمد عثمان الذهبی رحمہ اللہ

❁ ابوحنیفه النعمان وآرائه الکلامیة: للشیخ شمس الدین محمد عبد اللطیف المصری رحمہ اللہ

❁ ابوحنیفة النعمان (امام الائمة الفقهاء): للشیخ وهبی سلیمان الغاوجی رحمہ اللہ

❁ تانیب الخطیب علی ما ساقه فی ترجمة ابی حنیفه رحمہ اللہ من الأکاذیب: للشیخ محمد زاهد بن الحسن الکوثری رحمہ اللہ

❁ الجواهر المضیئة فی تراجم الحنفیة: للشیخ عبد القادر القرشی رحمہ اللہ

❁ حیاة أبی حنیفة: للشیخ السید العفیفی رحمہ اللہ

❁ ابوحنیفة، حیاته وعصره، آرائه وفقهه: للشیخ محمد ابوزهره رحمہ اللہ

❁ أئمة الفقه الاسلامی: ابوحنیفه، الشافعی، مالک، ابن حنبل: للشیخ نوح بن مصطفی الرومی الحنفی رحمہ اللہ

❁ مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة: للشیخ موفق بن احمد الخوارزمی رحمہ اللہ

❁ نشر الصحیفة فی ذکر الصحیح من اقوال أئمة الجرح و التعدیل فی أبی حنیفة: للشیخ ابی عبدالرحمن مقبل بن هاوی الوادی رحمه الله

❁ عقود الجواهر المنیفة فی أدلة مذهب الامام ابی حنیفة رحمه الله: للعلامة المحدث السید محمد مرتضیٰ الزبیدی الحسینی الحنفی رحمه الله

❁ تحفة الاخوان فی مناقب ابی حنیفة: للعلامة احمد عبد الباری عاموہ الحدیدی رحمه الله

❁ التعلیقات الحسان علی تحفة الإخوان فی مناقب أبی حنیفة: للعلامة محمد أحمد محمد عاموہ رحمه الله

❁ اعلاء السنن: ماضی قریب کے جید عالم ومحدث شیخ ظفر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اوران کے شاگردوں سے منقول تمام مسائل فقہیہ کو جلدوں میں احادیث نبویہ سے مدلل کیا ہے۔ ملک شام کے مشہور حنفی عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تقریظ تحریر فرمائی ہے۔ عربی زبان میں تحریر کردہ اس عظیم کتاب کی ۱۸ ضخیم جلدیں ہیں۔

سوانح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر چند اردو کتب

❁ مقام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

❁ تقلید ائمہ اور مقام امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: مولانا محمد اسمٰعیل سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ

❁ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حیات وکارنامے: مولانا محمد عبدالرحمن مظاہری رحمۃ اللہ علیہ

❁ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی: مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

❁ امام اعظم اور علم الحدیث: مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

❁ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حالات وکمالات، ملفوظات: ڈاکٹر مولانا خلیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (ترجمہ تبییض الصحیفة فی مناقب الامام ابی حنیفة)

❁ سیرۃ النعمان: علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

- سیرۃ ائمہ اربعۃ: قاضی اطہر مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ارجاء کی تہمت: مولانا نعمت اللہ اعظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- علم حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ومرتبہ: مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب، ایڈیٹر ماہ نامہ دارالعلوم دیوبند
- امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور معترضین "کشف الغمة بسراج الائمة": مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہ جہان پوری رحمۃ اللہ علیہ، سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند
- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کی روایت: مولانا عبدالشہید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ
- امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شہید اہل بیت: مفتی ابوالحسن شریف اللہ الکوثری رحمۃ اللہ علیہ
- الطریق الاسلم اردو شرح مسند الامام الاعظم: مولانا محمد ظفر اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- فقاہت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: مولانا خدا بخش صاحب ربانی رحمۃ اللہ علیہ
- ملفوظات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: مفتی محمد اشرف عثانی رحمۃ اللہ علیہ
- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عادلانہ دفاع، علامہ کوثری کی کتاب تانیب الخطیب کا اردو ترجمہ: حافظ عبدالقدوس خان
- حیات حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: شیخ ابوزہرہ رحمۃ اللہ علیہ
- حدائق الحنفیة (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۳۰۰ ہجری تک دنیا بھر کے ایک ہزار سے زائد حنفی علماء وفقہاء کا تذکرہ): مولوی فقیر احمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ۱۱۰ سو قصے: مولانا محمد اویس سرور رحمۃ اللہ علیہ
- امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حیرت انگیز واقعات: مولانا عبدالقیوم حقانی رحمۃ اللہ علیہ
- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی محدثانہ حیثیت: مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا مفتی نعمت حقانی رحمۃ اللہ علیہ
- مصری کی عربی کتاب کا ترجمہ: پروفیسر غلام احمد حریری رحمۃ اللہ علیہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسند امام اعظم کا مختصر تعارف

''مسند امام اعظم'' یہ کتاب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے، اس کی حقیقت یہ ہے کہ آپ نے جن شیوخ سے احادیث کو روایت کیا ہے بعد میں محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے ہر ہر شیخ کی مرویات کو علیحدہ کر کے مسانید کو مرتب کیا۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تدوین فقہ اور درس کے وقت تلامذہ کو مسائل شرعیہ بیان فرماتے ہوئے جو دلائل بصورت روایت بیان فرمائے تھے ان روایات کو آپ کے تلامذہ رحمۃ اللہ علیہم یا بعد کے محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے جمع کر کے مسند کا نام دے دیا۔ ان مسانید اور مجموعوں کی تعداد حسب ذیل ہے:

- مسند الامام مرتب امام حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو محمد عبداللہ بن یعقوب الحارث البخاری رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو الحسین محمد بن مظہر بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب الشیخ الثقۃ ابو بکر محمد بن عبد الباقی الانصاری رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ عمر بن حسن الاشنانی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو عبداللہ حسین بن محمد بن خسرو البلخی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابو القاسم عبداللہ بن محمد السعدی رحمۃ اللہ علیہ

- مسند الامام مرتب حافظ عبداللہ بن مخلد بن حفص البغدادی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابوالحسن علی بن عمر بن احمد الدارقطنی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابوحفص عمر بن احمد المعروف بابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابوالخیر شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ شیخ الحرمین عیسی المغربی المالکی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر القیسرانی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابوالعباس احمد الہمدانی المعروف بابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابوبکر محمد بن ابراہیم الاصفہانی المعروف بابن المقری رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابواسمعیل عبداللہ بن محمد الانصاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابوالحسن عمر بن حسن الاشانی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند الامام مرتب حافظ ابوالقاسم علی بن حسن المعروف بابن عساکر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ۔

ہمارے ہاں جو نسخہ پڑھایا جاتا ہے وہ امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے متعدد واسطوں سے نقل فرمایا ہے اور اس کی ترتیب مسانید کی طرز پر رکھی، اس میں کسی خاص ترتیب کا اہتمام نہیں کیا گیا تھا جس کی وجہ سے اس میں تکرار پیدا ہو گیا ہے، بعد میں اس پر علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے کام کیا اور اس تکرار کو بھی ختم فرمایا اور ان کے بعد ملا عابد سندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کام کیا اور اس کو ابواب فقہیہ اور کتب حدیث کی ترتیب پر مرتب فرمایا، حاصل یہ کہ اس وقت ہمارے ہاتوں میں موجود کتاب کئی تبدیلیوں کے بعد ہم تک پہنچی ہے۔

ہمارے ہاں درس نظامی میں چونکہ علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کا روایت کردہ نسخہ شامل نصاب ہے اس لئے مناسب معلوم ہو کہ علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تعارف ہمارے سامنے آجائے۔ اس لئے ذیل میں علامہ رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

علامہ رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام صدر الدین موسیٰ بن زکریا بن ابراہیم بن محمد بن صاعد ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش دیار بکر کے ایک شہر "حصن کیفا" میں ہوئی، اسی کی طرف نسبت کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "حصکفی" کہا جاتا ہے جبکہ ملا علی قاری

رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح تلفظ "خصفکی" خاء کے ساتھ ہے جس میں فاء پہلے ہے، کاف بعد میں ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نو جوانی کے ایام قاہرہ اور حلب میں گزرے، حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کا شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے چنانچہ خود حافظ دمیاتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیوخ کے معاجم میں ان کا بھی تذکرہ کیا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال قاہرہ ہی ۶۵۰ ھ میں ہوا۔

مسند امام اعظم میں مرویات صحابہ رضی اللہ عنہم

''مسند امام اعظم'' میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرویات آئی ہیں، ان کی تعداد ساٹھ ہے اور ان حضرات رضی اللہ عنہم سے ۷۸۴ روایات منقول ہیں، اور بقیہ مرویات میں مراسیل اور نا معلوم الاسم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات شامل ہیں۔

مسند امام عظم میں سب سے زیادہ مرویات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں، جن کی تعداد ۹۷ ہے، دوسرے نمبر پر اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں، جن کی تعداد ۵۳ ہے اور تیسرے نمبر پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جن کی تعداد ۴۹ ہے۔

مسند امام اعظم کی ایک اہم خصوصیت

اہل اصول کے یہاں یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ سند میں جتنے روای کم ہوں گے، اس کا درجہ اتنا ہی زیادہ ہوگا اور اس حدیث کو صحت کے اتنا ہی قریب سمجھا جائے گا اور سند میں جتنے راوی زیادہ ہوں گے، اسکا درجہ اتنا ہی کم ہوگا اور وہ صحت سے اتنا ہی دور ہوگی۔

چنان چہ وہ روایات جن میں ایک راوی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف ایک واسطہ ہو اور وہ بھی صحابی رضی اللہ عنہ کا، ان کا درجہ بقیہ تمام روایات سے اونچا ہوگا، اور ایسی روایات کو اصطلاح محدثین میں "وحدانیات" کہا جاتا ہے، یہیں سے بعض دوسری اقسام حدیث کی تعریف بھی معلوم ہو جاتی ہے چنانچہ

ثنائیات: ان روایات کو کہتے ہیں جن میں راوی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف دو واسطے ہوں۔

ثلاثیات: ان روایات کو کہتے ہیں جن میں راوی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہوں۔

رباعیات: ان روایات کو کہتے ہیں جن مین راوی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف چار واسطے ہوں۔

خماسیات: ان روایات کو کہتے ہیں جن میں راوی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف پانچ واسطے ہوں۔

سداسیات: ان روایات کو کہتے ہیں جن میں راوی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف چھ واسطے ہوں۔

وحدانیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

یوں تو مسند امام اعظم کی خصوصیات میں بہت سی چیزیں شامل ہیں لیکن ایک خصوصیت ایسی ہے جو اس کو باقی کتب سے ممتاز کر دیتی ہے اور اپنے زمانے کی تمام کتب حدیث میں انتہائی اہم مقام سے سرفراز کرتی ہے اور خصوصیت یہ کہ موطا امام مالک سے لے کر صحاح ستہ تک کسی کتاب میں ایک بھی ایسی روایت نہیں ملتی ہے جس میں صاحب کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف ایک واسطہ ہو۔

موطا امام مالک میں سب سے عالی سند روایت ''ثنائی'' ہوتی ہے اور بخاری شریف میں سب سے عالی سند روایت ''ثلاثی'' آئی ہے جبکہ مسند امام اعظم میں ایسی روایات کی تعداد ۸ ہے، اور یہ عالی ترین سند ہے جن میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور جناب نبی کریم ﷺ کے درمیان صرف ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا واسطہ ہے، جنہیں ''وحدانیات'' کہا جاتا ہے جن کی تفصیل درجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار		صحابی رضی اللہ عنہ کا نام (جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ ﷺ کے درمیان واسطہ ہے)
۱	......	حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ
۲	......	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۳	......	حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ
۴	......	حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ
۵	......	حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا
۶	......	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۷	......	حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ
۸	......	حضر عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ

اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کم از کم سات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

ثنائیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

وحدانیات کے بعد دوسرا درجہ ثنائیات کا ہے، اس خصوصیت میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ شریک ہیں صحاح کے مؤلفین تو بڑی دور کی بات، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ تک کو یہ شرف حاصل نہیں ہے، مسند امام اعظم میں ایسی روایات ۲۰۰ سے متجاوز ہے جو علیحدہ کتابی شکل میں تخریج کے ساتھ "الامام الاعظم ابو حنیفه والثنائیات فی مسانید" کے نام سے منظر عام پر آ چکی ہے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رویات عام طور پر بارہ سندوں سے آئی ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	عن ابی الزبیر رحمۃ اللہ علیہ	عن جابر رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۔ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	عن نافع رحمۃ اللہ علیہ	عن ابن عمر رضی اللہ عنہما	عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳۔ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	عبداللہ بن ابی حبیبہ رحمۃ اللہ علیہ	عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴۔ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	عن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ	عن ابی سعید رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۵۔ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	عن عطیۃ رحمۃ اللہ علیہ	عن ابی سعید رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۶۔ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	عن شداد بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ	عن ابی سعید رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۷۔ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	عن عطاء رحمۃ اللہ علیہ	عن ابی سعید رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۸۔ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	عن عاصم رحمۃ اللہ علیہ	عن رجل من اصحابہ رضی اللہ عنہم	عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۹۔ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	عن عون رحمۃ اللہ علیہ	عن رجل من اصحابہ رضی اللہ عنہم	عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۰۔ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	عن محمد بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ	عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۱۔ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	عن مسلم الاعور رحمۃ اللہ علیہ	عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۲۔ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	عن محمد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ	عن ابی عامر رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ثلاثیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

ثنائیات بعد کے تیسرا درجہ" جو دیگر محدثین و اصحاب صحاح رحمۃ اللہ علیہم کے یہاں سند عالی کا پہلا اور اہم ترین درجہ ہے" ثلاثیات کا ہے۔ایسی احادیث کی تعداد بخاری شریف جیسی کتاب میں صرف بائیس ہے جبکہ مسند امام اعظم میں ایسی روایات کی تعداد تین سو سے زیادہ ہے۔

رباعیات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

ثلاثیات کے بعد چوتھا درجہ" رباعیات" کا آتا ہے جس سے نیچے کی سند مسند امام اعظم میں شاذ و نادر ہی کہیں آئی ہوگی ،ایسی روایات مسند امام اعظم میں تقریباً ڈیڑھ سو ہے۔

فائدہ

محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا یہ اصول ہے کہ جب کوئی حدیث پڑھنا شروع کرتے ہیں تو اس کے آغاز میں" و بہ قال حدثنا " کہتے ہیں اس لئے ہمیں ہر حدیث کے آغاز میں" و بہ قال حدثنا " کہنا چاہئے۔(الطریق الاسلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ الْأَعْمَالِ بِالنِّيَّاتِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيْبُهَا، أَوْ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

ترجمہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر ایک آدمی کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی تو جس کی نیت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے طرف ہے اور جس کی نیت دنیا کی طرف ہجرت کی ہو کہ اس کو پالے یا کسی عورت کی طرف کہ اس سے نکاح کرلے تو اس کی ہجرت اسی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

"اعمال" جمع ہے عمل کی اور نیات نیة کی جمع ہے لغت میں نیت قصد اور ارادہ کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں "**ھی الارادة المتوجھة إلی الفعل لابتغاء اللہ تعالیٰ و امتثال أمرہ**" یعنی نیت وہ ارادہ ہے جو فعل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضاء کو چاہنے اور اس کے حکم کی تعمیل کے لئے۔

حدیث کی اہمیت

اس حدیث کی اہمیت کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اس حدیث کو دین میں ستر جگہ دخل ہے، یہ حدیث نصف علم ہے"۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ان چار حدیثوں میں شمار کیا ہے جن پر اسلامی

تعلیمات کا دارومدار ہے اور وہ چار احادیث درج ذیل ہیں۔

۱۔إنما الأعمال بالنيات۔ ۲۔مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ۔

۳۔الحلال بيّن، والحرام بيّن۔ ۴۔ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللهُ۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصول اسلام تین احادیث ہیں اور وہ یہ ہیں

۱۔إنما الأعمال بالنيات۔

۲۔الحلال بيّن، والحرام بيّن۔

۳۔مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ثلث علم قرار دیا ہے، اسی بنا پر محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ اپنی کتابوں کی ابتدا اسی حدیث سے کیا کرتے تھے، جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر طالب کو چاہیے کہ اس علم کو شروع کرنے سے پہلے اپنی نیت خالص اللہ جل جلالہ کے لیے کرلے، ورنہ اس کی ساری محنت رائیگاں جائے گی۔

نیت کے لغوی معنی قصد وارادہ ہیں، شریعت کی اصطلاح میں نیت اس ارادے کا نام ہے جو کام کے شروع میں اللہ جل جلالہ کی رضا اور اس کے حکم کو پورا کرنے کے لئے کیا جائے۔

شانِ ورود

قیلہ نامی ایک خاتون، جن کی کنیت ام قیس مشہور ہے، ہجرت کرکے مدینہ آچکی تھیں، کسی صحابی نے ان کو پیغام نکاح بھیجا، انہوں نے شرط لگائی کہ آپ پہلے ہجرت کرکے مدینہ آجائیں تو میں نکاح کروں گی، جسے قبول کرتے ہوئے وہ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ آگئے اور ان کا نکاح ہوگیا۔ اور وہ صحابی مہاجر ام قیس کے نام سے مشہور ہوگئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔

وضو میں نیت کے بارے میں ائمہ کرام کے مذاہب

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں وضو کی صحت کے لیے نیت کرنا ضروری ہے، جب کہ احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں وضو کے صحیح ہونے کے لیے نیت شرط نہیں، بلکہ اگر نیت کی تو ثواب ملے گا اور بغیر نیت کے وضو ہوجائے گا،

مگر ثواب نہیں ملے گا۔ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل مذکورہ بالا حدیث ہے جس میں وہ حضرات "بالنیات" کا متعلق "تصح" نکالتے ہیں اور وضو کو تیمم پر قیاس کرتے ہوئے تیمم کی طرح وضو میں بھی نیت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔

جب کہ احناف رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل قرآن مجید کی آیت ﴿وأنزلنا من السماء ماء طهورا﴾ ہے، "طهورا" وہ چیز جو خود بھی پاک ہو اور دوسری چیزوں کو بھی پاک کردے۔ تو پانی میں یہ وصف موجود ہے کہ وہ ناپاک اشیاء کو پاک کردیتا ہے، نیت کی ضرورت نہیں۔ باقی حدیث مذکور میں "بالنیات" کا متعلق "تصح" نہیں، بلکہ "تثاب" نکالا جائے گا اور تیمم میں نیت اس لیے ضروری ہے کہ خود تیمم کے معنی ہی ارادہ کرنے ہیں، پاکی کا ارادہ ہوگا تو وضو ہوگا، وگرنہ نہیں۔

اور تیمم اور وضو میں ایک فرق یہ ہے کہ وضو پانی سے ہوتا ہے، جو کہ طہور ہے اور تیمم مٹی سے کیا جاتا ہے، جو کہ ملوّث ہے، گندا کرنے والی چیز ہے تو اس سے پاکی حاصل کرنے کے لیے نیت کا ہونا ضروری ہے۔

كِتَابُ الْإِيْمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْقَدَرِ وَالشَّفَاعَةِ

بَابُ شَرَائِعِ الْإِسْلَامِ وَذَمِّ الْقَدَرِيَّةِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا مَعَ صَاحِبٍ لِيْ بِمَدِيْنَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ بَصُرْنَا بِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ لِصَاحِبِيْ: هَلْ لَكَ أَنْ نَأْتِيَهُ، فَنَسْأَلَهُ عَنِ الْقَدَرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: دَعْنِيْ حَتَّى أَكُوْنَ أَنَا الَّذِيْ أَسْأَلُهُ، فَإِنِّيْ أَعْرَفُ بِهِ مِنْكَ.

قَالَ: فَانْتَهَيْنَا إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، إِنَّا نَتَقَلَّبُ فِيْ هٰذِهِ الْأَرْضِ، فَرُبَّمَا قَدِمْنَا الْبَلْدَةَ بِهَا قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ: لَا قَدَرَ، فَبِمَا نَرُدُّ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: أَبْلِغْهُمْ مِنِّيْ أَنِّيْ مِنْهُمْ بَرِيْءٌ، وَلَوْ أَنِّيْ وَجَدْتُ أَعْوَانًا لَجَاهَدْتُهُمْ، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا.

قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَهُ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، إِذْ أَقْبَلَ شَابٌّ جَمِيْلٌ، أَبْيَضُ، حَسَنُ اللِّمَّةِ، طَيِّبُ الرِّيْحِ، عَلَيْهِ ثِيَابٌ بِيْضٌ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، قَالَ: فَرَدَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَدَدْنَا مَعَهُ.

فَقَالَ: أَدْنُوْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اُدْنُ، فَدَنَا دَنْوَةً، أَوْ دَنْوَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ مُوَقِّرًا لَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَدْنُوْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: اُدْنُهْ، فَدَنَا حَتّٰى أَلْصَقَ رُكْبَتَيْهِ بِرُكْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ، فَقَالَ: اَلْإِيْمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ، وَلِقَائِهٖ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ، فَقَالَ: صَدَقْتَ.

قَالَ: فَعَجِبْنَا مِنْ تَصْدِيْقِهٖ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَوْلِهٖ: صَدَقْتَ، كَأَنَّهٗ يَعْلَمُ.

قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنْ شَرَائِعِ الْإِسْلَامِ مَا هِيَ؟ قَالَ: إِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ، وَحَجُّ الْبَيْتِ لِمَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَالْاِغْتِسَالُ مِنَ الْجَنَابَةِ، قَالَ: صَدَقْتَ.

فَعَجِبْنَا لِقَوْلِهٖ: صَدَقْتَ.

قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ مَا هُوَ؟ قَالَ: اَلْإِحْسَانُ أَنْ تَعْمَلَ لِلّٰهِ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ، فَإِنَّهٗ يَرَاكَ، قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ، فَأَنَا مُحْسِنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: صَدَقْتَ.

قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ، مَتٰى هِيَ؟ قَالَ: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلٰكِنْ لَهَا أَشْرَاطٌ، فَقَالَ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ قَالَ: صَدَقْتَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَنَحْنُ نَرَاهُ.

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيَّ بِالرَّجُلِ، فَقُمْنَا فِيْ أَثَرِهٖ، فَمَا نَدْرِيْ أَيْنَ تَوَجَّهَ، وَلَا رَأَيْنَا شَيْئًا، فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: هٰذَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ مَعَالِمَ دِيْنِكُمْ، وَاللّٰهِ مَا أَتَانِيْ بِصُوْرَةٍ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُهٗ فِيْهَا، إِلَّا هٰذِهِ الصُّوْرَةَ.

ترجمہ:

حضرت یحییٰ بن یعمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں تھا کہ اس دوران حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ان کے پاس جا کر تقدیر سے متعلق سوال کریں؟ اس نے کہا چلو، میں نے کہا مجھے سوال کرنے دو، میں انہیں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ پھر ہم عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور میں نے سوال کیا: اے ابوعبدالرحمن! ہم اس ملک میں چلتے پھرتے ہیں،

چناں چہ بسا اوقات ایسے شہر میں بھی گزر ہوتا ہے جس میں رہنے والی قوم تقدیر کی منکر ہے۔ہم ان کو کیا جواب دیا کریں؟ فرمایا: ان کو میری طرف سے یہ بات پہنچادو کہ میں ان سے بری ہوں اور اگر مجھے چند مددگار مل جائیں تو میں ان سے جہاد کروں، پھر آپ نے یہ حدیث بیان کی کہ ہم لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے اصحاب کی ایک جماعت تھی کہ اچانک ایک خوب صورت نوجوان، عمدہ لباس میں ملبوس، خوش بو سے مہکتا ہوا، سفید لباس زیب تن کیے حاضر خدمت ہوا، قریب آ کر اس نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے جواب دیا اور آپ کے ساتھ ہم نے بھی جواب دیا اور پھر اس نے ادب سے سوال کیا کہ کیا اے اللہ کے رسول! میں قریب آ جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا آ جاؤ، چناں چہ وہ دو قدم قریب ہوا، پھر کھڑے ہو کر باادب انداز میں پوچھا: کیا میں قریب ہو جاؤں یا رسول اللہ! فرمایا: قریب ہو جاؤ، چناں چہ وہ قریب ہو کر بیٹھ گیا یہاں تک کہ اپنے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنے سے ملا دیے۔ پھر آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے عرض کیا: ایمان کے بارے میں بتایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان لائے، اس کے فرشتوں پر، اس کے رسولوں پر، اس کی ملاقات پر، قیامت کے دن پر اور اس بات پر کہ اچھی و بری تقدیر اللہ کی طرف سے، اس نے کہا "صدقت" آپ نے سچ فرمایا، راوی کہتے ہیں کہ ہمیں اس کے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے اور اس کے "صدقت" کہنے پر تعجب ہوا، گویا کہ وہ جانتا ہے۔اس نے کہا: مجھے شرائع اسلام بتائیں، آپ انے فرمایا: نماز پڑھنا، زکوۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا، اگر قدرت ہو اور تو رمضان کے روزے رکھنا، جنابت کا غسل کرنا۔ یہ سن کر اس نے کہا: "صدقت" آپ نے سچ فرمایا، ہمیں اس کے اس بات پر پھر تعجب ہوا۔ اس نے پھر کہا: احسان کیا ہے؟ آپ انے ارشاد فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو عمل کو اس طرح کرے کہ گویا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے، اگر تجھ کو یہ درجہ میسر نہ ہو تو کم از کم یہ ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔اس نے کہا: اگر میں یہ کر لوں تو کیا میں محسن ہوں؟ فرمایا: جی ہاں، اس نے کہا "صدقت" آپ نے سچ فرمایا۔ اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں کہ کب آئے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے سوال کیا گیا ہے وہ اس بارے میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا، لیکن اس کی چند نشانیاں ہیں فرمایا: بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے کہ قیامت کب آئے گی، بارش کب ہو گی، وہی جانتا ہے کہ عورت کے رحم میں کیا ہے، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ اگلے دن وہ کیا کمائے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا؟ بے شک اللہ جاننے والا، باخبر ہے۔اس نے کہا: "صدقت" آپ نے سچ فرمایا۔ پھر وہ چلا گیا، ہم اسے دیکھتے رہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی کو میرے پاس بلاؤ، ہم اس کے پیچھے اٹھے تو وہ ہمیں نہیں ملا اور ہمیں معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں گیا؟ یہ بات ہم نے

رسول اللہ اکو بتائی تو آپ انے فرمایا: یہ جبریل آئے تھے، تا کہ تمہیں دینی امور سکھائیں۔ اللہ کی قسم! وہ جس صورت میں بھی میرے پاس آئے میں نے ان کو پہچان لیا، لیکن اس مرتبہ نہیں پہچان سکا۔

نکتہ: آپ ﷺ "**مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ**" کی جگہ "**لا ادری**" بھی فرما سکتے تھے؟ جواب: یہ جملہ ارشاد فرمانا فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ ترین شہکار ہے اور "**لا ادری**" کے بجائے یہ طویل جملہ استعمال کرنا یقینا حکمتوں سے بھر پور ہے جن میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ قیامت کے بارے میں جاننا یہ میرا اور آپ کا معاملہ نہیں بلکہ دنیا میں جس سے بھی قیامت کے بارے میں پوچھا جائے گا تو وہ ہمیشہ سوال کرنے والے کے برابر ہی ہوگا۔

ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ یہی سوال حضرت عیسی علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت عیسی علیہ السلام کو یہی جواب میں "**مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ**" کہا تھا اب اس موقع پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ علیہ السلام سے یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کے الفاظ میں جواب دیکر بتایا کہ تم نے خود ہی تو یہ جواب دیا تھا، اتنی جلدی بھول کیسے گئے۔ (فتح الباری)

حدیث کی اہمیت

یہ حدیث ''حدیثِ جبرائیل علیہ السلام'' کے نام سے مشہور ہے اور پورے دین کا خلاصہ اور اجمال ہے، اس حدیث کو **أم الأحادیث**، **أم الجوامع** اور **أم السنة** بھی کہا جاتا ہے۔ اس حدیث میں دین کے تین شعبے اعتقادات، تصوف و احسان اور فقہ میں سے دو کو اجمالاً بیان کیا گیا ہے۔

فائدہ

یہاں بطور فائدہ کے ایک اصول رعرض کیا جارہا ہے اس کو خوب ذہن نشین فرمائیں، اور یہ کہ جس طرح مفسرین حضرات کے یہاں یہ اصول ہے کہ "**القرآن یفسر بعضه بعضا**" اسی طرح محدثین حضرات کے یہاں بھی یہ اصول ہے کہ "**الحدیث یفسر بعضه بعضا**"، نیز اصولیین حضرات کے یہاں یہ بھی اصول ہے کہ زیادت ثقہ مقبول ہوتی ہے یعنی اگر ایک مضمون کی دو روایتیں کتابوں میں منقول ہوں، ایک روایت میں کچھ الفاظ دوسری کی نسبت زائد ہوں اور راوی قابل اعتماد ہو تو اس اضافے کو قبول کر لیا جائے گا، یہ نہیں کہا جائے گا کہ چونکہ

دوسرے راوی نے یہ اضافہ نہیں کیا اس لئے ہم اسے قبول نہیں کریں گے۔اس کی مثال حدیث بلا ہے کہ اس حدیث میں اسلام کے متعلق یوں آیا ہے کہ "إِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ، وَحَجُّ الْبَيْتِ لِمَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَالْاِغْتِسَالُ مِنَ الْجَنَابَةِ،" جب کہ بخاری میں یہ الفاظ آئے کہ "بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ"۔ یہاں مذکورہ بلا اصول کے مطابق ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسر ہوگی۔

ایمان کے لغوی معنی

''ایمان'' امن سے ماخوذ ہے، جس کے معنی اطمینان کے ہیں اور امن خوف کی ضد ہے، باب افعال میں یہ متعدی استعمال ہوتا ہے، کبھی اس کا صلہ ''با'' آتا ہے، اس وقت اس کے معنی ہوتے ہیں: ''تصدیق کرنا'' اور اگر اس کے صلہ میں ''لام'' آئے تو اس کے معنی ہوتے ہیں ''تسلیم کرنا''۔

ایمان کے شرعی معنی

جمہور رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں اس کے شرعی معنی ہیں: ''**هو التصديق بما جاء به النبی اضرورة، تفصيلاً فيما علم تفصيلاً، وإجمالا فيما علم إجمالًا**''۔

جو احکام آپ ﷺ لے کر آئے ہیں اور ان کا ثبوت بدیہی طور پر ہے، ان کی تصدیق کرنا، اگر ان کا علم تفصیلی ہے تو تفصیلاً تصدیق کرنا اور اگر ان کا علم اجمالی ہے تو اجمالاً تصدیق کرنا۔

ایمان کے بارے میں مذاہب

فرق ضالہ: جہمیہ، معتزلہ، خوارج، مرجئہ، کرامیہ وغیرہ اور اہل السنۃ والجماعۃ کے درمیان ایمان کے بارے میں اختلاف ہے۔

اہل السنۃ والجماعت

اہل السنۃ الجماعۃ کے دو گروہ ہیں، اشاعرہ و ماتریدیہ۔

اشاعرہ

یہ حضرات ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں اور امام مالک و شافعی رحمہما اللہ سے منقول عقائد کی تشریح و ترویج کرتے ہیں۔

ماتریدہ

یہ ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب جماعت ہے، یہ احناف رحمہم اللہ سے منقول عقائد کی تائید وترویج کرتی ہے۔

ماتریدیہ اور اشاعرہ میں باہمی اختلاف محض چند فروعات میں ہے۔ امام ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ ماریدیہ کے امام ہیں اور امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ اشاعرہ کے امام ہیں، یہ دونوں حضرات امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں

ایمان کی حقیقت کے بارے میں مذاہب

ایمان کی حقیقت کے بارے میں اہل حق میں اختلاف ہے اور اسی طرح اہل باطل (فرق ضالّہ) میں بھی اختلاف ہے۔ اہل حق کا باہمی اختلاف لفظی اختلاف ہے، اصل مدعا کے اعتبار سے ان حضرات میں کوئی اختلاف نہیں، البتہ فرق باطل سے شدید اختلاف ہوا ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے، ملاحضہ فرمائیں۔

جہمیہ کے ہاں ایمان کی حقیقت

یہ فرقہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے، ان کے ہاں ایمان صرف معرفت قلبی کا نام ہے۔ لہذا ان کے ہاں زبان سے اقرار کرنا کوئی ضروری نہیں، اگر دل میں اسلام کی پہچان ہے تو وہ مسلمان ہے۔ تو ابوطالب اور ہرقل ان کے ہاں مسلمان کہلائیں گے کہ یہ حضرات اسلام کو حق جانتے تھے۔

معتزلہ وخوارج کے ہاں ایمان کی حقیقت

"هو التصديق بالقلب، والإقرار باللسان، والعمل بالأركان والأعضاء" ان کے ہاں ایمان تین چیزوں کا نام ہے، دل سے تصدیق کرنا، زبان سے اقرار کرنا اور اعضاء سے عمل کرنا۔ لہذا ان کے ہاں جو نیک اعمال نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں۔

مرجئہ کے ہاں ایمان کی حقیقت

مرجئہ "ارجاء" سے ہے معنی مؤخر کرنے کے آتے ہیں، مرجئہ کے نزدیک ایمان کے لئے فقط تصدیق قلبی کافی ہے، یہی تصدیق نجات کے لئے کافی ہے، عمل کی ضرورت نہیں، گویا انہوں نے عمل کو مؤخر کردیا، اس لئے ان کو مرجئہ کہا جاتا ہے۔

کرّامیہ کے ہاں ایمان کی حقیقت

یہ محمد بن کرام کی طرف منسوب فرقہ ضالہ ہے، ان کے ہاں ایمان کی حقیقت صرف اقرار باللسان

ہے، خواہ دل میں کفر ونفاق ہو، جب زبان سے اقرار کرلیا تو اس کو مسلمان کہیں گے، یہ صرف دنیاوی اعتبار سے ہے، آخرت کے لئے تصدیق قلبی کافی ہے۔

اہل السنۃ الجماعۃ کے ہاں ایمان کی حقیقت

اہل سنت والجماعت رحمۃ اللہ علیہم کے درمیان صرف ایمان کی حقیقت کی تعبیر میں اختلاف ہے چنانچہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی تعبیر ایمان کی حقیقت کے بارے میں یہ ہے کہ "**الایمان معرفة بالقلب و إقرار باللسان و عمل بالأركان**"۔

حضرات متکلمین اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم کی تعبیر یہ ہے کہ "**الایمان هو التصديق بالقلب والاقرار باللسان شرط لاجراء الاحكام، والعمل بالاركان نتيجة التصديق وثمرة الايمان**" یعنی ان حضرات نے ایمان کی تفسیر تصدیق سے فرمائی اور عمل کو انہوں نے ثمرہ ایمان اور نتیجہ ایمان قرار دیا۔

اسلام وایمان میں نسبت

اسلام انقیاد ظاہری کو کہا جاتا ہے۔ اسلام وایمان میں کیا نسبت ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ دونوں الفاظ مترادفہ ہیں، قرآن میں ہے: ﴿**فأخرجنا من كان فيها من المؤمنين فما وجدنا فيها غير بيت من المسلمين**﴾ کہ ایک ہی جماعت کو مؤمن اور مسلم کہا گیا ہے۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ ان میں نسبت تباین کی ہے کہ قرآن میں ہے: ﴿**قالت الأعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا أسلمنا**﴾ کہ لوگوں سے "آمنا" کہنے سے منع کیا گیا اور "أسلمنا" کہنے کا حکم دیا گیا، معلوم ہوا کہ دونوں میں نسبت تباین ہے۔

قضاء وقدر

تقدیر کے معنی ہیں اندازہ کرنا، جیسے قرآن میں ہے: ﴿**فظن أن لن نقدر عليه**﴾ اور ﴿**قد جعل الله لكل شيء قدراً**﴾۔

اور اصطلاح میں تقدیر کہتے ہیں: "**الحكم الكلي المكتوب من الأزل**" یعنی اللہ جل جلالہ نے ابتداء سے لے کر انتہا تک واقع ہونے والی چیزوں کو لکھ دیا ہے، اسی کو تقدیر کہتے ہیں اور پھر اسی لکھے ہوئے کے مطابق ان

اشیاء کو عملی شکل پہنانے کا نام ''قضا'' ہے۔

تقدیر کے بارے میں اختلاف

قدریہ کا مذہب

یہ فرقہ قضاء وقدر کا منکر ہے، ان کے ہاں انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے، وگرنہ تو افعال شر کی خالق ہونے کی نسبت بھی اللہ جل جلالہ کی طرف کرنا لازم آئے گا۔

جبریہ

یہ انسان کو مجبور محض کہتے ہیں کہ انسان تقدیر کے ہاتھوں مجبور ہے، اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتا، اس کو کسی کام کا کوئی اختیار نہیں۔

اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں انسان جو کام بھی کرے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے علم سے پہلے ہی لکھ دیا ہے۔ بندہ صرف کاسب ہے، ان افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

تقدیر کی قسمیں

تقدیر کی دو قسمیں ہیں: تقدیر معلق، تقدیر مبرم

تقدیر معلق: وہ تقدیر جو کسی دوسرے کام کے ساتھ معلق ہے کہ بندہ اگر فلاں کام کرے گا تو یہ ہوگا، اس میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

تقدیر مبرم: جو قطعی تقدیر ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوْحِيدِ وَ الرِّسَالَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثُوهُ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ كَانَتْ لَهُ رَاعِيَةٌ تَتَعَاهَدُ غَنَمَهُ، وَأَنَّهُ أَمَرَهَا تَتَعَاهَدُ شَاةً، فَتَعَاهَدَتْهَا حَتَّى سَمِنَتِ الشَّاةُ، وَاشْتَغَلَتِ الرَّاعِيَةُ بِبَعْضِ الْغَنَمِ، فَجَاءَ الذِّئْبُ، فَاخْتَلَسَ الشَّاةَ وَقَتَلَهَا، فَجَاءَ عَبْدُ اللهِ، وَفَقَدَ الشَّاةَ، فَأَخْبَرَتْهُ الرَّاعِيَةُ بِأَمْرِهَا فَلَطَمَهَا، ثُمَّ نَدِمَ عَلَى ذَلِكَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

فَعَظَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ، وَقَالَ: ضَرَبْتَ وَجْهَ مُؤْمِنَةٍ، فَقَالَ: سَوْدَاءُ لَا عِلْمَ لَهَا، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا: أَيْنَ اللّٰهُ؟ فَقَالَتْ: فِي السَّمَاءِ، قَالَ: فَمَنْ أَنَا؟ قَالَتْ: رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ: إِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ، فَأَعْتِقْهَا، فَأَعْتَقَهَا.

ترجمہ:

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بکریاں چرانے والی عورت تھی، جوان کی بکریوں کی دیکھ بھال کرتی تھی، انہوں نے اسے حکم دیا کہ خیال رکھے ایک بکری کا تو وہ اس کا خیال رکھنے لگی، یہاں تک کہ وہ بکری خوب موٹی ہوگئی۔ ایک دن وہ عورت دوسری بکریوں کی دیکھ بھال میں مشغول تھی، تو اچانک ایک بھڑیا آیا اور اسی بکری کو اچک کر لے گیا اور اسے مار ڈالا، جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے اس بکری کو گم پایا، تو اس عورت نے اس بارے میں انہیں خبر دی، تو انہوں نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا، پھر اس پر ندامت ہوئی اور انہوں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا، تو آپ ﷺ نے اس کو اہم سمجھا اور فرمایا تو نے ایک مؤمنہ عورت کے منہ پر مارا تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ تو ایک حبشیہ عورت ہے، اس کو ایمان کا پتہ ہی نہیں، نبی ﷺ نے اس عورت کو بلوا بھیجا اور اس سے سوال کیا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان میں! پھر آپ ﷺ نے پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مؤمنہ ہے، اس کو آزاد کردو، چناں چہ انہوں نے آزاد کردیا۔

فی السماء سے مراد

اس باندی سے جو یہ سوال کیا گیا کہ "أینَ اللّٰهُ؟"، اور جواب میں اس نے کہا "فی السماء" تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے آسمان میں کوئی مکان ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ مکان وزمان سے پاک ہیں۔ سوال کا مطلب یہ تھا کہ احکامات کہاں سے آتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کا ظہور کہاں ہوتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ "فی السماء"۔

بَابٌ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: انْهَضُوْا بِنَا نَعُوْدُ جَارَنَا الْيَهُوْدِيَّ، قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيْهِ، فَوَجَدَهُ فِي الْمَوْتِ،

فَسَأَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: اِشْهَدْ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيْهِ، فَلَمْ يُكَلِّمْهُ أَبُوْهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِشْهَدْ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيْهِ، فَقَالَ أَبُوْهُ: اِشْهَدْ لَهُ، فَقَالَ الْفَتَى: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَنْقَذَنِيْ نَسَمَةً مِنَ النَّارِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّهُ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ لِأَصْحَابِهِ: انْهَضُوْا بِنَا نَعُوْدُ جَارَنَا الْيَهُوْدِيَّ، قَالَ: فَوَجَدَهُ فِي الْمَوْتِ، فَقَالَ: أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ: فَنَظَرَ الرَّجُلُ إِلَى أَبِيْهِ، قَالَ: فَأَعَادَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَصَفَ الْحَدِيْثَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى آخِرِهِ عَلَى هٰذِهِ الْهَيْئَةِ إِلَى قَوْلِهِ: فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَنْقَذَنِيْ نَسَمَةً مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ:

حضرت بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: چلو! ہم اپنے یہودی پڑوسی کی تیمارداری کو چلیں، راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اس کے پاس آئے تو اس کو موت کی کشمکش میں پایا، اس سے حالت پوچھی اور پھر فرمایا کہ گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، تو اس کے باپ نے کوئی بات نہیں کہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پھر یہی فرمایا اور اس نے پھر اپنے باپ کی طرف دیکھا، تو اس کے باپ نے کہا ان کی گواہی دے دو، تو اس نوجوان نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میری وجہ سے ایک انسان کو آگ سے بچالیا۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ سے فرمایا: چلو ہم اپنے یہودی پڑوسی کی تیمارداری کو چلیں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اسے موت کی کشمکش میں پایا، تو اس سے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو اس نے کہا جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا تو آپ نے یہی بات دہرائی۔ اس روایت میں تین بار دہرانے کا ذکر ہے، باقی اسی طرح ہے۔ تو اس نے

کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میری وجہ سے ایک انسان کو آگ سے بچالیا۔

کافر کی عیادت کرنا

اسلام کی طرف مائل کرنے کی نیت سے کسی کافر کی عیادت کرنے کو فقہائے کرام نے جائز لکھا ہے، اس کے علاوہ بھی دیگر مصلحتوں کی بنا پر کافر و مشرک کی عیادت کی جاسکتی ہے۔

پڑوسی کے حقوق

پڑوسی تین طرح کے ہوتے ہیں اور ہر ایک کے حقوق بھی اسی اعتبار سے ہوتے ہیں۔

پہلا پڑوسی: جو صرف پڑوسی ہو، نہ مسلمان ہو اور نہ رشتہ دار۔ اس کا صرف پڑوس کا حق ہے۔

دوسرا پڑوسی: جو پڑوسی ہو اور مسلمان بھی ہو۔ اس کے دو حق ہیں، ایک پڑوس کا، دوسرا مسلمان ہونے کا۔

تیسرا پڑوسی: جو پڑوسی اور مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ رشتہ دار بھی ہو۔ اس قسم کے پڑوسی کے تین حق ہیں، پڑوسی ہونے، مسلمان ہونے اور رشتہ دار ہونے کا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيَانِ الفِطرَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، وَيُنَصِّرَانِهِ"، قِيلَ: فَمَنْ مَاتَ صَغِيرًا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنالیتے ہیں یا نصرانی۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! اگر بچپن میں ہی مر گئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ آئندہ زندگی میں کیا کرتے۔

فطرت سے مراد

فطرت سے مراد اسلام اور توحید ہے۔یعنی انسان میں ایسی طاقت موجود ہے کہ اگر وہ حق راہ اختیار کرنا چاہے اور ماحول و معاشرہ سے ہٹ کر اگر وہ سوچے تو یقیناً دین حق اسلام کو اختیار کرے گا، یہی وجہ ہے کہ کافروں کو بھی اسلام کا مکلف بنایا گیا ہے کہ ان میں اسلام قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔وگرنہ تو تکلیف مالا یطاق لازم آئیگی۔

بعض نے کہا ہے کہ فطرت سے مراد یہ ہے کہ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرتے ہوئے پیدا ہوتا ہے۔

کفار ومشرکین کی نابالغ اولاد کا حکم

کفار ومشرکین کے وہ بچے جو حد بلوغ کو پہنچنے سے پہلے مر جاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں مختلف مذاہب ہیں۔

۱۔ پہلا مذہب یہ ہے کہ وہ مکلف نہ ہونے کی وجہ سے جنت میں جائیں گے اور یہی راجح اور صحیح مذہب ہے۔

۲۔ بعض نے کہا کہ ان کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے کہ ان کو جنت بھیجے یا جہنم یہ اس کی مرضی ہے۔

۳۔ ایک قول یہ ہے کہ جنت والوں کے خدام بنیں گے۔

۴۔ بعض نے کہا کہ وہ جنت وجہنم کے درمیان برزخ میں رہیں گے۔

۵۔ بعض نے کہا کہ والدین کے تابع کرتے ہوئے ان کو بھی جہنم میں بھیجا جائے گا۔

۶۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ قیامت کے روز ان سے امتحان لیا جائے گا، جو کامیاب ہوئے وہ جنت میں اور ناکام رہنے والے جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔

۷۔ اس بارے میں توقف اور سکوت کیا جائے۔

۸۔ بعض نے کہا کہ مٹی ہو جائیں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَصْلِ الْإِسْلَامِ وَ الشَّهَادَةُ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُوْلُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى۔

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں کافروں سے جنگ کرتا رہوں جب تک کہ وہ "لا إلٰه إلّا الله" نہ کہیں، جب وہ اس کلمہ کو کہہ لیں تو انہوں نے بچالیا مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو، مگر کسی حق کی وجہ سے اوران کا حساب اللہ تبارک وتعالی کے سپرد ہے۔

فائدہ

اس حدیث بظاہر یہ معلوم ہورہا ہے کہ کلمہ کے علاوہ جزیہ وغیرہ دے کر بچنے کی کوئی اور صورت نہیں؟ اس کے دو جواب ہوسکتے ہیں ایک تو یہ کہ اس روایت میں "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" کے بعد "أو يعطوا الجزية" محذوف ہے جس تصدیق دیگر روایات سے ہوتی ہے۔ دوسرا جواب یہ کہ اس حدیث میں **"قتال"** سے مراد عام ہے، خواہ حقیقۃً قتال کیا جائے یا ان پر جزیہ لازم کردیا جائے۔ **"الناس"** سے مراد بت پرست ہیں، یا اس سے مراد عام کفار ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَدَمِ كُفْرِ أَهْلِ الْكَبَائِرِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: مَا كُنْتُمْ تَعُدُّوْنَ الذُّنُوْبَ شِرْكًا؟ قَالَ: لَا، قَالَ أَبُوْ سَعِيدٍ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، هَلْ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ ذَنْبٌ يَبْلُغُ الْكُفْرَ، قَالَ: لَا، إِلَّا الشِّرْكُ بِاللهِ تَعَالَى.

ترجمہ:

حضرت ابوالزبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کبیرہ گناہ کو شرک شمار کرتے ہو؟ کہا نہیں، ابوسعید کہتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس امت میں کوئی ایسا گناہ بھی ہے جو کفر کی حد تک پہنچتا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شرک کے

علاوہ کوئی گناہ نہیں۔

گناہ کبیرہ

ہر وہ گناہ جو شرع میں حرام ہو، شریعت میں اس گناہ کے کرنے پر کوئی حد و سزا مقرر کی گئی ہو۔ وہ گناہ کبیرہ ہے۔

مرتکب کبیرہ کا حکم

مذاہب

اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں کوئی بھی مسلمان گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے سے کافر نہیں بنتا، البتہ فاسق ضرور ہوجاتا ہے۔ جب کہ خوارج کے ہاں مرتکب کبیرہ کافر ہوجاتا ہے اور معتزلہ کے ہاں ایسا آدمی جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے وہ نہ مسلمان رہتا ہے، نہ کافر بنتا ہے، بلکہ ان دونوں کے درمیان ایک مرتبہ ہے اس پر آجاتا ہے، جس کو ان کے ہاں منزلۃ بین المنزلتین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں اگر مرتکب کبیرہ اسی حالت میں مر گیا تو وہ اپنے گناہوں کی سزا جھیل کر جنت میں ضرور جائے گا، جب کہ معتزلہ وخوارج کے ہاں ایسا آدمی ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ مرجئہ کے ہاں ایمان لانے کے بعد بھی آدمی جو کرتا رہے کوئی پکڑ دھکڑ نہیں۔

اہل السنۃ والجماعت کے دلائل

۱۔﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى﴾۔ (البقرۃ:۱۷۸)

۲۔﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾۔ (التحریم:۸)

اور وہ تمام آیات جن میں مرتکب کبیرہ کو صاحب ایمان کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔

۳۔﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا﴾ (الحجرات:۹)

معتزلہ وخوارج کی دلیل

۱۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿أفمن كان مؤمنا كمن كان فاسقا﴾ یعنی مؤمن اور فاسق جدا جدا ہیں۔

۲۔ الحدیث: ”لایزنی الزانی وھو مؤمن“۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ مؤمن نہیں رہتا۔

۳: الحدیث: ”من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر“ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز جان بوجھ کر چھوڑنے والا کافر ہے۔

جواب

آیت مبارکہ میں فاسق سے مراد مؤمن گناہ گار نہیں، بلکہ کافر ہے اور حدیث مبارکہ تہدید پر محمول ہے، یا گناہ کو حلال سمجھ کر کرنے والے کے بارے میں ہے۔

مرجئہ کی دلیل

جس طرح نماز حالت کفر میں فائدہ نہیں دیتی اسی طرح حالت ایمان میں گناہ نقصان نہیں دیتا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ، فَسَأَلَهُ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَرَأَيْتَ الَّذِينَ يَكْسِرُونَ أَغْلَاقَنَا، وَيَنْقُبُونَ بُيُوتَنَا، وَيُغِيرُونَ عَلَى أَمْتِعَتِنَا، أَكَفَرُوا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَرَأَيْتَ الَّذِينَ يَتَأَوَّلُونَ عَلَيْنَا وَيَسْفِكُونَ دِمَاءَنَا، أَكَفَرُوا؟ قَالَ: لَا، حَتَّى يَجْعَلُوا مَعَ اللهِ شَيْئًا، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى أُصْبعِ ابْنِ عُمَرَ، وَهُوَ يُحَرِّكُهَا، وَهُوَ يَقُولُ: سُنَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ، فَرَفَعُوهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ اے عبدالرحمن! بتایئے کہ جو لوگ ہمارے تالے توڑتے ہیں، ہمارے گھروں میں نقب لگاتے ہیں اور وہ ہمارے مال پر غارت گری کرتے ہیں کیا وہ کافر ہیں؟ فرمایا: نہیں، پھر پوچھا: جو لوگ تاویلیں کرتے ہوئے ہمارا خون بہاتے ہیں، کیا وہ کافر ہیں؟ فرمایا: نہیں، جب تک کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کو انگلی ہلاتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ یہی طریقہ رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ خُلُوْدِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي النَّارِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا رَدِيفُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى، وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ عَنِّي سَاعَةً، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، فَقَالَ: مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى، وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ عَنِّي سَاعَةً، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

قَالَ: قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى، وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنَى، وَإِنْ سَرَقَ، وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أُصْبعِ أَبِي الدَّرْدَاءِ السَّبَّابَةِ يُوْمِئُ إِلَى أَرْنَبَتِهِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول ﷺ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میں رسول اللہ کے ساتھ سواری پر سوار تھا، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے ابوالدرداء! جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔ میں نے کہا: اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے، آنحضرت ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے اور تھوڑا آگے چل کر فرمایا: جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔ میں نے کہا: اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے؟ آنحضرت ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے اور تھوڑا آگے چل کر فرمایا: جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔ میں نے کہا: اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے؟ فرمایا: اگر چہ زنا کرے اور چوری کرے، اگر چہ ابودرداء کی ناک خاک آلود ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ابودرداء اپنی شہادت کی انگلی سے ناک کے بانسہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ مُعَاذٌ حِمْصَ، أَتَاهُ رَجُلٌ شَابٌ، فَقَالَ: مَا تَرَى فِيْ رَجُلٍ وَصَلَ الرَّحِمَ، وَبَرَّ، وَصَدَقَ الْحَدِيْثَ، وَأَدَّى الْأَمَانَةَ، وَعَفَّ بَطْنَهُ وَفَرْجَهُ، وَعَمِلَ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ خَيْرٍ، غَيْرَ أَنَّهُ شَكَّ فِي اللهِ وَرَسُوْلِهِ، قَالَ: إِنَّهَا تُحْبِطُ مَا كَانَ مَعَهَا مِنَ الْأَعْمَالِ.

قَالَ: فَمَا تَرَى فِيْ رَجُلٍ رَكِبَ الْمَعَاصِيَ، وَسَفَكَ الدِّمَاءَ، وَاسْتَحَلَّ الْفُرُوْجَ وَالْأَمْوَالَ،

غَيرَ أَنّهُ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ مُخْلِصًا، قَالَ مُعَاذٌ: أَرْجُوْ، وَأَخَافُ عَلَيْهِ، قَالَ الْفَتَى: وَاللهِ، إِنْ كَانَتْ هِيَ الَّتِيْ أَحْبَطَتْ مَا مَعَهَا مِنْ عَمَلٍ، مَا تَضُرُّ هَذِهِ مَا عَمِلَ مَعَهَا، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ مُعَاذٌ: مَا أَزْعُمُ أَنَّ رَجُلًا أَفْقَهُ بِالسُّنَّةِ مِنْ هَذَا.

ترجمہ:

حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حمص تشریف لائے تو ایک شخص ان کے پاس آ کر کہنے لگا کہ ایسے آدمی کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جس نے صلہ رحمی کی، لوگوں سے نیکی کی، بات میں سچا رہا، امانتیں ادا کی اور اپنے پیٹ اور شرم گاہ کی حفاظت کی، اپنی کوشش کے بقدر نیک کام کیے، مگر وہ اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں شک میں مبتلا ہے؟ فرمایا: اس کا یہ شک اس کے سارے نیک اعمال کو ضائع کر دے گا۔ پھر پوچھا ایسے آدمی کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو گناہوں کا مرتکب رہا، خون بہائے، زنا کرتا رہا، لوگوں کا مال ناحق کھایا، مگر وہ اخلاص کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا: نجات کی امید رکھتا ہوں اور عذاب کا خوف بھی ہے۔ اس نوجوان نے کہا اگر اس کا شک اس کے اعمال کو ضائع بھی کر دے تب بھی اس کے بُرے اعمال اس کے اخلاص کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ وہ واپس چلا گیا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ سنت کو جاننے والا کوئی نہیں۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيْ حَنِيفَةَ، عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ خِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: يَدْرُسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشْيُ الثَّوْبِ، وَلَا يَبْقَى إِلَّا شَيْخٌ كَبِيْرٌ، أَوْ عَجُوْزٌ فَانِيَةٌ، يَقُوْلُوْنَ: قَدْ كَانَ قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَهُمْ مَا يَقُوْلُوْنَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، قَالَ: فَقَالَ صِلَةُ بْنُ زُيْدٍ: فَمَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ يَا عَبْدَ اللهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَهُمْ لَا يَصُوْمُوْنَ، وَلَا يُصَلُّوْنَ، وَلَا يَحُجُّوْنَ، وَلَا يَتَصَدَّقُوْنَ، قَالَ: يَنْجُوْنَ بِهَا مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اسلام اس طرح مٹ جائے گا جیسا کہ کپڑے کی نقش ونگار مٹ جاتے ہیں، صرف ایک بوڑھا یا ایک بڑھیا عورت رہ جائے گی، جو کہیں گے کہ پہلے زمانے میں کچھ لوگ ہوتے تھے جو "لا إله إلا الله" کہا کرتے تھے، حالاں کہ وہ خود "لا إله إلا الله" نہیں کہتے

ہوں گے۔ حضرت صلہ بن زیاد نے کہا: اے عبداللہ! کیا ان کو یہ "لا إله إلا الله" کہنا کچھ نفع دے گا، حالاں کہ وہ نہ روزہ رکھتے تھے، نہ نماز پڑھتے تھے، نہ حج کرتے تھے اور نہ صدقہ کرتے تھے؟ فرمایا: اسی کی وجہ سے نجات پا جائیں گے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالْمِسْعَرُ: عَنْ يَزِيْدَ، قَالَ: كُنْتُ أَرَى رَأْيَ الْخَوَارِجِ، فَسَأَلْتُ بَعْضَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَنِيْ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِخِلَافِ مَا كُنْتُ أَقُوْلُ، فَأَنْقَذَنِي اللهُ تَعَالَى بِهِ.

ترجمہ:

حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں پہلے خوارج والی رائے رکھتا تھا، پھر میں نے بعض صحابہ کرام سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کے خلاف فرمایا ہے جیسا میں کہتا ہوں، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ عَلْقَمَةَ، وَعَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ، فَسَأَلَهُ عَلْقَمَةُ، فَقَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، إِنَّ بِبِلَادِنَا قَوْمًا لَا يُثْبِتُوْنَ لِأَنْفُسِهِمُ الْإِيْمَانَ، وَيَكْرَهُوْنَ أَنْ يَقُوْلُوْا: إِنَّا مُؤْمِنُوْنَ، بَلْ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّا مُؤْمِنُوْنَ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى، فَقَالَ: وَمَا لَهُمْ لَا يَقُوْلُوْنَ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: إِذَا أَثْبَتْنَا لِأَنْفُسِنَا الْإِيْمَانَ، جَعَلْنَا لِأَنْفُسِنَا الْجَنَّةَ، قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ، هَذَا مِنْ خِدَعِ الشَّيْطَانِ وَحَبَائِلِهِ، وَحِيَلِهِ أَلْجَأَهُمْ إِلَى أَنْ دَفَعُوْا أَعْظَمَ مِنَّةِ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ، وَهُوَ الْإِسْلَامُ، وَخَالَفُوْا سُنَّةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَأَيْتُ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَضِيَ عَنْهُمْ، يُثْبِتُوْنَ الْإِيْمَانَ لِأَنْفُسِهِمْ، وَيَذْكُرُوْنَ ذَلِكَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّا مُؤْمِنُوْنَ، وَلَا يَقُوْلُوْا: إِنَّا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى لَوْ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ لَعَذَّبَهُمْ، وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، فَقَالَ لَهُ عَلْقَمَةُ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، إنَّ اللهَ تَعَالَى لَوْ عَذَّبَ الْمَلَائِكَةَ الَّذِيْنَ لَمْ يَعْصُوْهُ طَرْفَةَ عَيْنٍ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَذَا عِنْدَنَا عَظِيْمٌ، فَكَيْفَ نَعْرِفُ هَذَا؟ فَقَالَ لَهُ: يَابْنَ أَخِيْ، مِنْ هَا هُنَا ضَلَّ أَهْلُ الْقَدَرِ، فَإِيَّاكَ أَنْ تَقُوْلَ بِقَوْلِهِمْ، فَإِنَّهُمْ أَعْدَاءُ اللهِ تَعَالَى الرَّادُّوْنَ عَلَى اللهِ تَعَالَى، أَلَيْسَ يَقُوْلُ اللهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِيْنَ﴾؟ فَقَالَ لَهُ عَلْقَمَةُ: اشْرَحْ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، شَرْحًا يَذْهَبُ عَنْ قُلُوْبِنَا هَذِهِ الشُّبْهَةَ، فَقَالَ: أَلَيْسَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى دَلَّ الْمَلَائِكَةَ عَلَى تِلْكَ الطَّاعَةِ، وَأَلْهَمَهُمْ إِيَّاهَا، وَعَزَّمَهُمْ عَلَيْهَا، وَجَبَرَهُمْ عَلَى ذَلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: وَهَذِهِ نِعَمٌ أَنْعَمَ اللهُ تَعَالَى بِهَا

عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَلَوْ طَالَبَهُمْ بِشُكْرِ هٰذِهِ النِّعَمِ مَا قَدَرُوْا عَلٰى ذٰلِكَ وَقَصَّرُوْا، وَكَانَ لَهُ أَنْ يُعَذِّبَهُمْ بِتَقْصِيْرِ الشُّكْرِ، وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ۔

ترجمہ:

حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علقمہ اور عطاء بن رباح رحمہما اللہ کے ساتھ تھے، حضرت علقمہ نے پوچھا: اے ابومحمد! ہمارے علاقے میں ایک قوم ہے جو اپنے لیے ایمان کو ثابت نہیں کرتی اور اس بات کو ناپسند کرتی ہے کہ وہ یہ کہیں "إنا مؤمنون" بلکہ وہ کہتے ہیں کہ "إنا مؤمنون إن شاء اللہ"۔ انہوں نے پوچھا وہ ایسا کیوں نہیں کہتے؟ تو بتایا: وہ کہتے ہیں کہ جب ہم اپنے لیے ایمان کو ثابت کریں گے تو گویا ہم نے جنت کو ثابت کرلیا۔ فرمایا: سبحان اللہ! یہ تو شیطان کا دھوکا اور اس کا حیلہ ہے اور ایسا حیلہ ہے جس نے انہیں مجبور کیا اس بات پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑا احسان کو، جو ان پر ہے، دور کردیں، اور وہ احسان اسلام ہے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مخالفت کی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا وہ ایمان کو یقین سے اپنے لیے ثابت کرتے تھے اور اسی کو رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے تھے، وہ "إنا مؤمنون" کہتے تھے، لیکن یہ نہیں کہتے تھے کہ ہم جنتی ہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اگر تمام آسمان والوں اور زمین والوں کو عذاب دیں تو وہ ظالم نہیں ہیں۔ تو حضرت علقمہ نے ان سے کہا: اے ابومحمد! اگر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو عذاب دیں جنہوں نے پلک جھپکنے کے برابر بھی نافرمانی نہیں کی، تو وہ ظالم نہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: یہ تو ہمارے ہاں بہت بڑی بات ہے، ہم اس کو کیسے مانیں؟ فرمایا: اے بھتیجے! یہیں سے تو اہل قدر گمراہ ہوئے، تو ان جیسی باتیں نہ کیا کر، کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ ارشاد نہیں فرمایا: ﴿قل فلله الحجة البالغة فلو شاء لهدا كم أجمعين﴾؟ تو حضرت علقمہ نے عرض کیا: اے ابومحمد! اسی طرح وضاحت فرمائیں کہ ہمارے دلوں سے یہ شبہ دور ہوجائے۔ فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی اطاعت پر راہ نمائی نہیں کی، ان کو اس کا طریقہ نہیں سکھایا، ان کو عظمت بتا کر اس پر مجبور نہیں کیا؟ عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جو ان پر کی ہیں؟ کہا: جی ہاں، فرمایا: اگر وہ ان سے ان نعمتوں کے شکر کا مطالبہ کریں تو وہ اس پر قادر نہیں اور وہ اس سے قاصر ہیں تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ شکر میں کمی کی وجہ سے انہیں عذاب دیں تو وہ ظالم نہ ہوئے۔

کیا مرتکب کبیرہ مخلد فی النار ہے؟

مذاہب

اہل السنۃ والجماعۃ کا مذہب یہ ہے کہ مؤمن مرتکب کبیرہ مخلد فی النار نہیں، بلکہ اپنے گناہ کی سزا پا کر جنت میں ضرور جائے گا۔ جب کہ معتزلہ وخوارج کے ہاں جو مؤمن بغیر توبہ کے مر گیا وہ مخلد فی النار ہوگا۔

اہل السنۃ والجماعۃ کی دلیل

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ﴾۔ (الزلزال: ۷)

دوسری جگہ فرمایا: ﴿وعد اللہ المؤمنین والمؤمنات جنات﴾۔ (التوبہ: ۷۲)

معتزلہ کی دلیل

ارشاد خداوندی ہے: ﴿ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جنہم خالدا فیہا﴾۔ (النساء: ۹۳)

جواب

یہ آیت اس قاتل کے بارے میں ہے جو مسلمان کے قتل کو حلال سمجھ کر کرے تو استحلال کی وجہ سے وہ مخلد فی النار ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وَجُوْبِ الْإِيْمَانِ بِالْقَدْرِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ سُرَاقَةَ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، حَدِّثْنَا عَنْ دِيْنِنَا كَأَنَّنَا وُلِدْنَا لَهُ، أَنَعْمَلُ بِشَيْءٍ قَدْ جَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيْرُ، وَجَفَّتْ بِهِ الْأَقْلَامُ، أَمْ فِيْ شَيْءٍ نَسْتَقْبِلُ فِيْهِ الْعَمَلَ؟ قَالَ: بَلْ فِيْ شَيْءٍ قَدْ جَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيْرُ، وَجَفَّتْ بِهِ الْأَقْلَامُ، قَالَ: فَفِيْمَ الْعَمَلُ؟ قَالَ: اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ، ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى، وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى، فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى، وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى، وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى، فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾۔

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سراقہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہمیں ہمارے دین کے بارے میں بتائیں، ہم جس کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، کیا ہم وہیں عمل کرتے ہیں جو تقدیر میں

لکھا ہوا ہے اور جس کو لکھ کر قلم خشک ہو گئے ہیں یا کسی اور چیز میں ہم عمل کرتے ہیں؟ فرمایا: بلکہ جو تقدیر میں لکھا گیا ہے اور جسے لکھ کر قلم خشک ہو گئے ہیں۔ عرض کیا: پھر عمل کس لیے ہے؟ فرمایا: عمل کرتے رہو، کیوں ہر شخص کے لیے وہ عمل آسان ہوگا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے،'' باقی جس نے مال دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور اچھی بات کی تصدیق کی ہم اس کے لیے راحت کا سامان آسان کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی برتی اور اچھی بات کو جھٹلایا ہم اس کے لیے تکلیف کا سامان آسان کر دیں گے''۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْعَمَلِ

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ مُصْعَبٍ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا مِنْ نَفْسٍ إِلَّا قَدْ كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَدْخَلَهَا وَمَخْرَجَهَا وَمَا هِيَ لَاقِيَةٌ، قِيلَ: فَفِيمَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: اِعْمَلُوا، فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ اللهُ لَهُ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يُسِّرَ لِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ يُسِّرَ لِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، قَالَ الْأَنْصَارِيُّ: الْآنَ حَقَّ الْعَمَلُ.

ترجمہ:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر انسان کی ابتدا و انتہا اور جو اسے پہنچنے والا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے۔ پوچھا گیا: تو عمل کس لیے ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا: عمل کرتے رہو، کیوں کہ ہر شخص کے لیے وہ عمل آسان ہوگا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے، جو جنتی ہے اس کے لیے اہل جنت کے اعمال آسان کر دیے گئے اور جو جہنمی ہے اس کے لیے اہل جہنم کے اعمال آسان کر دیے گئے۔ انصاری نے کہا: اب عمل کرنے کی وجہ واضح ہو گئی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ نَفْسٍ إِلَّا وَقَدْ كَتَبَ اللهُ مَدْخَلَهَا وَمَخْرَجَهَا وَمَا هِيَ لَاقِيَةٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: فَفِيمَ الْعَمَلُ إِذًا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: اِعْمَلُوا، فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ، أَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ، فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ، فَيُيَسَّرُوا لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: الْآنَ حَقَّ الْعَمَلُ.

وَفِي رِوَايَةٍ: اِعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ، مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يُسِّرَ لِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ

أَهْلِ النَّارِ يُسِّرَ لِعَمَلِ أَهْلِهَا، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: الْآنَ حَقَّ الْعَمَلُ.

ترجمہ:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نفس کے داخل ہونے اور نکلنے کی جگہ اور جو اسے پہنچنے والا ہے اللہ نے لکھ دیا ہے، ایک انصاری نے پوچھا: تو پھر عمل کس لیے ہے یارسول اللہ؟ فرمایا: عمل کرتے رہو، کیوں کہ ہر شخص کے لیے وہ عمل آسان ہوگا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے، جو بد بخت ہونگے ان کے لئے بدبختوں کے اعمال آسان کر دیئے جائیں گے اور جو سعادت مند ہونگے ان کے لئے سعادت مندوں کے اعمال آسان کر دیئے جائیں گے، پس ان انصاری نے کہا کہ اب عمل کرنے کی وجہ واضح ہوگئی اور ایک روایت میں ہے کہ عمل کرتے رہو پس ہر چیز آسان ہے جو جنتی ہے اس کے لیے اہل جنت کے اعمال آسان کر دیئے گئے اور جو جہنمی ہے اس کے لیے اہل جہنم کے اعمال آسان کر دیئے گئے۔ انصاری نے کہا: اب عمل کرنے کی وجہ واضح ہوگئی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذَمِّ الْقَدَرِيَّةِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَجِيْءُ قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ: لَا قَدَرَ، ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ إِلَى الزَّنْدَقَةِ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ، وَإِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ، وَإِنْ مَاتُوْا فَلَا تُشَيِّعُوْهُمْ، فَإِنَّهُمْ شِيْعَةُ الدَّجَّالِ وَمَجُوْسُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ يُلْحِقَهُمْ بِهِمْ فِي النَّارِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک قوم آئے گی جو یہ کہے گی کہ تقدیر نہیں ہے، پھر وہ زندقہ کی طرف نکل جائیں گے، جب تم انہیں ملو تو انہیں سلام نہ کرو، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ میں نہ جاؤ، کیوں کہ وہ دجال کی جماعت ہے اور اس امت کے مجوسی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں مجوس کے ساتھ ڈالیں گے۔

"إِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْا جَنَائِزَهُمْ" کی وضاحت

قدریہ تقدیر کے منکر ہونے کی وجہ سے مسلمان نہیں، اس لیے ان کے جنازے وغیرہ میں شریک ہونے سے منع کیا گیا۔ اور اگر ان کو مسلمان مانا جائے تو پھر منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کو تنبیہ ہو جائے اور یہ اپنے غلط عقیدہ سے باز آجائیں اور اسے چھوڑ دیں۔

ومجوس هذه الأمة کا مطلب

جس طرح مجوسی اللہ جل جلالہ کو چھوڑ کر آگ کی پرستش کرتے ہیں، اسی طرح یہ بھی اللہ جل جلالہ کے ساتھ بندے کو بایں معنی شریک ٹھہراتے ہیں کہ جس طرح اللہ جل جلالہ افعال خیر کے خالق ہیں، اسی طرح بندہ افعال شر کا خالق ہے۔ اس لیے انہیں اس امت کا مجوسی کہا گیا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَجِيْءُ قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ: لَا قَدَرَ، ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ إِلَى الزَّنْدَقَةِ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ، وَإِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ، وَإِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْا جَنَائِزَهُمْ، فَإِنَّهُمْ شِيْعَةُ الدَّجَّالِ وَمَجُوْسُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَحَقًّا عَلَى اللهِ تَعَالَى أَنْ يُلْحِقَهُمْ بِهِمْ فِي النَّارِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک قوم آئے گی جو یہ کہے گی کہ تقدیر نہیں ہے، پھر وہ زندقہ کی طرف نکل جائیں گے، جب تم انہیں ملو تو انہیں سلام نہ کرو، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ میں نہ جاؤ، کیوں کہ وہ دجال کی جماعت ہے اور اس امت کے مجوسی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں مجوس کے ساتھ ڈالیں گے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَعَنَ اللهُ الْقَدَرِيَّةَ، وَقَالَ: مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ تَعَالَى قَبْلِيْ إِلَّا حَذَّرَ أُمَّتَهُ مِنْهُمْ وَلَعَنَهُمْ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ قدریہ پر لعنت کریں اور فرمایا: مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا، مگر اس نے اپنی امت کو ان سے ڈرایا اور ان

پر لعنت فرمائی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّفَاعَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ يَزِيْدَ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: يُخْرِجُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَزِيْدُ: فَقُلْتُ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُوْلُ: ﴿وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنْهَا﴾ قَالَ جَابِرٌ: اقْرَأْ مَا قَبْلَهَا: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ إِنَّمَا هِيَ فِي الْكُفَّارِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَزِيْدُ: قُلْتُ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُوْلُ: {وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنْهَا}، فَقَالَ جَابِرٌ: اقْرَأْ مَا قَبْلَهَا: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ذٰلِكَ الْكُفَّارُ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ يَزِيْدَ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنِ الشَّفَاعَةِ، فَقَالَ: يُعَذِّبُ اللّٰهُ تَعَالَى قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ بِذُنُوْبِهِمْ، ثُمَّ يُخْرِجُهُمْ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَيْنَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ إِلَى آخِرِهِ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی محمد ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے مؤمن لوگوں کو جہنم سے نکالے گا۔ یزید کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالی کا ارشاد تو یوں ہے: ﴿وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنْهَا﴾ یعنی وہ لوگ جہنم سے نکلنے والے نہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ذرا اس سے پہلے والا حصہ بھی پڑھو ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ یعنی یہ آیت کافروں کے بارے میں ہے۔

ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ ایک قوم محمد ﷺ کی شفاعت سے دوزخ سے نکلے گی، یزید کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالی تو یوں فرماتے ہیں کہ وہ اس سے نکلنے والے نہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے پہلے والا حصہ بھی تو پڑھو ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ یہی کافر تو ہیں۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے شفاعت کے بارے میں پوچھا، آپ نے کہا کہ اہل ایمان میں سے ایک قوم کو اللہ تعالی ان کے گناہوں کی وجہ

سے عذاب دیں گے پھر محمد ﷺ کی شفاعت کے باعث ان کو دوزخ سے نکال دیں گے۔ یزید کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ پھر اللہ جل جلالہ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہوا، پھر آخر تک حدیث بیان کی۔

شفاعت کی اقسام

حضور اکرم ﷺ سے آٹھ قسم کی شفاعت ثابت ہے۔

۱۔ روایات میں ہے کہ جب سب لوگوں کو جمع کر لیا جائے تو اس وقت آپ ﷺ سب لوگوں کی درخواست پر اللہ جل جلالہ سے حساب کتاب شروع کرنے کے لیے شفاعت کریں گے۔

۲۔ دوسری شفاعت وہ ہے جو آپ ﷺ اللہ جل جلالہ سے امتِ محمدیہ کا حساب شروع کرنے کے لیے فرمائیں گے۔

۳۔ جن لوگوں کے بارے میں دوزخ جانے کا فیصلہ ہو چکا ہوگا ان کے بارے میں آپ ﷺ اللہ جل جلالہ سے شفاعت کریں گے اور ان کو جنت میں بھیج دیا جائے گا۔

۴۔ چوتھی شفاعت آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے لیے فرمائیں گے کہ ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے۔

۵۔ ایک شفاعت آپ ﷺ ایسی جماعت کے لیے فرمائیں گے جن کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں بھیجا جائے گا۔

۶۔ ایک شفاعت ان لوگوں کے لیے ہوگی، جن کے بارے میں جنت کا فیصلہ ہو چکا ہوگا، مگر ابھی تک وہ جنت میں داخل نہیں کیے گئے ہوں گے تو آپ ﷺ کی شفاعت سے ان کو جنت میں بھیج دیا جائے گا۔

۷۔ اہل جنت کے درجات کی بلندی کے لیے آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے اور ان کے درجات بلند کیے جائیں گے۔

۸۔ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ جو اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیے گئے ہوں گے، ان کو جنت میں داخل کرنے کے لیے آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

مرتکب کبیرہ کے لیے شفاعت

مذاہب

کیا مرتکب کبیرہ کے لیے شفاعت فائدہ مند ہوگی یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں مرتکب کبیرہ کے حق میں شفاعت بمعنی گناہ معاف کیے جانے کے ہوگی، جسے اللہ جل جلالہ منظور فرمائیں گے، جب کہ معتزلہ ایسی شفاعت کو نہیں مانتے، ان کے ہاں شفاعت صرف نیک بندوں کے درجات میں بلندی کے لیے ہوگی۔

جمہور رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات﴾ تو حضور ﷺ کا اپنی امت کے گناہ گاروں کے لیے استغفار کرنا شفاعت ہی تو ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہے تو وہ قبول بھی فرمائیں گے۔

معتزلہ کی دلیل

قرآن مجید میں ہے: ﴿واتقوا يوما لاتجزی نفس عن نفس شيئا ولايقبل منها شفاعة﴾ (البقرہ:۴۸)

دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿ما للظالمين من حميم ولا شفيع يطاع﴾ (المؤمن:۱۸)

جواب

ان آیات سے کفار مراد ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے روز مختلف احوال ہوں گے، ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اس وقت میں کسی کو شفاعت کی اجازت ہی نہیں ہوگی، جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿من ذا الذی يشفع عنده إلا بإذنه﴾۔

اسلامی فرقوں کے نزدیک مرتکب کبیرہ کا حکم

اہل سنت والجماعت کے نزدیک مرتکبِ کبیرہ ایمان پر باقی رہتا ہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، جب کہ معتزلہ کے نزدیک مرتکب کبیرہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، ایمان پر باقی نہیں رہتا، البتہ کافر بھی نہیں ہوتا، بلکہ کفر واسلام کے درمیان ایک درجہ ہے اور وہ درجہ فسق ہے، یہ مرتکب کبیرہ اس مرتبہ فسق کو پہنچ جاتا ہے اور خوارج کے نزدیک مرتکب کبیرہ ایمان سے خارج ہوکر کفر میں بھی داخل ہوجاتا ہے۔

اہل سنت والجماعت رحمۃ اللہ علیہم کی سب سے پہلی دلیل حدیثِ ابو ذر رضی اللہ عنہ ہے، جس میں "وإن زنی وإن سرق" کے الفاظ ہیں کہ اگرچہ مؤمن آدمی زنا وچوری کرے تب بھی مؤمن ہی رہتا ہے۔

دوسری دلیل وہ تمام نصوص آیات واحادیث ہیں جن میں مرتکب کبیرہ کو اہل ایمان کہہ کر ترکِ گناہ کا حکم کیا گیا ہے۔ معتزلہ کی دلیل یہی حدیث ہے کہ اس میں مرتکب کبیرہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایمان پر باقی نہیں رہتا۔

اہل سنت والجماعت کی طرف سے اس کے متعدد جوابات دیے گئے ہیں۔

۱۔ اس حدیث میں کمالِ ایمان کی نفی ہے کہ مرتکب کبیرہ کامل مؤمن نہیں رہتا، البتہ نفس ایمان اس میں موجود رہتا ہے۔

۲۔ ایمان کے متعلق دو چیزیں ہیں، نفس ایمان اور نور ایمان تو مرتکب کبیرہ کے اندر نفس ایمان تو موجود ہوتا ہے، البتہ نور ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

۳۔ یہاں مؤمن لغوی مراد ہے کہ بوقتِ گناہ مؤمن آدمی امن والا نہیں ہوتا، خطرہ ہوتا ہے کہ یہ ابھی عذاب الٰہی کی لپیٹ میں نہ آجائے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُخْرِجُ اللّٰهُ قَوْمًا مِنَ الْمُوَحِّدِيْنَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا امْتَحَشُوْا، وَصَارُوْا فَحْمًا، فَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى الْجَنَّةَ، فَيَسْتَغِيْثُوْنَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى مِمَّا تُسَمِّيْهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ، فَيُذْهِبُ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ذٰلِكَ.

ترجمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے مؤمنین کی ایک جماعت کو نکالے گا جب کہ وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے اور ان کو جنت میں داخل کریں گے۔ پھر وہ اللہ سے دعا کریں گے، کیوں کہ جنتی ان کو جہنمی کے نام سے پکاریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے یہ نام دور فرما دیں گے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُوْدًا﴾ قَالَ: اَلْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ: الشَّفَاعَةُ، يُعَذِّبُ اللّٰهُ تَعَالَى قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ بِذُنُوْبِهِمْ، ثُمَّ يُخْرِجُ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيُؤْتَى بِهِمْ نَهْرًا يُقَالُ لَهُ: الْحَيَوَانُ فَيَغْتَسِلُوْنَ فِيْهِ، ثُمَّ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَيُسَمَّوْنَ فِي الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ، ثُمَّ يَطْلُبُوْنَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى، فَيُذْهِبُ عَنْهُمْ ذٰلِكَ الْاِسْمَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ، قَالَ: يُخْرِجُ اللّٰهُ تَعَالَى قَوْمًا مِنْ أَهْلِ النَّارِ مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ وَالْقِبْلَةِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذٰلِكَ هُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ، فَيُؤْتَى بِهِمْ نَهْرًا يُقَالُ لَهُ: الْحَيَوَانُ، فَيُلْقَوْنَ فِيْهِ فَيَنْبُتُوْنَ بِهِ كَمَا يَنْبُتُ الثَّعَارِيْرُ، ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ وَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيُسَمَّوْنَ فِيْهَا الْجَهَنَّمِيِّيْنَ، ثُمَّ

يَطْلُبُوْنَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى أَنْ يُذْهِبَ عَنْهُمْ ذٰلِكَ الْإِسْمَ، فَيُذْهِبَ عَنْهُمْ.

وَزَادَ فِي آخِرِهِ: فَيُسَمَّوْنَ عُتَقَاءَ اللّٰهِ، وَرَوَى أَبُوْ حَنِيْفَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ، عَنْ أَبِي شَدَّادِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُوْدًا﴾ یعنی آپ کا رب آپ کو پسندیدہ مقام تک پہنچائیں گے۔ فرمایا: مقام محمود سے مراد شفاعت ہے، اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی ایک جماعت کو ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب دیں گے، پھر محمد ﷺ کی شفاعت کے باعث ان کو نکالیں گے پھر وہ ایک نہر پر لائے جائیں گے جس کا نام حیوان ہے، اس میں غسل کریں گے پھر وہ جنت میں لے جائے جائیں گے تو جنت میں ان کا نام جہنمی پڑ جائے گا، سو وہ اللہ سے دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے اس نام کو مٹا دیں گے۔

ایک روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ میں داخل ہونے والے مؤمنین اور اہل قبلہ کے ایک گروہ کو محمد ﷺ کی شفاعت سے دوزخ سے نکال لیں گے اور یہی مقام محمود ہے۔ پھر وہ اس نہر پر لائے جائیں گے جس کو حیوان کہا جاتا ہے پھر وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو وہ ککڑیوں کی طرح اس میں اُگ آئیں گے، پھر اس سے نکل کر جنت میں چلے جائیں گے اور وہاں ان کا نام جہنمی پڑ جائے گا، پھر وہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں گے کہ وہ ان سے یہ نام مٹا دے تو ان کا یہ نام مٹ جائے گا۔ اس روایت کے آخر میں ''عتقاء اللہ'' کی زیادتی ہے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ابی روبہ شداد بن عبدالرحمن سے بھی روایت کیا ہے اور وہ ابوسعید سے نقل کرتے ہیں۔

''الثَّعَارِيْر'' کے معنی ومفرد

ثعاریر یہ ثعرور کی جمع ہے، بمعنی چھوٹی ککڑی اور وہ نباتات جو زمین سے اگیں اور روئے زمین پر پھیل جائیں۔

''الثَّعَارِيْر'' کے ساتھ وجہ تشبیہ

معنی اول کی صورت میں وجہ تشبیہ تیزی سے بڑھنا ہے اور معنی ثانی کی صورت میں وجہ تشبیہ سفیدی ہے۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَدْخُلُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ النَّارَ بِذُنُوْبِهِمْ، فَيَقُوْلُ لَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ: مَا أَغْنَى عَنْكُمْ إِيْمَانُكُمْ، وَنَحْنُ وَأَنْتُمْ فِيْ دَارٍ وَاحِدَةٍ نُعَذَّبُ، فَيَغْضَبُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ، فَيَأْمُرُ أَنْ لَا يَبْقَى فِي النَّارِ أَحَدٌ يَقُوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَيَخْرُجُوْنَ وَقَدِ احْتَرَقُوْا حَتّٰى صَارُوْا كَالْحُمَمَةِ السَّوْدَاءِ، إِلَّا وُجُوْهَهُمْ، فَإِنَّهُ لَا يَزْرَقُّ أَعْيُنُهُمْ، وَلَا تَسْوَدُّ وُجُوْهُهُمْ، فَيُؤْتٰى بِهِمْ نَهْرًا عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ، فَيَغْتَسِلُوْنَ فِيْهِ، فَيَذْهَبُ كُلُّ فِتْنَةٍ وَأَذًى، ثُمَّ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ لَهُمُ الْمَلَكُ: ﴿طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ﴾ فَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: ثُمَّ يَدْعُوْنَ، فَيَذْهَبُ عَنْهُمْ ذٰلِكَ الْإِسْمُ، فَلَا يُدْعَوْنَ أَبَدًا، فَإِذَا خَرَجُوْا، قَالَ الْكُفَّارُ: يَا لَيْتَنَا كُنَّا مُسْلِمِيْنَ، فَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اہل ایمان کی ایک جماعت اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوگی، ان سے مشرک لوگ کہیں گے کہ تمہیں تمہارے ایمان نے کیا فائدہ دیا؟ ہم تم دونوں ایک ساتھ دوزخ میں پڑے عذاب جھیل رہے ہیں۔ اس بات پر اللہ تعالیٰ کو سخت غصہ آئے گا اور وہ حکم فرمائیں گے کہ دوزخ میں لا الہ الا اللہ کہنے والا کوئی بھی باقی نہ رہے، پھر سب کو نکال لیا جائے گا، وہ جل کر سیاہ کوئلہ کی طرح ہو چکے ہوں گے، سوائے چہرے کے پس ان کی نہ آنکھیں نیلی ہوں گی، نہ چہرے سیاہ ہوں گے۔ پھر انہیں ایک نہر پر لایا جائے گا، جو جنت کے دروازے کے پاس ہوگی، اس میں غسل کریں گے، جس سے ہر طرح کی کبیدگی اور سوزش ختم ہو جائے گی، پھر انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا، ان سے جنت کا فرشتہ کہے گا "تم پاک ہو گئے، اب تم ہمیشہ ہمیشہ اسی جنت میں رہو" جنت میں ان کا نام جہنمی پڑ جائے گا، فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو یہ نام ختم کر دیا جائے گا، پھر وہ اس نام سے کبھی نہیں پکارے جائیں گے۔ جب یہ جہنم سے نکلیں گے تو کافر کہیں گے کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، هَلْ يَبْقٰى أَحَدٌ مِنَ الْمُوَحِّدِيْنَ فِيْ

النَّارِ؟ قَالَ: نَعَمْ، رَجُلٌ فِيْ قَعْرِ جَهَنَّمَ يُنَادِيْ بِالْحَنَّانِ الْمَنَّانِ، حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ الصَّوْتِ، فَقَالَ: الْعَجَبَ الْعَجَبَ، ثُمَّ لَمْ يَصْبِرْ حَتّٰى يَصِيْرَ بَيْنَ يَدَيْ عَرْشِ الرَّحْمٰنِ سَاجِدًا، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اِرْفَعْ رَأْسَكَ يَا جِبْرِيْلُ، فَيَرْفَعُ رَأْسَهُ، فَيَقُوْلُ: مَا رَأَيْتَ مِنَ الْعَجَائِبِ؟ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا رَآهُ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ، سَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ قَعْرِ جَهَنَّمَ يُنَادِيْ بِالْحَنَّانِ الْمَنَّانِ، فَتَعَجَّبْتُ مِنْ ذٰلِكَ الصَّوْتِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: يَا جِبْرِيْلُ، اذْهَبْ إِلٰى مَالِكٍ، قُلْ لَهُ: أَخْرِجِ الْعَبْدَ الَّذِيْ يُنَادِيْ بِالْحَنَّانِ الْمَنَّانِ، فَيَذْهَبُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلٰى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، فَيَضْرِبُهُ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ مَالِكٌ، فَيَقُوْلُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، يَقُوْلُ: أَخْرِجِ الْعَبْدَ الَّذِيْ يُنَادِيْ بِالْحَنَّانِ الْمَنَّانِ، فَيَدْخُلُ فَيَطْلُبُهُ، فَلَا يُوْجَدُ، وَإِنَّ مَالِكًا أَعْرَفُ بِأَهْلِ النَّارِ مِنَ الْأُمِّ بِأَوْلَادِهَا، فَيَخْرُجُ، فَيَقُوْلُ لِجِبْرِيْلَ: إِنَّ جَهَنَّمَ زَفَرَتْ زَفْرَةً لَا أَعْرِفُ الْحِجَارَةَ مِنَ الْحَدِيْدِ، وَلَا الْحَدِيْدَ مِنَ الرِّجَالِ، فَيَرْجِعُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَصِيْرَ بَيْنَ يَدَيْ عَرْشِ الرَّحْمٰنِ سَاجِدًا، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ارْفَعْ رَأْسَكَ يَا جِبْرِيْلُ، لِمَ لَمْ تَجِئْ بِعَبْدِيْ؟ فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ، إِنَّ مَالِكًا يَقُوْلُ: إِنَّ جَهَنَّمَ قَدْ زَفَرَتْ زَفْرَةً لَا أَعْرِفُ الْحِجَارَةَ مِنَ الْحَدِيْدِ، وَلَا الْحَدِيْدَ مِنَ الرِّجَالِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: قُلْ لِمَالِكٍ: إِنَّ عَبْدِيْ فِيْ قَعْرِ كَذَا وَكَذَا، فِيْ سِرِّ كَذَا وَكَذَا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: كَذَا وَكَذَا، فَيَدْخُلُ جِبْرِيْلُ فَيُخْبِرُهُ بِذٰلِكَ، فَيَدْخُلُ مَالِكٌ، فَيَجِدُهُ مَطْرُوْحًا مَنْكُوْسًا مَشْدُوْدًا نَاصِيَتُهُ إِلٰى قَدَمَيْهِ، وَيَدَاهُ إِلٰى عُنُقِهِ، وَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْحَيَّاتُ وَالْعَقَارِبُ، فَيَجْذِبُهُ جَذْبَةً حَتّٰى تَسْقُطَ عَنْهُ الْحَيَّاتُ وَالْعَقَارِبُ، ثُمَّ يَجْذِبُهُ جَذْبَةً أُخْرٰى حَتّٰى تَنْقَطِعَ مِنْهُ السَّلَاسِلُ وَالْأَغْلَالُ، ثُمَّ يُخْرِجُهُ مِنَ النَّارِ، فَيُصَيِّرُهُ فِيْ مَاءِ الْحَيَاةِ وَيَدْفَعُهُ إِلٰى جِبْرِيْلَ، فَيَأْخُذُ بِنَاصِيَتِهِ وَيَمُدُّهُ مَدًّا، فَمَا مَرَّ بِهِ جِبْرِيْلُ عَلٰى مَلَأٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: أُفٍّ لِهٰذَا الْعَبْدِ، حَتّٰى يَصِيْرَ بَيْنَ يَدَيْ عَرْشِ الرَّحْمٰنِ سَاجِدًا، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ارْفَعْ رَأْسَكَ يَا جِبْرِيْلُ، وَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: عَبْدِيْ أَلَمْ أَخْلُقْكَ بِخَلْقٍ حَسَنٍ؟ أَلَمْ أُرْسِلْ إِلَيْكَ رَسُوْلًا؟ أَلَمْ يَقْرَأْ عَلَيْكَ كِتَابِيْ؟ أَلَمْ يَأْمُرْكَ وَيَنْهَكَ؟ حَتّٰى يُقِرَّ الْعَبْدُ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: فَلِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُوْلُ الْعَبْدُ: يَا رَبِّ، ظَلَمْتُ نَفْسِيْ حَتّٰى بَقِيْتُ فِي النَّارِ كَذَا وَكَذَا خَرِيْفًا لَمْ أَقْطَعْ رَجَائِيْ مِنْكَ، يَا رَبِّ، دَعَوْتُكَ بِالْحَنَّانِ الْمَنَّانِ وَأَخْرَجْتَنِيْ بِفَضْلِكَ، فَارْحَمْنِيْ بِرَحْمَتِكَ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ

تَبَارَکَ وَتَعَالٰی: اِشْهَدُوْا یَا مَلَائِکَتِیْ بِاَنِّیْ رَحِمْتُهٗ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا مؤحدین میں سے بھی کوئی آدمی جہنم میں باقی رہے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ایک شخص ہوگا، دوزخ کی گہرائی سے پکارتا ہوگا "یا حنان یا منان"! یہاں تک کہ جبرئیل اس کی آواز سن لیں گے اور اس آواز پر تعجب کریں گے، پھر وہ کہیں گے: تعجب ہے، تعجب ہے، ان سے صبر نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ اللہ کے عرش کے سامنے سجدہ ریز ہوجائیں گے، تو اللہ جل جلالہ فرمائیں گے: اے جبرئیل! اپنا سر اٹھاؤ، وہ اپنا سر اٹھائیں گے تو اللہ جل جلالہ پوچھیں گے: تم نے کیا تعجب کی بات دیکھی ہے، حالاں کہ اللہ جل جلالہ خوب جانتے ہیں جو انہوں نے دیکھا ہے، وہ عرض کریں گے: اے رب! میں نے جہنم کی گہرائی میں ایک آواز سنی، جو پکار رہا ہے: "یا حنان یا منان" تو مجھے اس آواز سے تعجب ہوا، تو اللہ جل جلالہ فرمائیں گے: اے جبرئیل! جاؤ مالک کے پاس، اسے کہو کہ اس بندہ کو نکال دے جو "یا حنان یا منان" پکار رہا ہے۔ جبرئیل جائیں گے جہنم کے دروازے میں سے ایک دروازے کے پاس، اس کے دروازے پر دستک دیں گے تو مالک نکلیں گے تو جبرئیل علیہ السلام کہیں گے: اللہ جل جلالہ فرمارہے ہیں کہ اس بندے کو نکال دیں جو "یا حنان یا منان" پکار رہا ہے، تو وہ جہنم میں جائیں گے، اس کو تلاش کریں گے، مگر وہ نہیں ملے گا، حالاں کہ مالک اہل جہنم کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جتنا ماں اپنی اولاد کو پہچانتی ہے، وہ باہر آئیں گے اور جبرئیل سے کہیں گے کہ دوزخ نے اس وقت ایک سانس لیا ہے، میں پتھر کو لوہے سے اور لوہے کو آدمی سے الگ نہیں کرسکتا۔ جبرئیل علیہ السلام واپس جائیں گے اور اللہ جل جلالہ کے عرش کے سامنے سجدہ ریز ہوجائیں گے، تو اللہ جل جلالہ فرمائیں گے اے جبرئیل! اپنا سر اٹھاؤ، تم میرے بندے کو کیوں نہیں لائے؟ وہ عرض کریں گے: یارب! مالک کہتا ہے کہ جہنم نے سانس لیا ہے، میں پتھر کو لوہے سے اور لوہے کو انسان سے الگ نہیں کرسکتا۔ تو اللہ جل جلالہ فرمائیں گے: مالک سے کہو، میرا بندہ فلاں گڑھے اور فلاں فلاں کونے میں ہے۔ تو جبرئیل جائیں گے اور اس کو بتائیں گے اس بندے کے بارے میں تو مالک داخل ہونگے تو وہ بندہ مالک کو اس حالت میں ملے گا کہ وہ اوندھے منہ پڑا ہوگا، اس کا سر پاؤں کے ساتھ

بندھا ہوگا، اس کے پاس سانپ وبچھو ہوں گے تو مالک اسے ایک جھٹکا دیں گے، جس سے اس سے سانپ اور بچھو گر جائیں گے، پھر مالک اسے ایک جھٹکا دیں گے، جس سے اس کی بیڑیاں وہتھکڑیاں کھل جائیں گی، پھر اسے آگ سے نکال کر آب حیات میں غسل دیں گے اور اس کو جبرئیل کے حوالے کریں گے پس جبرئیل اس کو پیشانی کے بالوں سے پکڑیں گے اور اسے کھینچینگے اور جبرئیل اسے لے کر فرشتوں کی جس مجلس میں بھی آئیں گے تو وہ کہیں گے: افسوس ہے اس بندے پر، پھر اللہ جل جلالہ کے عرش کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے تو اللہ جل جلالہ فرمائیں گے: اے جبرئیل! اپنا سر اٹھاؤ اور اللہ جل جلالہ فرمائیں گے: اے میرے بندے! کیا میں نے تجھے خوب صورت پیدا نہیں کیا؟ کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجے؟ کیا انہوں نے تیرے سامنے میری کتاب نہیں پڑھی؟ کیا انہوں نے تجھے اچھی بات کا حکم اور بُری بات سے منع نہیں کیا؟ پھر اللہ جل جلالہ فرمائیں گے: پھر تو نے ایسے ایسے کیوں کیا؟ بندہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، حتی کہ دوزخ میں اتنے سال پڑا رہا، مگر میں نے امید تجھ سے نہیں توڑی، اے میرے رب! میں نے تجھے یا حنان و یا منان پکارا اور تو نے اپنے فضل سے مجھے جہنم سے نکال لیا۔ مجھ پر رحم کر، اللہ جل جلالہ فرمائیں گے: اے میرے فرشتو! گواہ بن جاؤ، میں نے اس پر رحم فرمایا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُورِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ الْبَلْخِيِّ، وَمُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، وَيَزِيدَ الطُّوسِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أُمَيَّةَ الْحَذَّاءِ الْعَدَوِيِّ، عَنْ نُوحِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، لِمَنْ تَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ، وَأَهْلِ الْعَظَائِمِ، وَأَهْلِ الدِّمَاءِ۔

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ شفاعت کس کے لیے فرمائیں گے؟ فرمایا: اہل کبائر، اہل عظائم اور ناحق خون کرنے والوں کے لیے۔

الْكَبَائِرِ اور الْعَظَائِم میں فرق

کبائر کا اطلاق ان گناہوں پر ہوتا ہے جن کے بارے میں نصوص وارد ہوئیں اور عظام سے مراد نافرمانی ہے۔
کبائر وہ گناہ ہیں جن کا تعلق اللہ جل جلالہ کے حقوق سے ہو اور عظام سے مراد وہ گناہ جن کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہو۔
بعض نے کہا کہ یہ دونوں مترادف الفاظ ہیں۔

بعض نے کہا کہ دماء سے مراد انسانوں کو ظلماً قتل کرنا ہے۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، وَبَيَانِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا تُضَامُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِ، فَانْظُرُوْا أَنْ لَا تُغْلَبُوْا فِيْ صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا، قَالَ حَمَّادٌ: يَعْنِيْ: الْغَدَاةَ وَالْعَشِيَّ.

ترجمہ:

قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے جریر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: بے شک تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح کو چودھویں کی رات میں چاند دیکھتے ہو، تمہیں اس کے دیکھنے میں ایذا نہیں دی جائے گی، دھیان رکھنا! کہیں سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے والی نماز کے بارے میں تم مغلوب نہ ہو جانا۔

رؤیت باری تعالیٰ میں اختلاف

مذاہب: اہل السنۃ والجماعۃ کا کہنا یہ ہے کہ دنیا میں اللہ جل جلالہ کا دیدار ممکن ہے، لیکن کسی کو ہوا نہیں اور آخرت میں بھی ممکن ہے اور اہل جنت کو یہ نعمت نصیب ہوگی۔

معتزلہ وخوارج اور بعض فلاسفہ اس کے منکر ہیں کہ اللہ جل جلالہ کا دیدار نہ دنیا میں ہوگا اور نہ آخرت میں۔

اہل السنۃ والجماعہ کی دلیل

ارشاد ہے: ﴿وجوہ یومئذ ناضرۃ إلی ربھا ناظرۃ﴾ (القیامۃ: ۲۳، ۲۲)

دوسری جگہ فرمایا: ﴿للذین أحسنوا الحسنی وزیادۃ﴾ (یونس: ۲۶)

معتزلہ کی دلیل

اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿لاتدرکہ الأبصار وھو یدرك الأبصار﴾ (الأنعام: ۱۰۳)

حضرت موسیٰ علی علیہ السلام کی قوم نے کہا: ﴿لن نؤمن لك حتی نری اللہ جھرۃ﴾ تو جواب میں ﴿فأخذتکم الصاعقۃ﴾ ان پر عذاب آیا۔

جواب

''لاتدرکہ'' کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے اور یہ ہم بھی مانتے ہیں کہ دنیا کی آنکھیں اللہ جل جلالہ کی زیارت نہیں کرسکتی۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ''ادراک'' کا معنیٰ ''احاطہ'' ہے کہ کوئی آنکھ اس کا احاطہ نہیں کرسکتی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر عذاب دیدار کے مطالبہ پر نہیں آیا تھا، بلکہ ان کی ضد وعناد کی وجہ سے آیا تھا۔

كِتَابُ الْعِلْمِ

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَرِيْضَةِ طَلَبِ الْعِلْمِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

علم کی تعریف

بعض حضرات نے کہا ہے کہ علم بدیہی چیز ہے اور بدیہات کی تعریف نہیں کی جاسکتی، لہٰذا علم کی بھی کوئی تعریف نہیں ہے۔ جب کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوۃ المصابیح کی شرح مرقاۃ المفاتیح میں علم کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

''علم ایک نور ہے، جو مشکوۃِ نبوت سے نکلتا ہے اور اللہ جل جلالہ اسے مؤمن کے دل میں ڈالتے ہیں، جس کی وجہ سے اس پر ہدایت کی راہیں کھل جاتی ہیں''۔

علم کی اقسام

علم کی دو قسمیں ہیں:

۱...... علم کسبی، ۲...... علم وہبی

علم کسبی: وہ علم جو کسی انسان کے واسطہ سے بندے کو حاصل ہو۔

علم کسبی کی دو قسمیں ہیں: ۱۔فرض عین ۲۔فرض کفایہ

علم وہبی: اس علم کو کہتے ہیں جس کے حصول میں کوئی انسان واسطہ نہ بنے۔

علم وہبی کے حصول کے تین ذرائع ہیں:

۱۔وحی ۲۔الہام ۳۔فراست

فرض علم

ہر مسلمان پر ارکان خمسہ: کلمہ، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج، حلال وحرام اور مختلف شعبہ جات سے وابستہ افراد کے لیے اپنے شعبہ کے مسائل سیکھنا فرض عین ہے۔ اور دین کے تمام مسائل کا علم سیکھنا فرض کفایہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ التَّفَقُّهِ فِي الدِّيْنِ

قَالَ أَبُوْ حَنِيفَةَ: وُلِدْتُ سَنَةَ ثَمَانِينَ، وَحَجَجْتُ مَعَ أَبِيْ سَنَةَ سِتٍّ وَتِسْعِينَ، وَأَنَا ابْنُ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً، فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَرَأَيْتُ حَلَقَةً عَظِيمَةً، فَقُلْتُ لِأَبِيْ: حَلَقَةُ مَنْ هٰذِهِ؟ فَقَالَ: حَلَقَةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَقَدَّمْتُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَنْ تَفَقَّهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَهَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ.

ترجمہ:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور میں نے اپنے والد کے ساتھ ۹۶ھ میں حج کیا، اس وقت میں ۱۶ سال کا تھا، جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو میں نے ایک بہت بڑا حلقہ دیکھا، میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ کس کا حلقہ ہے؟ انہوں نے بتایا: عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ کا حلقہ ہے، میں آگے بڑھا تو میں نے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو دین میں سمجھ حاصل کرے گا اللہ تعالی اس کے مقاصد کا ذمہ لے لیتے ہیں اور اسے وہاں سے رزق دیتے ہیں جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت

ارباب فنِ رجال نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تابعی ہونے کو تسلیم کیا ہے، جن میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ البتہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کسی صحابی سے سماعِ حدیث میں اختلاف ہے اور اس میں بھی صحیح قول یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث مبارکہ سنی ہیں، جن میں حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کا نام بھی شامل ہے۔ اسی طرح مذکورہ بالا حدیث کی سند سے بھی حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہوتا ہے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشَةُ، لِيَكُنْ شِعَارُكِ الْعِلْمَ وَالْقُرْآنَ۔

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! تیرا شعار علم اور قرآن ہونا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ أَهْلِ الذِّكْرِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللهَ تَعَالَى، فَقَالَ: أَنْتُمْ مِنَ الَّذِيْنَ أُمِرْتُ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَهُمْ، وَمَا جَلَسَ عَدَدُكُمْ مِنَ النَّاسِ، فَيَذْكُرُوْنَ اللهَ تَعَالَى، إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ.

ترجمہ:

حضرت علی بن اقمر رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا گزر ایک قوم پر ہوا، جو اللہ جل جلالہ کا ذکر کر رہے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم وہ لوگ ہو جن کے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے، تم جیسے لوگ بیٹھتے ہیں پھر اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ جل جلالہ کے فرشتے انہیں اپنے بازوؤں سے گھیر لیتے ہیں اور انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ جل جلالہ ان کا ذکر اپنے پاس موجود ملاء اعلیٰ کے فرشتوں سے کرتا ہے۔

فائدہ

الَّذِيْنَ أُمِرْتُ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَهُمْ، سے مراد یہ آیت ہے ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَجْمَعُ اللهُ الْعُلَمَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُوْلُ: إِنِّيْ لَمْ أَجْعَلْ حِكْمَتِيْ فِيْ قُلُوْبِكُمْ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ كُمُ الْخَيْرَ، اذْهَبُوْا إِلَى الْجَنَّةِ، فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكُمْ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ علماء کو جمع فرمائیں گے اور ارشاد فرمائیں گے: میں تمہیں علم وحکمت اس لیے دیا کہ میں تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا، جاؤ جنت میں نے تمہارے جو گناہ بھی تھے وہ بخش دیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَغْلِيْظِ الْكِذْبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، أَوْ قَالَ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، یا ایسی بات کہے جو میں نے نہیں کہی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

کذب کا مطلب

ہر وہ بات جو واقعہ کے خلاف ہو، وہ کذب وجھوٹ ہے، خواہ جان بوجھ کرے بولے یا بھول کر، البتہ پکڑ وسزا اس جھوٹ پر ہوگی جو جان بوجھ کر بولا گیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص بھول کر جھوٹ بولے تو اس کی احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے پکڑ ہوگی۔

حضور ﷺ پر جھوٹ بولنے کا حکم

مذاہب

ابن منیر اور امام ابو محمد الجہینی رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولنے والا کافر ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں آپ ﷺ پر جھوٹ بولنے والا کافر نہیں ہوتا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولنا مطلقاً حرام و ناجائز ہے، اگرچہ اس میں دین کا نفع ہو۔

جبکہ روافض اور کرامیہ کے ہاں اگر دین کا ضرر و نقصان ہو تو جائز نہیں، لیکن دین کے نفع کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔

جمہور کی دلیل

حدیث الباب جمہور رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل ہے، جس میں جھوٹ بولنے والے کو سخت سزا کا مستحق بتایا گیا ہے۔

روافض کی دلیل

ایک روایت میں "لیضل الناس" کی قید ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لوگوں کی اصلاح کی نیت سے جھوٹی روایت بیان کی جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

جواب

ائمہ احادیث رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں "لیضل الناس" کی زیادتی ضعیف ہے۔

كِتَابُ الطَّهَارَات

طہارت کے لغوی وشرعی معنی

طہارت مصدر ہے، طہر یطہر باب نصر اور کرم دونوں سے آتا ہے، اس کے معنی ہیں: ''گندگی اور میل کچیل سے پاک وصاف ہونا''۔ اور شریعت کی اصطلاح میں طہارت کے معنی ہیں: ''قاعدہ شرعیہ کے مطابق حدث یا خبث کو زائل کرنے کے لیے پانی یا مٹی استعمال کرنا''۔

طہارت کی اقسام

طہارت کی دو قسمیں ہیں: ا۔ ازالہ حدث،　۲۔ ازالہ خبث

ازالہ حدث: یعنی نجاست حکمی کو زائل کرنا۔

ازالہ خبث: نجاست حقیقی کو زائل کرنا۔

نجاست حکمی کو زائل کرنے کی دو صورتیں ہیں:

ا۔ **''ازالہ عن الحدث الأصغر''** جس کو وضو کہتے ہیں۔

۲۔ **''ازالہ عن عن الحدث الأکبر''** جسے غسل کہا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ أَنْ يَبُوْلَ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ۔

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے پھر وہ اسی سے وضو کرے۔

پانی کی نجاست وطہارت میں مذاہب

پانی کب ناپاک ہوتا ہے اور کب نہیں، کتنا پانی نجاست گرنے سے ناپاک ہوتا ہے اور کتنا ناپاک نہیں ہوتا؟ اس بارے میں فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے۔

۱۔ پہلا مذہب یہ ہے کہ پانی میں نجاست گرنے کے بعد جب تک پانی مین رقت اور سیلان باقی ہے اس وقت تک پانی پاک رہے گا۔ یہ مذہب اہل ظواہر کا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھی منسوب ہے۔

۲۔ بعض حضرات کا کہنا ہے جب تک پانی کے تین اوصاف میں سے کوئی وصف تبدیل نہ ہوجائے اس وقت تک پانی پاک رہتا ہے خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے۔

۳۔ امام شافعی واحمد رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں اگر پانی قلیل ہے تو نجاست گرتے ہی ناپاک ہوجائے گا، خواہ کوئی وصف تبدیل نہ ہو اور اگر پانی کثیر ہے تو جب تک کوئی وصف تبدیل نہیں ہوجاتا پانی پاک رہے گا۔ احناف رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب بھی یہی ہے۔

قلیل وکثیر پانی کی مقدار

مذاہب

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں تین قول ہیں چنان چہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قلیل وکثیر کی کوئی مقدار مقرر نہیں، بلکہ اس میں مبتلی بہ کی رائے کا اعتبار ہے، جس کو وہ کثیر سمجھے وہ کثیر ہے اور جس کو وہ قلیل سمجھے اس پر قلیل کے احکام جاری ہوں گے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر پانی اتنا ہو کہ اس کے ایک طرف حرکت دی جائے تو دوسری طرف کا پانی حرکت نہ کرے تو کثیر ہے اور اگر دوسری طرف کا پانی حرکت کرتا ہے تو یہ پانی قلیل شمار ہوگا، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یوں تعیین کی ہے کہ دَہ دَر دَہ کا اعتبار ہے کہ اس جگہ کی لمبائی اور چوڑائی دس دس گز ہو تو کثیر ہے وگرنہ قلیل ہے۔

امام شافعی واحمد رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اگر پانی قلتین یا اس سے زیادہ ہے تو کثیر ہے اور اگر اس سے کم ہے تو قلیل ہے۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**لا يبولن أحدكم في الماء**

الدائم الذی لایجری، ثم یغتسل فیه"۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کیا جائے۔

بخاری ومسلم میں ایک روایت ہے:

"إذا استیقظ أحدکم من نومه فلا یغمسن یده فی الإناء"۔

تو یہ روایات جن میں تغیر اوصاف کا ذکر ہے اور نہ قلتین کی تخصیص، بلکہ اگر پانی ٹھہرا ہوا ہو تو نجاست گرنے سے ناپاک ہوجاتا ہے۔

امام شافعی واحمد رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ "اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث"۔ (دارقطنی) اس روایت میں قلتین کو ماءِ کثیر قرار دیا گیا ہے۔

جواب

اس روایت کی سند میں ایک راوی ''محمد بن اسحاق'' ہے، جو کہ ضعیف ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ سُؤرِ الْهِرَّةِ

أَبُوْ حَنِیْفَةَ: عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ذَاتَ یَوْمٍ، فَجَاءَتِ الْهِرَّةُ، فَشَرِبَتْ مِنَ الْإِنَاءِ، فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ، وَرَشَّ مَا بَقِیَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن وضو کا ارادہ فرمایا، اتنے میں ایک بلی آئی اور اس نے برتن سے پانی پیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے وضو فرمایا اور باقی پانی بہادیا

بلی کے بچے ہوئے کا حکم

بلی کے بچے ہوئے پانی کے بارے میں ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے۔ طرفین رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں مع الکراہت پاک ہے اور کراہت سے مراد تنزیہی ہے کہ اگر کوئی دوسرا پانی میسر نہ آئے تو اس کا استعمال درست

ہے۔جب کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بلا کراہت طاہر ہے۔ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی قول ہے۔

دلائل طرفین

طرفین رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے، جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إذا ولغت فيه الهرة غسل مرة" اسی طرح طحاوی اور دار قطنی وغیرہ کتب احادیث میں اسی مضمون کی روایات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔

جمہور رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حدیث الباب میں ہے کہ بلی کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرمایا۔

جواب

اس کے علاوہ بھی جن روایات میں بلی کے بچے ہوئے پر طہارت کا حکم معلوم ہوتا ہے، وہ ساری روایات بیان جواز پر محمول ہیں اور جواز کا ایک شعبہ کراہت تنزیہی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبُوْلُ عَلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ قَائِمًا.

ترجمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قوم کی کوڑی پر کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا۔

وضاحت

حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے، جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جو اس طرح کی روایت بیان کرے تو "فلا تصدقوه، ولا تکذبوه" نہ اس کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب، بظاہر تعارض پایا جا رہا ہے۔

تطبیق کی پہلی صورت یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی عمومی حالت کو بیان فرمایا کہ آپ ﷺ عموماً بیٹھ کر پیشاب فرمایا کرتے تھے، جب کہ روایت بالا میں ایک جزئی واقعہ کا ذکر ہے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے علم کے مطابق فرما رہی ہیں کہ گھر میں تو کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں فرمایا اور روایت بالا میں گھر سے باہر کا واقعہ نقل کیا گیا ہے، جس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو علم نہیں ہوگا۔

سوال: قوم کی کوڑی کو آپ ﷺ نے بغیر اجازت کیوں استعمال فرمایا؟

جواب: ایک جواب تو یہ دیا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے اجازت لی ہوگی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ایسی جگہ کو استعمال کرنے کی عموماً اجازت ہوتی ہے اور تیسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ قوم کی کوڑی نہیں تھی، حدیث میں جو اضافت ہوئی، یہ اضافت تملیک نہیں، بلکہ اختصاص ہے۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا حکم

ظاہریہ کا مذہب کا یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز نہیں۔ سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات کے ہاں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ اگر اس طرح پیشاب کرنے سے تلویث کا اندیشہ ہو تو جائز نہیں، وگرنہ جائز ہے۔ جب کہ احناف و جمہور رحمۃ اللہ علیہم کا کہنا ہے کہ بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ اور عذر ہو تو جائز ہے۔

کھڑے ہو کر پیشاب فرمانے کی وجوہات

۱۔ اس جگہ بیٹھنے کی وجہ سے تلویث کا اندیشہ تھا، اس لیے آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔

۲۔ آپ ﷺ کے گھٹنے میں تکلیف تھی، جس کی وجہ سے آپ بیٹھ نہیں سکتے تھے تو کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔

۳۔ کبھی کبھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو حکماء و اطباء نے مفید لکھا ہے، عرب میں یہ بات مشہور تھی، اس لیے آپ ﷺ نے بھی اس پر عمل کیا۔

۴۔ آپ ﷺ نے بیانِ جواز کے لیے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بھی جائز ہے، اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے۔

۵۔ پیشاب کا اتنا شدید تقاضا ہوا کہ آپ ﷺ کو بیٹھنے کا موقعہ نہیں ملا، اس لیے آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنَ اللَّبَنِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا، فَتَمَضْمَضَ وَصَلَّى، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے دودھ پیا، پھر کلی کی اور نماز پڑھی، وضونہیں کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَدَمِ الْوُضُوْءِ مِنَ اللَّحْمِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَقًا بِلَحْمٍ، ثُمَّ صَلَّى.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ گوشت تناول فرمایا، پھر نماز پڑھی۔

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا حکم

آگ پر پکی ہوئی چیز یا گوشت وغیرہ کھانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف تھا۔

حضرت عائشہ، عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات کا کہنا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے۔

جب کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس کے بعد امت کا اسی پر اجماع ہو گیا کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ باقی جن روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے وضو فرمایا ہے تو وہ استحباب پر محمول ہے، یا وہاں وضو سے مراد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے۔

اونٹ کا گوشت کھانے کا حکم

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اس بارے میں کہنا ہے کہ اگر وضو کرنے کے بعد اونٹ کا گوشت کھایا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، جب کہ جمہور امت کا مذہب یہ ہے کہ کسی بھی جانور کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَمْرِ بِالسِّوَاكِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ الزَّرَّادِ، عَنْ تَمَّامٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَالِيْ أَرَاكُمْ قُلْحًا؟ اسْتَاكُوا، فَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

وَفِي رِوَايَةٍ: مَالِيْ أَرَاكُمْ تَدْخُلُونَ عَلَيَّ قُلْحًا؟ اسْتَاكُوا، فَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يَسْتَاكُوا عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، أَوْ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ.

ترجمہ:

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: کیا وجہ ہے میں تمہارے دانتوں میں زردی دیکھ رہا ہوں؟ مسواک کیا کرو، اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ کیا وجہ ہے کہ میں تمہارے دانتوں میں زردی دیکھ رہا ہوں مسواک کیا کرو اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو ان کو ہر نماز کے وقت وضوء کا حکم دیتا یا ہر وضوء کے وقت۔

سواک کے لغوی واصطلاحی معنی

سواک یہ مصدر ہے اور اسم آلہ ''مسواک'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے، اس کے معنی ہیں: ''وہ لکڑی جس سے مسواک کی جائے''۔

اور اصطلاح میں مسواک کہتے ہیں ''منہ اور دانتوں کی صفائی ونظافت کے لیے عود یا اس طرح کی کوئی لکڑی دانتوں میں استعمال کرنا''۔

مسواک کا حکم

مذاہب

وضو کرتے ہوئے مسواک کرنا سنت ہے۔ احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں یہ وضو کی سنت ہے، لہذا جب بھی وضو کرے تو مسواک بھی کی جائے۔ جب کہ شافعی رحمہ اللہ کے ہاں یہ نماز کی سنت ہے۔ کیوں کہ احادیث مبارکہ میں **"عند کل صلوۃ"** کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

احناف رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

وہ روایات ہیں جن میں **"مع کل وضوء"** کے الفاظ منقول ہیں۔ باقی جن روایات میں **"عند کل صلوۃ"** مروی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے جب وضو کرنے لگو تو مسواک کرو۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے مسواک سے متعلقہ تمام روایات کو کتاب الطہارۃ میں ذکر فرمایا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ مسواک کا تعلق وضو و طہارت سے ہے، نماز سے نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

حدیث میں ہے: **"لو لا أن أشق علی أمتی لأمرتهم بالسواک عند کل صلوۃ"۔ (الترمذی)**

جواب

اس روایت میں ایک لفظ "وضوء" محذوف ہے، جو کہ کل صلوۃ کا مضاف ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوْءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، وَمَضْمَضَ ثَلَاثًا، وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا، وَمَسَحَ رَأْسَهُ، وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، وَقَالَ: هٰذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس طرح وضو کیا کہ تین مرتبہ اپنے ہاتھ دھوئے، تین مرتبہ کلی کی، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، تین مرتبہ منہ دھویا اور تین مرتبہ ہاتھوں کو کہنیوں

سمیت دھویا اور سر کا مسح کیا اور اپنے پاؤں کو دھویا، پھر ارشاد فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے۔

مضمضہ: کے معنی ہیں کلی کرنا، یعنی منہ میں پانی ڈال کر اس کو حرکت دینا اور پھر باہر پھینک دینا۔ اور استنشاق کہتے ہیں ناک میں پانی ڈالنے کہ نرم ہڈی تک پہنچ جائے۔

وضو اور غسل میں مضمضہ اور استنشاق کا حکم

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں وضو اور غسل دونوں میں مضمضہ اور استنشاق واجب ہیں۔ ان کے بغیر نہ وضو ہو گا اور نہ غسل۔

امام شافعی و مالک رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں وضو اور غسل دونوں میں مضمضہ اور استنشاق سنت ہیں۔ جب کہ احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں وضو میں دونوں سنت اور غسل میں فرض کی حیثیت رکھتے ہیں۔

احناف رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

قرآن میں ہے: ﴿وإن كنتم جنباً فاطهروا﴾ تو مبالغہ کا صیغہ لانے سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل کی طہارت وضو سے زیادہ ہے اور دوسری دلیل حدیث مبارکہ ہے کہ جس میں ارشاد فرمایا: "تحت كل شعرة جنابة فاغسلوا الشعر، وانقوا البشرة" کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے، بالوں کو بھی دھوؤ اور چمڑی کو بھی صاف کرو" تو جہاں جہاں تک بال یا ظاہراً چمڑا نظر آتی ہے وہاں تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔

باقی قرآن میں وضو کے چار فرض بیان کیے گئے ہیں اور وہاں مضمضہ اور استنشاق کا ذکر نہیں، اس لیے ان کو وضو کے فرائض میں شمار کرنا درست نہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک ایک مرتبہ وضو فرمایا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَضْحِ الْفَرْجِ بِفَضْلِ الْوُضُوْءِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ يُقَالُ: الْحَكَمُ أَوِ ابْنُ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَ حِفْنَةً مِنْ مَاءٍ، فَنَضَحَهُ فِي مَوَاضِعِ طُهُوْرِهِ.

ترجمہ:

حضرت حکم اپنے والد صاحب کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے وضو فرمایا اور ایک چلو میں پانی لے کر طہارت کی جگہوں پر چھڑکا۔

باب ما جاء في مسح الرأس

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيْ حَنِيفَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ تَوَضَّأَ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، وَمَضْمَضَ ثَلَاثًا، وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا، وَمَسَحَ رَأْسَهُ، وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، وَقَالَ: هٰذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے پانی منگوایا، پھر تین مرتبہ اپنے ہاتھ دھوئے، تین مرتبہ کلی کی، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، تین مرتبہ چہرہ دھویا، تین مرتبہ سر کا مسح کیا اور تین مرتبہ اپنے پاؤں دھوئے، پھر ارشاد فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے۔

مسح الراس میں تثلیث کا حکم

مذاہب

جمہور رحمہ اللہ علیہم کے ہاں سر پر مسح کرنے میں تثلیث سنت نہیں، جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دیگر اعضاء کی طرح سر پر بھی تین مرتبہ مسح کرنا سنت ہے۔

جمہور رحمہ اللہ علیہم کے دلائل وہ روایات ہیں جن میں ایک مرتبہ سر پر مسح کرنے کا ذکر ملتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا وضو نقل کرتے ہوئے فرمایا: **"فمسح برأسه ثلاثا"**۔ (ابوداؤد)

جواب

آپ نے جس روایت سے استدلال کیا ہے وہ روایت شاذ ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت پر رد فرمایا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسلِ الرِجلَينِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایڑیاں کے لیے جہنم کی آگ سے ہلاکت ہے۔

"وَيلٌ" کی مراد

وَیل کا مشہور معنی ہلاکت ہے اور ویل جہنم کی ایک وادی کا نام بھی ہے اور اس جگہ حدیث میں دونوں معنی مراد لیے جاسکتے ہیں۔

ننگے پاؤں پر مسح کا حکم

مذاہب

ننگے پاؤں پر مسح کے جواز میں اہل السنت والجماعت رحمۃ اللہ علیہم اور روافض کا اختلاف مع الدلائل:

جمہور اہل السنت والجماعت رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب یہ ہے کہ ننگے پیروں کا دھونا ہی فرض اور ضروری ہے، مسح جائز نہیں ہے۔ دوسرا مذہب روافض کے فرقہ امامیہ کا ہے کہ پیروں کا وظیفہ مسح ہے۔

اہل سنت والجماعت کے دلائل

۱۔ **قولہ تعالیٰ: ﴿أرجلكم الى الكعبين﴾** نصب والی قرات میں اس کا عطف **﴿وجوهكم﴾** پر ہے اور معطوف ومعطوف علیہ کا ایک ہی حکم ہوتا ہے، پس چہرہ کی طرح پاؤں کے لیے بھی غسل کا ہی حکم ہے۔

۲۔ متواتر احادیث جو غسل رجلین پر دال ہیں کہ آپ ﷺ نے غَسلِ رجلین پر عمل فرمایا ہے۔

۳۔ حافظ نے سعید بن منصور کے حوالہ سے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:

"أَجمَعَ أَصحاب رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى غسل القدمين"۔

روافض کے دلائل

روافض اپنے مسلک باطل پر ﴿وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ﴾ کی قراءتِ جر سے استدلال کرتے ہیں کہ أرجلکم کا عطف رؤسکم پر ہے۔ رؤس کے لیے مسح کا حکم ہے، لہٰذا ارجل (پاؤں) کے لیے بھی مسح کا حکم ہوگا۔

اہل سنت کی طرف سے اس کے متعدد جوابات دیے گئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۔ اس آیت کریمہ میں لفظ {أرجلكم} میں جرِ جوار ہے اور {أرجلكم} کا عطف {أيديكم} پر ہے۔

۲۔ کسر کی قراءت حالتِ تخفیف پر محمول ہے اور نصب کی قراءت عام حالتِ پر محمول ہے۔

۳۔ جر کی قراءت میں "ارجل" کا عطف "رؤس" ہی پر ہے، لیکن جب مسح کی نسبت "ارجل" کی طرف کی جائے گی تو اس سے مراد غَسلِ خفیف ہوگا اور لفظ مسح کا اس معنی میں استعمال معروف ہے۔ اس قسم کے اور بھی کئی جوابات دیے گئے ہیں، لیکن اس موضوع پر سب سے زیادہ محققانہ اور اطمینان بخش کلام حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکلات القرآن میں کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی تقریر کو سمجھنے کا سب سے زیادہ قابل اعتماد راستہ آنحضرت ﷺ کا عمل اور صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تعامل ہے اور جب ہم تعامل کو دیکھتے ہیں تو کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں ملتی جس سے مسحِ رجلین ثابت ہوتا ہو، یہ اس بات کی کھلی علامت ہے کہ قرآن کریم میں غَسل کا حکم دیا گیا ہے، نہ کہ مسح کا۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اس موقع پر ایسے واضح الفاظ کیوں نہیں استعمال فرمائے گئے جو بغیر کسی مخالف احتمال کے غَسل پر دلالت کریں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کا اسلوب یہ ہے کہ وہ بسا اوقات کچھ باتوں کو فہمِ مخاطبین پر اعتماد کر کے چھوڑ دیتا ہے، اب یہاں صورت یہ ہے کہ یہ آیت سورۃ مائدہ کی ہے، جو مدنی سورت ہے اور اس وقت نازل ہوئی جب کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کو کم از کم اٹھارہ سال ہو چکے تھے، حالاں کہ وضو پر عمل ابتداءِ بعث ہی سے چلا آ رہا تھا، لہٰذا اس آیت نے کوئی نیا حکم نہیں دیا، بلکہ سابقہ تعامل کی توثیق فرمائی، چوں کہ صحابہ کرامؓ اٹھارہ سال سے وضو کرتے آ رہے تھے اور اس کا طریقہ معروف ومشہور تھا، جس میں یہ بات بھی شامل تھی کہ پاؤں دھوئے جائیں گے، لہٰذا اس آیت میں ایک ایک جزئی کی تفصیل بیان کرنا کوئی ضروری نہ تھا، چوں کہ اس کا امکان ہی نہ تھا کہ وہ اس آیت سے غَسل کے علاوہ کوئی مستنبط کریں گے، اس لیے بعض نکات اور مصالح کی وجہ سے باری تعالیٰ نے، ارجل کو مسح کے سیاق میں ذکر کر کے، عبارت ایسی رکھی جس میں بظاہر رجلین کے غَسل اور مسح دونوں معنی کی گنجائش ہے اور امت کا تعامل اس پر شاہد ہے کہ انہوں نے واقعتاً غَسل کے سوا اس کا

کوئی اور مفہوم نہیں سمجھا۔"

روافض بعض روایات سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

۱۔امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معجم طبرانی میں امام بغوی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کی "**عباد بن تمیم عن أبیه**" کے طریق سے روایت نقل کی ہے: "**قَالَ: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰی لحیته ورجلیه**"۔ علامہ ہیثمی مجمع الزوائد میں یہ روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں "**رجاله موثقون**" اور علامہ علی المتقی رحمۃ اللہ علیہ کنز العمال میں اصابۃ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں "**رجاله ثقات**"۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یا تو اس میں حالتِ تخفیف کا بیان ہے، یعنی آپ ﷺ اس وقت موزے پہنے ہوئے ہوں گے اس لیے مسح فرمایا۔ یا اجماع اور متواتر احادیث کی مخالفت کی بنا پر اس حدیث میں تاویل ضروری ہے اور تاویل یہ ہے کہ یہاں لفظ "مسح" (**دلک مع الغسل الخفیف**) کے معنی پر محمول ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ لحیہ کے لیے بھی مسح کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، حالاں کہ وہ اعضاءِ مغسولہ میں سے ہے۔

۲۔سنن دارقطنی، باب وجوب غسل القدمین والعقبین میں "**مسیء فی الصلوٰۃ**" کی حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں: "**فقال رسول الله ﷺ: إنها لا تتم صلوٰۃ أحدکم حتی یسبغ الوضوء، کما أمره الله، فیغسل وجهه ویدیه إلی المرفقین، ویمسح برأسه ورجلیه إلی الکعبین۔۔۔**"۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں آیت قرآنی کی ترتیب پر وضو کا طریقہ بتلایا ہے اور اس کے سیاق کی پیروی فرمائی ہے، لہٰذا یہاں بھی وہی توجیہات کی جائیں گی جو آیت میں کی گئی ہیں۔

۳۔حضرت علی، حضرت انس اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا عمل بعض روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے مسحِ رجلین کیا۔

اس کا جواب بعض حضرات نے یہ دیا کہ ان کا یہ عمل بدلیل الاجماع التواتر وضو علی الوضو پر محمول ہے۔

دوسرا جواب حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں یہ دیا ہے کہ ان سب حضرات سے اس مسلک سے رجوع کرنا بھی ثابت ہے، لہٰذا ان کے کسی سابقہ عمل سے استدلال درست نہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ

أَبُوْ حَنِیْفَةَ: عَنِ الْحَکَمِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ شُرَیْحٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَمْسَحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ؟ قَالَتْ:

ائتِ عَلِيًّا، فَاسْأَلْهُ، فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ شُرَيْحٌ: فَأَتَيْتُ عَلِيًّا، فَقَالَ لِي: امْسَحْ.

ترجمہ:

حضرت شریح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا میں موزوں پر مسح کر سکتا ہوں؟ فرمایا: علی سے جاکر پوچھو؛ کیوں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کرتے رہے ہیں، شریح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر پوچھا تو آپ نے فرمایا: کرلیا کرو۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ سُلَيمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ، وَصَلَّى خَمْسَ صَلَوَاتٍ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرکے موزوں پر مسح کیا اور پھر پانچ نمازیں ادا کیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ صَلَّى خَمْسَ صَلَوَاتٍ بِوُضُوْءٍ وَاحِدٍ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَا رَأَيْنَا صَنَعْتَ هَذَا قَبْلَ الْيَوْمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ایک وضو کے ساتھ پانچ نمازیں ادا فرمائیں اور موزوں پر مسح فرمایا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہم نے آپ کو پہلے اس طرح کرتے نہیں دیکھا؟ ارشاد فرمایا: اے عمر! میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَرِثِ: أَنَّهُ رَأَى جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ، وَإِنَّمَا صَحِبْتُهُ بَعْدَ مَا نَزَلَتِ الْمَائِدَةُ۔

ترجمہ:

حضرت ہمام بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ

انہوں نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا، تو اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں سورہ مائدہ نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں، میں نے آپ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ، فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَضَى حَاجَتَهُ، ثُمَّ رَجَعَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ رُوْمِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ، فَرَفَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ضِيْقِ كُمِّهَا، قَالَ الْمُغِيْرَةُ: فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ مِنْ إِدَاوَةٍ مَعِيْ، فَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ وَلَمْ يَنْزَعْهُمَا، ثُمَّ تَقَدَّمَ وَصَلَّى.

ترجمہ:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے، تو رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے، پھر واپس لوٹے، آپ ﷺ پر ایک رومی جبہ تھا، جس کے آستینیں تنگ تھیں، رسول اللہ ﷺ نے تنگ آستینوں کو اٹھایا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ پر اپنے برتن سے پانی ڈالنے لگا، آپ ﷺ نے نماز کے وضو کی طرح وضو فرمایا، موزوں پر مسح فرمایا، انہیں اتارا نہیں، پھر آگے بڑھے اور نماز پڑھی۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى غَزْوَةِ الْعِرَاقِ، فَإِذَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: يَابْنَ عُمَرَ، إِذَا قَدِمْتَ عَلَى أَبِيْكَ، فَسَأَلْهُ عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ، فَمَسَحْنَا۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں عراق میں ایک لڑائی میں شریک تھا، وہاں سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے موزوں پر مسح کیا، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا: اے عمر کے بیٹے! جب تم اپنے باپ کے پاس جاؤ تو ان سے پوچھ لینا، کہتے ہیں کہ میں نے آکر ان سے پوچھا تو فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کو مسح کرتے دیکھا تو ہم نے بھی مسح کیا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ تَنَازَعَ أَبُوْهُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ سَعْدٌ: أَمْسَحُ، وَقَالَ عَبْدُ اللهِ: مَا يُعْجِبُنِي، قَالَ سَعْدٌ: فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ عُمَرُ: عَمُّكَ أَفْقَهُ مِنْكَ سُنَّةً.

ترجمہ:

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کے والد اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا موزوں پر مسح کے بارے میں اختلاف ہوگیا، سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں مسح کرتا ہوں، عبد اللہ نے کہا: میں اچھا نہیں سمجھتا، تو سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرے چچا سنت کو تجھ سے زیادہ سمجھتے ہیں۔

موزوں پر مسح کا حکم

موزوں پر مسح کرنے پر تمام امت کا اجماع ہے اور علامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے موزوں پر مسح کی روایات نقل کی ہیں۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک میرے لیے موزوں پر مسح کا جواز روز روشن کی طرح واضح نہیں ہوگیا اس وقت تک میں نے اس کے جواز کا فتوی نہیں دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَوْقِيتِ الْمَسْحِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ، وَلَمْ يُوَقِّتْهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو سفر میں موزوں پر مسح کرتے دیکھا اور آپ نے کوئی وقت متعین نہیں فرمایا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ: لِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَا، لَا يَنْزِعُ خُفَّيْهِ إِذَا لَبِسَهُمَا وَهُوَ مُتَوَضِّئٌ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ: اَلْمَسْحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَیَّامٍ، وَلِلْمُقِیْمِ یَوْمًا وَلَیْلَةً، إِنْ شَاءَ إِذَا تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ یَلْبَسَهُمَا.

ترجمہ:

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے موزوں پر مسح کے بارے میں فرمایا: مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات جب کہ مسافر کے لیے تین دن اور تین رات تک نہ اتارے اپنے موزوں کو جب انہیں وضو کی حالت میں پہنا ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ موزوں پر مسح مسافر کے لیے تین دن تک اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات تک ہے اگر چاہے تو موزے پہننے سے پہلے دھولے۔

موزوں پر مسح کی مقدار

مذاہب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مسح علی الخفین کی کوئی مقدار مقرر نہیں، جب تک پہنے ہوئے ہیں مسح کرتا رہے، جب کہ جمہور کے ہاں مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن، تین رات تک مسح کرنا جائز ہے۔

دلائل جمہور

جمہور کی ایک دلیل حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: **"للمسافر ثلاث وللمقیم یوم"**، اسی مضمون کی روایات حضرت علی، ابوہریرہ، ابن عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر ہم مسح کی مدت میں اضافہ کا مطالبہ کرتے تو آپ ﷺ فرما دیتے۔

جواب

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس زیادتی کو ضعیف قرار دیا ہے۔

محل مسح

مسح کے محل کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا موزے پر مسح ظاہر پر ہوگا، یا باطن پر؟ امام شافعی و امام مالک رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں موزے کے ظاہر و باطن دونوں پر مسح کیا جائے گا، جب کہ احناف و حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب یہ

ہے کہ موزے کے ظاہری حصہ پر مسح کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُوْدَ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصِيبُ مِنْ أَهْلِهِ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، فَيَنَامُ، وَلَا يُصِيبُ مَاءً، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ عَادَ وَاغْتَسَلَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے شروع میں اپنی گھر والی کے پاس جاتے، پھر سو جاتے اور پانی کو نہ چھوتے، پھر جب آخری پہر میں بیدار ہوتے تو دوبارہ آتے اور غسل کر لیتے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ حَتَّى يَتَوَضَّأَ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ، تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہونے کی حالت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کر لیا کرتے تھے۔

جنبی کے لیے سونے سے پہلے وضو کا حکم

مذاہب

اتنی بات میں اتفاق ہے کہ جنبی کے لیے سونے سے پہلے غسل کرنا واجب نہیں، البتہ وضو کرنے میں اختلاف ہے، اصحاب ظواہر کا کہنا ہے کہ سونے سے پہلے وضو کرنا واجب ہے، جب کہ جمہور رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں وضو واجب تو نہیں، البتہ مستحب ضرور ہے۔

جمہور رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی مذکورہ بالا روایت سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ پانی کو چھوتے بھی نہیں تھے۔

اسی طرح صحیح ابن حبان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "(بغیر وضو) سو سکتے ہو، اگر چاہو تو وضو کر لو"۔

اہل ظاہر کی دلیل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہم میں کوئی آدمی حالت جنابت میں سو سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، وضو کر کے سو سکتا ہے"۔

جواب

یہ حکم استحباب پر محمول ہیں، اگر ضروری ہوتا تو آپ ﷺ کبھی نہ چھوڑتے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُؤْمِنِ لَا يَنْجُسُ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدَّ يَدَهُ إِلَيْهِ، فَدَفَعَهَا عَنْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَالَكَ؟ قَالَ: إِنِّي جُنُبٌ، قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرِنَا يَدَيْكَ، فَإِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيْسَ بِنَجِسٍ۔

وَفِي رِوَايَةٍ: الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ۔

ترجمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف ہاتھ دراز فرمایا تو انہوں نے اعراض کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا: میں جنبی ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ہمیں اپنا ہاتھ دکھاؤ، مؤمن نجس نہیں ہوتا ہے۔ اور ایک مروایت میں ہے کہ مومن نجس نہیں ہوتا ہے

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهَا: نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ، فَقَالَتْ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: مجھے چٹائی دو۔ تو انہوں نے کہا: میں حیض سے ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى فِيْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ أُمَّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَغْتَسِلُ.

ترجمہ:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سننے والے سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں دریافت کیا جو اسی طرح خواب دیکھے جیسے مرد دیکھتے ہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ غسل کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي بِئْسَ الْبَيْتُ الْحَمَّامُ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِئْسَ الْبَيْتُ الْحَمَّامُ، هُوَ بَيْتٌ لَا يَسْتُرُ، وَمَاءٌ لَا يُطَهِّرُ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بُری جگہ حمام ہیں، وہ جس میں پردہ نہ ہو اور طہارت کے لیے پانی نہ ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرْكِ الْمَنِيِّ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَرْثِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے منی رگڑ دیا کرتی تھی۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، أَنَّ رَجُلًا أَضَافَتْهُ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِمِلْحَفَةٍ، فَالْتَحَفَ بِهَا اللَّيْلَ فَأَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ، فَغَسَلَ الْمِلْحَفَةَ كُلَّهَا، فَقَالَتْ: مَا أَرَادَ بِغَسْلِ الْمِلْحَفَةِ، إِنَّمَا كَانَ يُجْزِيهِ أَنْ يَفْرُكَهُ لَقَدْ كُنْتُ أَفْرُكُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يُصَلِّي۔

ترجمہ:

حضرت ہمام رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مہمان بنا، تو آپ نے اسے بچھونا دیا، جسے اسے نے رات کو بچھایا، اسے رات کو جنابت پہنچی تو اس نے سارا بچھونا دھو دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سارا بچھونا کیوں دھویا؟ سو اس کے لیے اتنا کافی تھا کہ اسے رگڑ دیتا، میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے منی رگڑ دیا کرتی تھی، پھر آپ نماز پڑھتے تھے۔

منی، مذی اور ودی

انسانی عضو تناسل سے پیشاب کے علاوہ تین طرح کا مادہ خارج ہوتا ہے: منی، مذی اور ودی۔

منی: "ھو الماء الدافق الذی یخرج بشھوۃ، ومنہ یکون الولد"۔ بعض نے یوں تعریف کی ہے: "مَاءٌ غَلِيظٌ أَبيض، لَهُ رَائِحَة"۔

مذی: ایک قسم کا سفید لیس دار پتلا پانی جو عام طور پر ملاعبت مع الزوجہ یا تصور جماع کے وقت نکلتا ہے۔

ودی: کسی بیماری کی وجہ سے پیشاب سے پہلے یا بعد میں نکلنے والا گاڑھا سفید پانی۔

منی کا حکم

مذاہب

احناف اور مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں منی ناپاک ہے، جب کہ امام شافعی اور احمد رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں منی پاک ہے۔

احناف و مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

کسی بھی حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی منی لگے ہوئے کپڑوں میں بغیر دھوئے نماز پڑھی ہو۔ بلکہ اس کے برعکس روایات موجود ہیں کہ منی کو دھو کر نماز پڑھی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کے کپڑوں سے منی دھو کر صاف کر دیا کرتی تھی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے منی لگے ہوئے کپڑے سے منی زائل

کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

سبیلین سے نکلنے والی دیگر چیزیں بالاتفاق نجس ہیں تو منی بھی نجس ہے۔

قرآن پاک میں جو منی کو پانی سے تعبیر کیا گیا ہے اس سے منی کی پاکی ثابت نہیں ہوتی؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جانداروں کا مادہ تخلیق بھی ''منی'' کو قرار دیا ہے، تو اس صورت میں تو ہر حیوان کی منی پاک ہونی چاہیے، حالاں کہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

امام شافعی واحمد رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

کپڑوں پر لگی ہوئی منی کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **"إنما هو بمنزلة المخاط"**۔ یعنی یہ ناک کی ریٹھ کی طرح ہے۔

جواب: یہ روایت موقوف ہے، جو کہ مرفوع کے مقابلے میں حجت نہیں بنائی جاسکتیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس چمڑے کو دباغت دے دی گئی وہ پاک ہوگیا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ لِسَوْدَةَ، فَقَالَ: مَا عَلَى أَهْلِهَا لَوِ انْتَفَعُوا بِإِهَابِهَا، فَسَلَخُوا جِلْدَ الشَّاةِ، فَجَعَلُوهُ سِقَاءً حَتَّى صَارَتْ شَنًّا.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر حضرت سودہ کی مردہ بکری پر سے ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ہوا اس کے مالک کو، اگر اس کے چمڑے سے نفع حاصل کر لیتے؟ تو انہوں نے کھال اتاری اور گھریلو استعمال کے لیے مشکیزہ بنالیا، جو بعد میں پرانا ہوگیا۔

دباغت کہتے ہیں کسی چیز کے استعمال سے چمڑے کی رطوبت اور تَری کو ختم کرنا۔

دباغت کی قسمیں

دباغت دینے کی دو قسمیں ہیں: ا۔ دباغت حقیقی، ۲۔ دباغت حکمی

دباغت حقیقی: چمڑے کو دھوپ میں ڈال کر اس کی رطوبت کو ختم کر دیا جائے، یا مٹی اور نمک مَل کر اس کی رطوبت ختم کر دی جائے، اس صورت میں اگر چمڑے کو پانی لگ جانے سے رطوبت لوٹ آئی تو وہ چمڑا ناپاک نہیں ہوگا۔

دباغت حکمی: قَرَظ (کیکر کی طرح کا درخت) وغیرہ جڑی بوٹی کے استعمال سے رطوبت ختم کی جائے۔ اگر پانی لگنے سے رطوبت لوٹ آئی تو چمڑا ناپاک ہو جاتا ہے۔

دباغت سے چمڑے کا حکم

مذاہب

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں انسان اور خنزیر کے علاوہ تمام چمڑے دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کتے کے چمڑے کا استثنا فرماتے ہیں۔ جب کہ امام مالک اور احمد رحمہما اللہ کے ہاں مردار کا چمڑا دباغت سے پاک نہیں ہوتا۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

مذکورہ بالا روایت میں مطلق چمڑے کا ذکر ہے، خواہ وہ مذبوحہ کا ہو یا مردار کا، اس لیے مطلق اپنے اطلاق پر باقی رہے گا۔ باقی انسان کا استثنا احترام کی وجہ سے اور خنزیر کا استثنا اس کے نجس العین ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

باقی رہا کتا...... تو وہ خنزیر کی طرح نجس العین نہیں، اگر وہ نجس العین ہوتا تو اس سے کسی قسم کا انتفاع جائز نہ ہوتا۔

امام مالک و احمد رحمۃ اللہ علیہما کی دلیل

أن رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كتب إلى جهينة قبل موته بشهر: "أن لاتنتفعوا من الميتة بإهاب ولا عصب"۔ (نصب الرایۃ)

جواب: "اِہاب" کے معنی ہیں: غیر مدبوغ چمڑا، خواہ وہ مردار کا ہو یا زندہ کا۔ اور دباغت سے پہلے ہم بھی مردار کے چمڑے کو ناپاک کہتے ہیں، لہٰذا یہ روایت ہمارے خلاف حجت نہیں ہے۔

كِتَابُ الصَّلَاةِ

صلوۃ کے معنی

صلوۃ کے کئی معنی آتے ہیں: پہلا معنی: ''صلوۃ'' ناقص واوی ہے، جو ''دعا'' کے معنی میں ہے ''لأنها تشتمل علی الدعاء''۔

دوسرا معنی: ''اقبال الوجه'' ہے، یہ اعم مطلق ہے، وهو من قبيل العام وإرادة الخاص، وفي الصلوة نتوجه، ونقبل على الله تعالى۔

تیسرا معنی: ''نرمی'' کہ تازہ ٹیڑھی لکڑی کو آگ پر رکھ کر نرم کرنا ''فهو من قبيل اللازم وإرادة الملزوم'' ہے، صلوۃ کو نرمی لازم ہے۔

چوتھا معنی: ''رحمت'': والرحمة لازمة للصلوة المعهودة، فهو من قبيل إطلاق اللازم وإرادة الملزوم۔

پانچواں معنی: ''مُصلی'' سے ماخوذ ہے، جو ''مُجلّی'' گھوڑے کے بعد ہوتا ہے، فكأن الإنسان المُصلی قد شُبّه بالفرس المُصلی اور میدان اطاعت کے مُجلّی ذوات انبیاء علیہم السلام ہیں، صلوا كما رأيتموني أصلّي، فهو من قبيل إطلاق المشبّه به وإرادة المشبّه۔

چھٹا معنی: ''مُصلی'' سے ماخوذ ہے، والإمام مُجلی، والمقتدی مُصلی۔

ساتواں معنی: ''عظمت و تعظیم'' وهي تشتمل على تعظيم الله، فهو من قبيل إطلاق العام وإرادة الخاص۔

آٹھواں معنی: ''تحریک صلوین'' سے لیا گیا ہے تو یہاں خاص تحریک صلوین مراد ہے، جو نماز میں انتقالات کے وقت پیش آتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي طُولِ الْقِيَامِ فِي الصَّلَاةِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةً فَخَفَّفَهَا، وَأَكْثَرَ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: أَلَمْ أُتِمَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَإِنِّيْ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَنْ سَجَدَ لِلّٰہِ سَجْدَةً رَفَعَ بِهَا دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ تُؤْتَى دَرَجَاتٌ، أَوْ تُكْتَبَ لِي دَرَجَاتٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَنْ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ بِالرَّبَذَةِ، وَهُوَ يُصَلِّي صَلَاةً خَفِيفَةً، يُكْثِرُ فِيهَا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَبُو ذَرٍّ، قَالَ لَهُ الرَّجُلُ: تُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَاةَ، وَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَنْ سَجَدَ لِلّٰہِ سَجْدَةً رَفَعَهُ اللّٰہُ بِهَا دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ، فَلِذٰلِكَ أُكْثِرُ فِيهَا السُّجُودَ.

ترجمہ:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نماز پڑھی اور اسے ہلکا کیا اور رکوع وسجود زیادہ کیے، جب منہ پھیرا تو ایک آدمی نے انہیں کہا: آپ صحابی رسول ہیں آپ اس طرح نماز پڑھتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا میں نے رکوع وسجود پورے نہیں کیے؟ کہا: کیوں نہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جو شخص اللہ کی رضا کے لیے سجدہ کرے تو اللہ جل جلالہ اس کا ایک درجہ جنت میں بلند فرماتے ہیں، تو میں پسند کرتا ہوں کہ مجھے زیادہ درجے دیے جائیں، یا میرے لیے زیادہ درجے لکھے جائیں۔

ایک روایت میں ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، جس سے روایت کرتے ہیں، اس کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر مقام ربذہ میں گزر ہوا، وہ ہلکی نماز پڑھ رہے تھے اور رکوع وسجود زیادہ کر رہے تھے، جب ابوذر رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو ان سے اس شخص نے کہا: آپ اس طرح نماز پڑھتے ہیں جبکہ آپ صحابی رسول ہیں؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جو شخص اللہ جل جلالہ کی رضا کے لیے سجدہ کرے تو اللہ جل جلالہ اس کا ایک درجہ جنت میں بلند فرماتے ہیں۔ اس لیے میں زیادہ سجدے کرتا ہوں۔

نماز میں طول قیام افضل ہے یا کثرت رکوع وسجود؟

حضرت ابن عمر، ابوذر رضی اللہ عنہما اور احناف رحمۃ اللہ علیہم میں سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں نماز میں طول قیام سے کثرت رکوع وسجود بہتر ہے، جب کہ امام ابوحنیفہ وشافعی رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں طول قیام افضل ہے۔ حضرت اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول اِس بارے میں پسند کیا گیا ہے کہ: دن کی نماز میں تکثیرِ سجود بہتر ہے اور رات کی نمازوں میں طولِ قیام افضل ہے اور یہ روایات نبی کریم ﷺ کے عمل سے مؤید بھی ہے۔

دلائل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ آپ ﷺ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ "لمبے قیام والی نماز افضل ہے"۔

عقلی دلیل یہ ہے کہ رکوع وسجود میں تسبیح ہوتی ہے اور قیام میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے اور ظاہر بات ہے کہ قرآن کریم پڑھنا تسبیح پڑھنے سے بہتر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ عَوْرَةٌ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَيْنَ السُّرَّةِ إِلَى الرُّكْبَةِ عَوْرَةٌ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ ستر ہے۔

ستر کہاں تک؟

مذاہب

ائمہ ثلاثہ رحمہ اللہ علیہم کے ہاں ناف کے نیچے اور گھٹنے سے اوپر والا حصہ ستر ہے، جب کہ احناف رحمہ اللہ علیہم کے ہاں گھٹنا بھی ستر میں داخل ہے۔

احناف رحمہ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے "الرکبة من العورة"۔ (اعلاء السنن)

ائمہ ثلاثہ رحمہ اللہ علیہم کی دلیل

حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "مابین السرة والرکبة عورة"۔ تو جس طرح ناف ستر میں داخل نہیں، اسی طرح گھٹنا بھی ستر میں داخل نہیں۔

جواب

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول اس روایت کے لیے بیان ہوگا کہ گھٹنا ستر میں داخل ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ أَمَّهُمْ فِي قَمِيصٍ وَاحِدٍ، وَعِنْدَهُ فَضْلُ ثِيَابٍ، يُعَرِّفُنَا سُنَّةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

أَبُوْ قُرَّةَ، قَالَ: ذَكَرَ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، يُصَلِّي الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَوَ لِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ؟

قَالَ أَبُوْ قُرَّةَ: فَسَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَذْكُرُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے ایک قمیص میں نماز پڑھائی، حالاں کہ ان کے پاس اور کپڑے بھی تھے۔ وہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کی پہچان کروا رہے تھے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! ایک آدمی صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم سب کے پاس دو کپڑے ہیں؟

ابوقرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ کو زہری سے روایت کرتے سنا، وہ سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب کو دو کپڑے نہیں ملتے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لِأَبِي الزُّبَيْرِ: غَيْرُ الْمَكْتُوْبَةِ؟ قَالَ: الْمَكْتُوْبَةُ وَغَيْرُ الْمَكْتُوْبَةِ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اس حال میں کپڑا دائیں بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال رکھا تھا، تو بعض لوگوں نے حضرت ابوزبیر سے پوچھا: کیا نفل نماز میں؟ فرمایا: نفل و فرض دونوں میں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی فَضْلِ الصَّلَاةِ فِی مَوَاقِیْتِهَا

مواقیت کے معنی

مواقیت "میقات" کی جمع ہے، جو اصل میں "موقات" تھا، میقات وہ وقت جس میں کوئی عمل مقرر ہو اور وقت عام ہے، خواہ عمل مقرر ہو یا نہ ہو۔

أَبُوْ حَنِیْفَةَ: عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: أَیُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: اَلصَّلَاةُ فِی مَوَاقِیْتِهَا۔

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل بہتر ہے؟ فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی فَضْلِ الْإِسْفَارِ بِالصُّبْحِ

أَبُوْ حَنِیْفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَسْفِرُوْا بِالصُّبْحِ، فَإِنَّهٗ أَعْظَمُ لِلثَّوَابِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فجر کی نماز روشن کر کے پڑھو؛ کیوں کہ یہ زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

قولہ: الاسفار: اسفار کے معنی ہیں: صبح کا اچھی طرح واضح ہونا۔

فجر میں تغلیس افضل ہے یا اسفار؟

مذاہب

مغرب میں بالاتفاق تعجیل اولی ہے، عشاء میں تاخیر ثلث اللیل تک مستحب ہے، باقی تین نمازوں میں اختلاف ہے۔ احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں تاخیر افضل ہے، شوافع رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں اول وقت میں ادا کرنا اولی اور بہتر ہے۔

ان تینوں میں سے ایک صبح کی نماز ہے، چناں چہ اس میں حضرات ائمہ ثلاثہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ فجر میں تغلیس افضل ہے اور امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، سفیان ثوری اور ایک روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہم کی، ان حضرات کے ہاں فجر میں اسفار اولی اور بہتر ہے۔

دلائل جمہور رحمۃ اللہ علیہم

دلیل:ا۔ **عن عائشة قالت: "ان كان رسول الله ﷺ ليصلي الصبح فينصرف النساء، قال الأنصاري: فيمر النساء متلففات بمروطهن مايعرفن من الغلس"، وقال قتيبة: "متلفعات"۔**

احناف رحمۃ اللہ علیہم کی طرف سے حدیث باب کا جواب

یہاں اصل میں "**من الغلس**" یہ مدرج من الراوی ہے، یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہیں ہے، بلکہ "**مايعرفن**" پر ان کا قول ختم ہوگیا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن ماجہ میں یہی روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے کہ "**عن عائشة قالت: كنا نساء المؤمنات يصلّين مع النبي ﷺ صلوة الصبح، ثم يرجعن الى أهلهن، فلايعرفهن أحد". تعني من الغلس**" اس میں لفظ "**تعني**" سے واضح ہو رہا ہے کہ یہ راوی کا اپنا گمان ہے۔ یہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نہیں۔ اور امام طحاویؒ نے اسی روایت کو نقل فرمایا ہے، جس میں حدیث "**مايعرفهن أحد**" تک ہے، اس میں "**من الغلس**" کے الفاظ بالکل نہیں۔

جواب ۲: ہم جس اسفار کے قائل ہیں اس میں غلس لغوی پایا جاتا ہے اور ہم غلس اصطلاحی کی نفی کرتے ہیں۔

دلیل: ۲۔ ابوداؤد اور طحاوی میں حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی رویت ہے، طحاوی کے الفاظ یہ ہیں کہ: "**أن رسول الله ﷺ صلى الغداة، فغلس بها، ثم صلاّها، فأسفر، ثم لم يعد إلى الإسفار حتى قبضه الله عزّ وجلّ**" اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں کہ "**وصلى الصبح مرّة بغلس، ثم صلّى مرّة أخرى، فأسفر بها، ثم كانت صلوته بعد ذلك التغليس حتى مات، ولم يعد إلى أن أسفر**"۔

جواب: یہ ایک طویل حدیث کا حصہ ہے اور اس کے مواقیت والے حصہ کو خود امام ابوداؤد نے معلول قرار دیا ہے، وجہ یہ ہے کہ یہ صرف اسامہ بن زید لیثی کا تفرد ہے، دوسرے حضرات حفاظ نے اس کو ذکر نہیں کیا ہے۔

دلیل ۳: یہ وہ احادیث ہیں جن میں اول وقت میں نماز پڑھنے کی فضیلت آئی ہے، مثلاً ابوداؤد میں حضرت ام فروہ کی روایت ہے کہ "**سئل رسول الله ﷺ أي الأعمال افضل؟ قال: أول وقت الصلوة**

أفضلها"، اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ "**یا علی، ثلاث لاتؤخرها: الصلوة اذا أتت**"؟

جواب یہ ہے کہ اس سے مراد اول وقت مستحب ہے۔

دلیل ۴: بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کی سحری اور نماز میں داخل ہونے کے درمیان وقت کتنا تھا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ پچاس سے ساٹھ آیات۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات رمضان کی ہے ہمارے نزدیک بھی رمضان میں تغلیس ہے، کیوں کہ تاخیر نماز ہمارے نزدیک مقصود نہیں، بلکہ تکثیر مصلین مقصود ہے، رمضان میں چوں کہ اکثر لوگ سحری کے لیے اٹھتے ہیں تو نماز میں لوگوں کی کثرت ہوتی ہے۔

دلائل احناف رحمہ اللہ علیہم

دلیل ۱: حدیث باب، **عن رافع بن خدیج قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: "أسفروا بالفجر؛ انه أعظم للأجر"**۔

یہ حدیث اصح ما فی الباب ہے اور صریح بھی، تمام اصحاب صحاح اس کو نقل کرتے ہیں اور اس میں اسفار مفضل ہے اور عدم اسفار مفضل علیہ ہے۔

وقال الرافعی رحمہ اللہ: "معنی الاسفار أن یضح الفجر فلا یشک فیه"۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں، کیوں کہ اسم تفضیل میں نفس فضیلت میں مفضل اور مفضل علیہ دونوں برابر ہوتے ہیں، تو پھر امام شافعی رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب ہوگا کہ اگر فجر واضح نہ ہو تو پھر بھی نماز صحیح ہوگی، لیکن اسفار نہ ہوگا۔

اول تو یہ تاویل خلاف ظاہر ہے اور دوسرا یہ کہ اس حدیث کے بعض طرق خود اس تاویل کی نفی کرتے ہیں، کیوں کہ بسند صحیح نسائی شریف میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے کہ:

"**ما أسفرتم بالصبح فانه أعظم للأجر**" ابن حبان اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ نے اس حدیث کو اس طرح روایت فرمایا ہے کہ: "**ان النبی ﷺ قال: اصبحوا بصلوة الفجر، فانکم کلما اصبحتم بها کان أعظم للأجر**"۔

ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ جتنا زیادہ اسفار کروگے اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا، حالاں کہ وضوح فجر ایک مرتبہ ہو جائے تو اس کے بعد اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

دلیل ۲: صحیحین میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: **ما رأیت رسول اللہ ﷺ صلی صلوٰۃ الا لوقتها الا بجمع (ای المزدلفة) فانه کما بین المغرب والعشاء بجمع، وصلّی صلوٰۃ الصبح من الغد قبل وقتها المعتاد**"۔ جب کہ وقت سے پہلے نماز جائز نہیں، **لقوله تعالیٰ: ﴿ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابًا موقوتا﴾۔ فالمعنی صلّی قبل وقتها المعتاد هو الاسفار**" اسی روایت کو ابوداؤد نے بھی ذکر فرمایا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی عام عادت اِسفار میں نماز پڑھنے کی تھی۔

دلیل ۳: بخاری شریف حضرت ابو برزۃ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: "**کان یتنفل من صلوۃ الغداۃ حین یعرف الرّجل جلیسه**"۔

یہ بات یاد رہے ہیں کہ مسجد نبوی کی دیواریں چھوٹی ہوا کرتی تھیں اور چھت نیچی تھی، لہٰذا اس میں اپنے قریب والے کو اسی وقت پہچاننا ممکن تھا جب باہر اِسفار ہو چکا ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَعِيدِ تَفْوِيتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَكِّرُوا بِصَلَاةِ الْعَصْرِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَكِّرُوا بِصَلَاةِ الْعَصْرِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَكِّرُوا بِصَلَاةِ الْعَصْرِ فِي يَوْمِ غَيْمٍ، فَإِنَّ مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ۔

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عصر کی نماز جلدی پڑھا کرو، ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عصر کی نماز جلدی پڑھو۔ ایک روایت میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بادل کے دنوں میں عصر کی نماز جلدی پڑھ لیا کرو؛ اس لیے کہ جس سے عصر کی نماز فوت ہوگئی اور سورج غروب ہوگیا، اس کا عمل ضائع ہو جاتا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَه۔

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس سے عصر کی نماز فوت ہوگئی، گویا اس کے اہل وعیال اور مال لٹ گیا۔

عصر کا وقت

مذاہب

اس مسئلے میں حضرات جمہور رحمۃ اللہ علیہم تعجیل کے قائل ہیں اور احناف رحمۃ اللہ علیہم تاخیر کے قائل ہیں، اس میں بنیادی اختلاف یہ ہے کہ عصر مثلین کے بعد داخل ہوتا ہے یا مثل اول کے بعد؟ تو جمہور مثل اول کے بعد عصر کے شروع ہونے کے قائل ہیں تو ان حضرات کے ہاں تعجیل اولی ہے، صاحبین رحمۃ اللہ علیہم اگرچہ عصر کے وقت کے شروع میں جمہور کے ساتھ ہیں کہ بعد مثل اول ہوتا ہے، لیکن تاخیر میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مثل ثانی عصر کا وقت نہیں، لہذا تاخیر اولیٰ ہے۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

دلیل ۱۔ **عن أم سلمة قالت: "كان رسول الله ﷺ أشد تعجيلاً للظهر منكم، وأنتم أشد تعجيلاً للعصر منه"**۔ البتہ اس روایت کا پہلا جملہ حنفیہ کے خلاف ہے تو پہلے کو نہیں لیتے تو دوسرے کو کیوں لیتے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ ہم دونوں کو لیتے ہیں، **أي أشد تعجيلاً للظهر في الشتاء منكم**۔ یہ سردیوں پر محمول ہے۔

دلیل ۲۔ **عن علی بن شيبان "أن رسول الله ﷺ كان يؤخر العصر مادامت الشمس بيضاء نقية"** تو اصفرار سے پہلے پہلے پڑھتے تھے۔

دلیل ۳۔ **عن رافع بن خديج "أن رسول الله ﷺ كان يأمرنا بتاخير صلوٰة العصر"** اور ایک دوسری روایت حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی تعجیل پر دلالت کرتی ہے کہ: **"كنا نصلي العصر مع رسول الله ﷺ، تنحر الجزور، فتقسم عشر قسم، ثم تطبخ، فنأكل لحماً نضيجاً قبل مغيب الشمس"**۔

دلیل ۴۔ معجم طبرانی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا عمل بھی تاخیر کا تھا۔

دلیل ۵۔ عصر کو تاخیر سے پڑھیں گے تو پھر تو نوافل پڑھ سکیں گے، ورنہ نہیں۔

ولائل جمہور رحمہ اللہ علیہم

دلیل ۱۔عن عائشة أنها قالت: ''صلى رسول الله ﷺ العصر والشمس في حجرتها، لم يظهر الفيء من حجرتها''۔

دلیل ۲۔عن أنس ''أن رسول الله ﷺ كان يصلي العصر والشمس مرتفعة حية، فيذهب ذاهب إلى العوالي، فيأتيهم والشمس مرتفعة''۔

جواب: عوالی مدینہ دومیل سے شروع ہوکر آٹھ تک جاتے ہیں، انصاف کی بات یہ ہے گرمیوں میں ہمارے ہاں عصر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت ہوتا ہے اور آپ ﷺ کی نماز تقریباً ۶ منٹ پر محیط ہوتی اور اصفرار کا وقت بھی نکال لو تو تقریباً ایک سوا گھنٹہ پھر بھی باقی رہتا ہے اور بندہ اگر قوی ہو تو دور تک بھی جا سکتا ہے، ہم پیدل ۶ دن میں خضدار سے شہداد پور پہنچے، پہاڑوں کو چیر کر بنایا گیا راستہ ۵۰۰ کلومیٹر سے زائد ہے، اس سے قبل یہ ۱۲ یا ۱۳ کلومیٹر ہوگا جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے ۱۱ دن میں طے کیا اور واپس بھی آئے، مفتی تقی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں: ہم نے ایک تیز ڈرائیور کے ساتھ بہترین کار میں تیزی سے سفر کیا تو معلوم چلا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ فاصلہ ایک ہفتہ میں طے کیا تھا۔

دلیل ۳۔عن رافع بن خديج رضي الله عنه: ''كنا نصلي العصر مع رسول الله ﷺ تنحر الجزور، فتقسم عشر قسم، ثم تطبخ، فنأكل لحما نضيجا قبل مغيب الشمس''۔ تو نحر و تقسیم اور اکل تب ہی ممکن ہے کہ جب عصر میں تعجیل کی جائے۔

جواب: یہ ذبح کرنے والوں کے اعتبار سے فرق ہے، مولانا یحییٰ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے خود تجربہ کیا کہ گائے تاخیر عصر کے بعد ذبح کر کے آرام سے مغرب پڑھی ہے۔

بَابٌ فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوهَةِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَزْعَةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيْبَ، وَلَا يُصَامُ هَذَانِ الْيَوْمَانِ: الْأَضْحَى وَالْفِطْرُ، وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ،

وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی، وَإِلٰی مَسْجِدِیْ هٰذَا، وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ إِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ.

ترجمہ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔ اور اضحیٰ اور فطر کے دو دنوں کا روزہ نہ رکھا جائے، سفر نہ کیا جائے، مگر تین مسجدوں کی طرف، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کی طرف، عورت دو دن کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے۔

اوقات مکروہہ اور ان کا حکم

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہے وہ دو طرح کے ہیں:۔

۱۔ پہلی قسم میں تین وقت داخل ہیں: طلوع شمس، غروب اور استواء شمس کا وقت۔

۲۔ فجر اور عصر کی فرض نماز پڑھنے کے بعد کا وقت۔

احناف رحمہ اللہ علیہم کے ہاں پہلی قسم کے اوقات میں کسی قسم کی نماز پڑھنا جائز نہیں، خواہ فرض ہو یا نفل، جب کہ ائمہ ثلاثہ رحمہ اللہ علیہم کے ہاں فرائض جائز ہیں اور نوافل جائز نہیں۔ البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں صرف وہ نوافل جائز ہیں جن کا سبب بندے کی طرف سے نہ ہو۔

اور دوسری قسم کے اوقات میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں فرائض اور نوافل سبھی دونوں جائز ہیں، جب کہ احناف کے ہاں فرائض جائز اور نوافل جائز نہیں۔

دلائل

حضرات احناف رحمہ اللہ علیہم کی دلیل یہ حدیث پاک ہے: **"لاصلوة بعد الغدوة حتی تطلع الشمس، ولا بعد صلوة العصر حتی تغیب"۔**

عصر کے بعد دو رکعتیں

احناف رحمہ اللہ علیہم کے ہاں عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا مکروہ ہے، لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ احناف رحمہ اللہ علیہم کی دلیل مذکورہ بالا روایت ہے، جس میں عصر کے بعد کسی بھی قسم کی نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو پڑھنے کا حکم دیا گیا

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان اوقات میں نوافل ادا فرمائے ہیں۔ لہذا اوقات مکروہہ میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

جواب

جن روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے نوافل ادا فرمائے ہیں وہ روایات آپ ﷺ کی خصوصیت پر محمول ہیں۔

طواف کے بعد دو رکعتیں

مذاہب

احناف اور مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں فجر اور عصر کی نماز کے بعد دیگر نوافل کی طرح طواف کی دو رکعتیں پڑھنا بھی ممنوع ہے، جب کہ امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ کے ہاں یہ نوافل جائز ہیں۔

احناف و مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کے بعد طواف فرمایا اور سواری پر سوار ہو کر چلے گئے اور ذی طوی میں نوافل ادا فرمائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جن روایات میں ان اوقات میں نوافل پڑھنے سے منع کیا گیا ہے وہ مطلق ہیں، خواہ طواف کے نوافل ہوں یا کسی اور چیز کے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

ترمذی شریف کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: **"لا تمنعوا أحدا طاف هذا البيت وصلى أية ساعة شاء من ليل أو نهار"**۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی وقت طواف کے نوافل ادا کیے جا سکتے ہیں۔

جواب

اس حدیث سے مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو طواف و نماز سے نہ روکا جائے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ روایت مبیحہ سے روایت محرمہ راجح ہوتی ہے۔

قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنے کا حکم

احناف کے ہاں قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز ہے اور خاص طور پر روضہ اطہر کی نیت سے سفر کرنا باعث برکت ہے۔ جب کہ حافظ ابن تیمیہ اور بعض شافعیہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں عام قبروں، بلکہ روضہ اطہر کی زیارت کے لیے سفر کرنا بھی جائز نہیں۔

دلیل میں یہ حضرات یہ روایت پیش کرتے ہیں: "لاتشد الرحال إلى شيء إلا إلى ثلاثة مساجد" حدیث کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صرف ان تین مسجدوں کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز ہے۔

جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ اس طرح استدلال کرنا درست نہیں، بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مساجد میں سے صرف انہی تین مساجد کی نیت سے سفر کیا جا سکتا ہے۔ اگر عموم مراد لیا جائے تو سفر جہاد، سفر لطلب العلم وغیرہ بھی ناجائز ہونے چاہییں، حالاں کہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مَرَّ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَآهُ حَزِيْنًا، وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ يَجْتَمِعُ إِلَيْهِ، فَانْطَلَقَ حَزِيْنًا بِمَا رَأَى مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَرَكَ طَعَامَهُ وَمَا كَانَ يَجْتَمِعُ إِلَيْهِ، وَدَخَلَ مَسْجِدَهُ يُصَلِّي، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ نَعَسَ، فَأَتَاهُ آتٍ فِي النَّوْمِ، فَقَالَ: هَلْ عَلِمْتَ حُزْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَهُوَ لِهٰذَا التَّأْذِيْنِ، فَأْتِهِ فَمُرْهُ أَنْ يَأْمُرَ بِلَالًا أَنْ يُؤَذِّنَ، فَعَلَّمَهُ الْأَذَانَ: اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ مَرَّتَيْنِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مَرَّتَيْنِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، ثُمَّ عَلَّمَهُ الْإِقَامَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَقَالَ فِي أُخْرَى: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ كَأَذَانِ النَّاسِ وَإِقَامَتِهِمْ، فَأَقْبَلَ الْأَنْصَارِيُّ، فَقَعَدَ عَلَى بَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ، فَقَالَ: اسْتَأْذِنْ لِيْ، وَقَدْ رَأَى مِثْلَ ذٰلِكَ، فَأَخْبَرَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ الْأَنْصَارِيُّ، فَدَخَلَ فَأَخْبَرَ بِالَّذِيْ رَأَى، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرٍ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَأَمَرَ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِذٰلِكَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مَرَّ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَآهُ حَزِيْنًا، وَكَانَ الرَّجُلُ ذَا طَعَامٍ يُغَشَّى، فَانْصَرَفَ لِمَا رَأَى مِنْ حُزْنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَكَ طَعَامَهُ، فَدَخَلَ مَسْجِدَهُ يُصَلِّي، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ نَعَسَ، فَأَتَاهُ آتٍ فِي النَّوْمِ، فَقَالَ لَهُ: تَدْرِيْ مَا أَحْزَنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: هُوَ النِّدَاءُ، فَأْتِهِ بِأَنْ يَأْمُرَ بِلَالًا، قَالَ الرَّجُلُ: فَعَلَّمَهُ الْأَذَانَ: اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ

مَرَّتَيْنِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مَرَّتَيْنِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، ثُمَّ عَلَّمَهُ الْإِقَامَةَ كَذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ فِي آخِرِهِ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ مَرَّتَيْنِ كَأَذَانِ النَّاسِ وَإِقَامَتِهِمْ، فَانْتَبَهَ الْأَنْصَارِيُّ، فَأَتَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَلَسَ بِالْبَابِ، فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: اسْتَأْذِنْ لِي، فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ، فَأَخْبَرَ أَبُوْ بَكْرٍ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ، ثُمَّ دَخَلَ الْأَنْصَارِيُّ، فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِي رَأَى، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرٍ، فَقَالَ: مُرْ بِلَالًا بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے تو انہیں پریشان دیکھا اور یہ جب کھانا کھاتے تو لوگ ان کی طرف جمع ہوجایا کرتے، یہ رسول اللہ ﷺ کی پریشانی کو دیکھ کر چلے گئے، کھانا اور جو لوگ جمع ہوجایا کرتے انہیں بھی چھوڑ دیا، مسجد میں داخل ہوئے، نماز پڑھ رہے تھے کہ اس دوران اونگھ آ گئی، تو خواب میں کوئی آیا، تو اس نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کیوں پریشان ہیں؟ کہا: نہیں، اس نے کہا: وہ اس اذان کی وجہ سے، تم جاؤ اور انہیں بتاؤ کہ بلال کو حکم کریں کہ وہ یوں اذان دیا کرے، پھر اس نے اذان سکھائی۔ "اللہ اکبر" دو مرتبہ، **"أشهد أن لا إله إلا الله"** دو مرتبہ، **"أشهد أن محمداً رسول الله"** دو مرتبہ، **"حي على الصلوة"** دو مرتبہ، **"حي على الفلاح"** دو مرتبہ، **"الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله"**، پھر انہیں اقامت بھی سکھائی، کہا وہ اذان کی طرح ہے، اس کے آخر میں **"قد قامت الصلوة، قد قامت الصلوة، الله أكبر الله أكبر، لا إله إلا الله"** جیسا کہ آج کل لوگوں کی اذان واقامت ہے۔
پھر یہ انصاری آئے اور نبی اکرم ﷺ کے دروازے پر بیٹھ گئے، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ گزرے، انہیں کہا: میرے لیے اجازت طلب کریں اور وہ بھی اس جیسا خواب دیکھ چکے تھے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا اور پھر انصاری کے لیے اجازت مانگی تو وہ گئے اور جو خواب دیکھا تھا وہ بتایا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمیں ابوبکر نے بھی اسی طرح بتایا ہے، تو بلال کو حکم دیا کہ وہ ایسے ہی اذان دیا کریں۔

اذان کی مشروعیت

مدینہ منورہ میں ایک ہجری میں اذان مشروع ہوئی، اس سے پہلے لوگوں کو جمع کرنے کے لیے مختلف طریقوں سے اعلان کیے جاتے تھے۔ پھر حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں اس اذان کے کلمات سکھائے گئے۔

اذان کے کلمات

اذان کے کلمات کی تعداد کے بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اذان کے کلمات انیس ہیں، یعنی چار مرتبہ تکبیر اور آٹھ مرتبہ شہادتین، چار مرتبہ حیعلتین اور پھر دو مرتبہ تکبیر اور ایک مرتبہ کلمہ۔ جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سترہ کلمات ہیں، شروع میں دو مرتبہ تکبیر اور باقی ترتیب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق اور احناف وحنابلہ کے ہاں اذان کے کلمات پندرہ ہیں، شروع میں چار مرتبہ تکبیر اور چار مرتبہ شہادتین اور باقی ترتیب مذکور۔

دلائل

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ کو جو اذان خواب میں سنائی گئی تھی اس کے کلمات پندرہ تھے۔

اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تاعمر پندرہ کلمات کے ساتھ اذان دیتے رہے ہیں۔

باقی حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ترجیع کا ثبوت ہے، یہ ان کی خصوصیت ہے کہ وہ بچپن کی حالت میں مؤذن کا مذاق اڑاتے ہوئے اذان پڑھ رہے تھے، جب آپ ﷺ نے ان کو بلا کر اذان سنانے کو فرمایا تو شہادتین میں وہ جھجک محسوس کرتے ہوئے آہستہ آہستہ بولے، تب آپ ﷺ نے ان کو اونچی آواز سے شہادتین کہنے کا حکم دیا۔ تو یہ وقتی مصلحت کے تحت ان کو حکم دیا گیا تھا، کوئی تشریعی حکم نہیں تھا۔

حضرت ابومحذورہ اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کی روایات میں شروع کی تکبیر چار چار مرتبہ مروی ہے۔ (ابوداؤد)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اذان کے کلمات دو دو مرتبہ ادا کیے جاتے تھے۔

جواب

یہ روایت بیان جواز پر محمول ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ اکثر روایات میں چار مرتبہ کا لفظ آیا ہے، ہوسکتا ہے اس روایت میں راوی نے اختصار کیا ہو۔

اقامت کے کلمات

مذاہب

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں اقامت میں ایتار ہے، یعنی ہر کلمے کو ایک مرتبہ کہا جائے گا، جب کہ احناف رحمہم اللہ کے ہاں اقامت میں بھی اذان کی طرح ہر کلمے کو دو مرتبہ کہا جائے گا۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے دلائل میں ایک روایت حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اقامت کے سترہ کلمات مجھے سکھائے۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اذان اور اقامت کے کلمات دو دو مرتبہ کہا کرتے۔

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایات اس بات کی دلیل ہیں کہ اقامت میں ایتار سنت ہے۔

بَابُ مَایَقُولُ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، یَقُولُ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ مِثْلَ مَایَقُولُ الْمُؤَذِّنُ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مؤذن اذان دیتا تو نبی اکرم ﷺ اسی طرح کہتے جیسے مؤذن کہتا۔

اذان کا جواب دینے کا حکم

اذان کا جواب دینے کی دو صورتیں ہیں، اجابت بالقدم، اجابت باللسان۔

اذان سن کر اجابت بالقدم یعنی مسجد کی طرف جانا واجب وضروری ہے اور اجابت باللسان مستحب ہے۔
اگر مختلف مساجد سے اذان کی آواز آئے تو محلہ کی مسجد یا پہلی اذان کا جواب دے دیا جائے، باقی کا جواب نہ دیا تو کوئی حرج نہیں۔

حی علی الصلوۃ کے جواب میں کیا کہا جائے؟

مذاہب

امام شافعی وامام مالک رحمہا اللہ کی ایک روایت کے مطابق جس طرح مؤذن کہے جواب میں وہی کلمات کہے جائیں، جب کہ احناف وحنابلہ کے ہاں حیعلتین کے جواب میں ''لاحول وقوۃ الا باللہ'' کہا جائے۔

حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحت مذکور ہے کہ حی علی الصلوۃ کے جواب میں حوقلہ کہا جائے۔

امام مالک وشافعی رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ **''أن رسول اللہ ﷺ قال: إذا سمعتم النداء فقولوا مثل مایقول المؤذن''۔ (مسلم)**

جواب:

یہ حکم اکثر کے اعتبار سے ہے۔

بَابُ فِي فَضِيلَةِ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ

أبو حنيفة قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا وَلَوْ كَمِفْحَصِ قَطَاةٍ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اگرچہ پرندے کے گھونسلے کے برابر ہو تو اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائیں گے۔

"مفحص" کا معنی ہے گھونسلہ اور "قطاۃ" ایک آبی پرندہ جو کبوتر کی طرح ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو آدمی ایک پرندے کے گھونسلے کے برابر بھی مسجد کی تعمیر میں حصہ لے گا اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں محل بنائیں گے۔

باقی اتنی چھوٹی چیز کا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مبالغہ کے لیے کہا گیا کہ اتنی چھوٹی جگہ کی تعمیر بھی کرے گا تو اسے یہ اجر ملے گا۔ یا مطلب یہ ہے کہ اتنی جگہ کی مرمت کی ضرورت پڑ گئی اور اس نے وہ کروادی تو اسے یہ اجر ملے گا۔ یا اجتماعی چندے میں اس نے اتنی مقدار شرکت کی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيَانِ النَّهيِ عَنِ الإِعلَانِ فِي المَسجِدِ

روی أبو حنيفة عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ جَمَلًا فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: لَا وَجَدْتَ، وَفِي رِوَايَةٍ: سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ بَعِيرًا، فَقَالَ: لَا وَجَدْتَ، إِنَّ هٰذِهِ الْبُيُوتَ بُنِيَتْ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ۔

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ رَأْسَهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ، فَقَالَ لَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا وَجَدْتَ، إِنَّمَا بُنِيَتْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ۔

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو سنا، جو مسجد میں اونٹ کے گم ہونے کا اعلان کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تجھے نہ ملے"۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی کو سنا جو مسجد میں اونٹ ڈھونڈ رہا تھا، تو فرمایا: تو نہ پائے، یہ گھر اسی کام کے لیے ہیں جس کے لیے یہ بنائے گئے ہیں۔ ایک روایت میں ہے ایک آدمی نے مسجد میں جھانکا اور کہا: سرخ اونٹ کے بارے

میں کون بتائے گا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو نہ پائے، یہ مسجدیں اسی کام کے لیے ہیں جس کے لیے یہ بنائی گئی ہیں۔

مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا

مسجد سے باہر گم ہونے والی چیز کا اعلان مسجد میں کرنا جائز نہیں، البتہ کوئی چیز مسجد سے ملی، یا کوئی بچہ گم ہو گیا تو اس کا اعلان مسجد میں کرنا جائز ہے۔ اسی طرح نماز جنازہ کا اعلان کرنا بھی جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

ترجمہ:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے ہاتھ یہاں تک اٹھاتے تھے کہ وہ کانوں کی لو کے برابر آ جاتے۔

رفع یدین کی حد

تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں؟ اس بارے میں احناف رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب یہ ہے کہ کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کندھوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔

چوں کہ اس بارے میں مختلف طرح کی روایات ہیں، تو احناف رحمۃ اللہ علیہم نے تطبیق کی یہ صورت نکالی کہ جب انگوٹھے کانوں کی لو تک ہوں گے تو انگلیاں کانوں کے سرے تک اور ہتھیلی کندھوں تک پہنچ جائیں گی، جس سے تمام روایات پر عمل ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ مِنَ الْجَانِبَيْنِ

أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيْرِ وَيُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَيَسَارِهٖ۔

ترجمہ:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھائے اور پھر دائیں بائیں سلام پھیر دیا۔

سلام ایک یا دو؟

مذاہب

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سلام ایک ہے کہ دائیں طرف تھوڑا چہرہ پھیرتے ہوئے سلام کہے۔ جب کہ جمہور ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں سلام دو ہیں، دائیں اور بائیں دونوں طرف منہ پھیرتے ہوئے سلام کا لفظ کہا جائے گا۔

پھر ائمہ رحمۃ اللہ علیہم کا اس بات میں اختلاف ہے کہ دونوں کی کیا حیثیت ہے؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تو سلام ایک ہی ہے، جو کہ فرض ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پہلا سلام فرض اور دوسرا سنت، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پہلا فرض اور دوسرا مستحب، جب کہ احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں دونوں سلام واجب ہیں۔

جمہور رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حدیث الباب ہے۔ جس میں صراحت سے دو طرف سلام پھیرنے کا ذکر ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ایک ہی مرتبہ سامنے سلام پھیرتے، پھر دائیں طرف منہ کر لیتے۔ (ترمذی)

جواب

یہ حدیث ضعیف ہے، دوسری بات یہ ہے کہ طحاوی شریف میں دو طرف سلام پھیرنے کی روایات بیس کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل کی گئی ہیں، تو ایک ضعیف روایت کی وجہ سے ان کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عن حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ۔

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔

دورانِ نماز میں رفع یدین کا حکم

مذاہب

تکبیر تحریمہ کے وقت تو رفع یدین بالاتفاق سنت ہے، احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں اس کے علاوہ نماز میں رفع یدین سنت نہیں، جب کہ امام شافعی واحمد رحمہما اللہ کے ہاں رکوع کرتے ہوئے اور سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین سنت ہے۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قولی اور فعلی دونوں طرح کی روایات منقول ہیں، جس میں صرف تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین ثابت نہیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **"أن رسول اللہ ﷺ کان إذا افتتح الصلوۃ رفع یدیه إلی قریب أذنیه، ثم لا یعود"۔**

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مسلم شریف میں ہے: **"خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال: مالی أراکم رافعي أیدیکم في الصلوۃ، کأنها أذناب خیل؟"**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھایا کرتے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے **"رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افتتح**

الصلوۃ یرفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ وإذا رکع وإذا رفع رأسہ من الرکوع"۔ (متفق علیہ)

جواب

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت کی لیکن آپ رفع یدین نہیں فرماتے تھے اور یہ قائدہ ہے کہ جو روای اپنی روایت کے خلاف عمل کرے اس کی روایت حجت نہیں ہوتی

جن روایات میں ایک سے زیادہ رفع یدین کا ذکر ملتا ہے ان کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ شروع اسلام میں حکم تھا، پھر منسوخ ہوگیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ان روایات میں اختلاف ہے، بعض میں دو جگہ اور بعض میں چار جگہ اور بعض روایات میں چھ جگہ رفع یدین کا ذکر ملتا ہے۔ اس لیے احناف رحمۃ اللہ علیہم نے ان روایات کو چھوڑ کر مشہور حدیث پر عمل کیا اور صرف ایک جگہ رفع یدین کو سنت قرار دیا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُ قَالَ فِيْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: وَأَعْرَابِيٌّ لَمْ يُصَلِّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً قَبْلَهَا قَطُّ، أَهُوَ أَعْلَمُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَصْحَابِهِ، حَفِظَ وَلَمْ يَحْفَظُوْا، يَعْنِيْ: رَفْعَ الْيَدَيْنِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُ ذَكَرَ حَدِيْثَ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، فَقَالَ: أَعْرَابِيٌّ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً قَبْلَهَا، أَهُوَ أَعْلَمُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: ذُكِرَ عِنْدَهُ حَدِيْثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ السُّجُوْدِ، فَقَالَ: هُوَ أَعْرَابِيٌّ لَا يَعْرِفُ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ، لَمْ يُصَلِّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا صَلَاةً وَاحِدَةً.

وَقَدْ حَدَّثَنِيْ مَنْ لَا أُحْصِيْ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ بَدْءِ الصَّلَاةِ فَقَطْ، وَحَكَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ عَالِمٌ بِشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ وَحُدُوْدِهِ، مُتَفَقِّدٌ لِأَحْوَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُلَازِمٌ لَهُ فِيْ إِقَامَتِهِ وَفِيْ أَسْفَارِهِ، وَقَدْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَا يُحْصَى۔

ترجمہ:

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ ایک دیہاتی ہیں، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس سے پہلے کوئی نماز بھی نہیں پڑھی، کیا وہ عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگردوں سے زیادہ جانتے ہیں کہ انہوں نے رفع یدین کو یاد رکھا اور یہ حضرات بھول گئے؟

ایک روایت میں ہے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے وائل بن حجر کی حدیث کا ذکر کیا اور فرمایا: وہ ایک دیہاتی ہیں، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس سے پہلے کوئی نماز بھی نہیں پڑھی، کیا وہ عبداللہ سے بڑے عالم ہیں؟

ایک روایت میں ہے کہ ان کے سامنے وائل بن حجر کی حدیث کا ذکر ہوا کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو رکوع وسجود کے وقت رفع یدین کرتے تھے تو حضرت ابراہیم نے فرمایا: وہ ایک دیہاتی ہیں، اسلام کو زیادہ نہیں جانتے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس سے پہلے کوئی نماز بھی نہیں پڑھی اور مجھے اتنے لوگوں نے عبداللہ سے روایت بیان کی جنہیں میں شمار نہیں کرسکتا ہے کہ انہوں نے صرف نماز کی ابتدا میں رفع یدین کیا اور اس کو نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا۔ اور عبداللہ شریعت اسلام اور اس کی حدود کو زیادہ جانتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کے احوال کو دیکھنے والے، سفر وحضر میں ان کے ساتھ رہے ہیں اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بے شمار نمازیں پڑھی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَوَاقِيتِ الصَّلوٰة

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ طَرِيْفٍ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: الْوُضُوْءُ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ، وَالتَّكْبِيْرُ تَحْرِيْمُهَا، وَالتَّسْلِيْمُ تَحْلِيْلُهَا، وَفِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، فَسَلِّمْ وَلَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَمَعَهَا غَيْرُهَا۔

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وضو نماز کی چابی ہے اور تکبیر اس کو حرام کرتی اور سلام اس کو حلال کرتا ہے اور ہر دو رکعتوں میں سلام پھیرو، نہیں ہے درست نماز مگر سورۃ الفاتحہ کے ساتھ اور اس کے ساتھ اس کے علاوہ۔

نماز کے لیے وضو کا حکم

وضو کو نماز کی کنجی کہا گیا، جس سے معلوم ہوا کہ نماز کی صحت کے لیے وضو ضروری ہے۔

تکبیر تحریمہ کے الفاظ

مذاہب

تکبیر تحریمہ کے الفاظ کے بارے میں امام مالک و احمد رحمۃ اللہ علیہما کا مذہب یہ ہے کہ صرف ''اللہ اکبر'' سے نماز شروع کی جا سکتی ہے اس کے علاوہ کسی اور کلمہ سے نماز شروع نہیں ہوگی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دو کلمات ہیں جن سے نماز شروع کی جا سکتی ہے ''اللہ اکبر، اللہ الاکبر''، جب کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ ''اللہ اکبر، اللہ الکبیر، اللہ الأکبر'' تین کلموں سے نماز شروع کرنا جائز ہے، جب کہ امام صاحب و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کا یہ کہنا ہے کہ جو کلمہ بھی اللہ تعالیٰ کی تعظیم پر دلالت کرے اس سے نماز شروع کی جا سکتی ہے۔ مثلاً: اللہ اجل، اللہ اعظم، وغیرہ۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

قرآن مجید میں ہے: ﴿وذکر اسم ربه فصلی﴾ میں ''اسم ربه'' سے مراد تکبیر تحریمہ ہے،......تو اللہ تعالیٰ کے کسی بھی نام سے نماز شروع کرنا درست ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے: ''إذا سبح أو هلل فی افتتاح الصلوة أجزاه من التکبیر''۔

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

بہت سی احادیث میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ''اللہ اکبر'' کے ساتھ نماز شروع فرمائی۔

جواب

جو روایات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ''اللہ اکبر'' کے دوام پر دال ہیں، وہ فقط نفس تکبیر پر دلالت کرتی ہیں اور اس کے ہم بھی قائل ہیں کہ تکبیر واجب ہے، باقی الفاظ کوئی بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

سلام کے الفاظ

مذاہب

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں نماز ختم کرنے کے لیے "**السلام علیکم ورحمۃ اللہ**" کہنا فرض ہے، جب کہ احناف کے ہاں لفظ سلام سے نماز ختم کرنا فرض نہیں، بلکہ واجب ہے۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "**إذا جلس أحدكم مقدار التشهد، ثم أحدث فقد تمت صلاته**".

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے "**إذا قلت هذا أو فعلت هذا فقد تمت صلاتك**"۔

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

"**التسليم تحليلها**" خبر کا معرف باللام ہونا مفید حصر ہے، لہذا لفظ سلام کے ساتھ نماز ختم کرنا ضروری ہے۔

جواب: یہ خبر واحد ہے، اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا اور اس کے علاوہ جن روایات میں لفظ سلام کا ذکر ملتا ہے وہ نماز ختم کرنے کا بہتر طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ جس کے ہم بھی قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ الفَاتِحَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ: لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةٍ وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے مدینہ میں آواز لگائی: نہیں ہے نماز مگر قراءت کے ساتھ، اگرچہ سورۃ الفاتحہ ہو۔

نماز میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم

مذاہب

حضرات فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ سورۃ الفاتحہ کی نماز میں کیا حکم ہے؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا فرض ہے اور اس کے علاوہ بھی قرآن کی تلاوت کرنا فرض ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ پڑھنا فرض ہے اور اس کے علاوہ تلاوت مستحب ہے۔ جب کہ احناف رحمۃ اللہ علیہم کا کہنا یہ ہے کہ مطلق قرآن پڑھنا فرض ہے، سورۃ الفاتحہ اور اس کے علاوہ تلاوت واجب ہے۔ لہذا اگر کسی نے نماز میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی اور نہ ہی قرآن کا کچھ حصہ تلاوت کیا تو اس کی نماز نہیں ہوئی اور اگر ان میں سے ایک پڑھی اور دوسری بھول گیا تو سجدہ سہو واجب گا۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

قرآن کریم میں ہے: **﴿فاقروا ما تیسر من القرآن﴾** قرآن کا کچھ حصہ بھی پڑھنے سے نماز ہوجاتی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ **"أمرنا أن نقرأ بفاتحة الكتاب، وما تيسر"**۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں: **"ثم اقرأ بأم القرآن، ثم اقرأ بما شئت"**۔

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

عن عبادة بن الصامت عن النبي ﷺ قال: لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب"۔ (ترمذی)

جواب

"لا صلوة" کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نماز کامل نہیں ہوئی کہ اس نے ایک واجب چھوڑ دیا۔ اس طرح کے الفاظ دیگر روایات میں بھی ہیں، جس سے نفی کمال مراد ہے۔ جیسے فرمایا: **"لا إيمان لمن لا أمانة له"، "لا صلوة لجار المسجد إلا في المسجد"**، تو اسی طرح اس روایت میں بھی نفی کمال ہے کہ اس کی نماز کامل نہیں ہوئی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسمِيَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَا يَجْهَرُونَ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما " **بسم اللہ الرحمن الرحیم**" اونچی آواز میں نہیں پڑھا کرتے تھے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ إِمَامٍ، فَجَهَرَ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ، إِحْبِسْ عَنَّا نِغْمَتَكَ هَذِهِ، فَإِنِّي صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، فَلَمْ أَسْمَعْهُمْ يَجْهَرُونَ بِهَا، وَهَذَا صَحَابِيٌّ۔ قَالَ الْجَامِعُ: وَرَوَتْ جَمَاعَةٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قِيلَ: وَهُوَ الصَّوَابُ، لِأَنَّ هَذَا الْخَبَرَ مَشْهُورٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی تو اس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم اونچی آواز میں پڑھا، جب اس نے منہ پھیرا تو آپ نے فرمایا: اے ابو عبداللہ! ہم سے اپنی یہ آواز روک لے، اس لیے میں نے رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی، لیکن ان کو اونچی آواز میں یہ پڑھتے نہیں سنا۔ اور یہ صحابی ہیں۔

"وَرَوَتْ جَمَاعَةٌ هَذَا الْحَدِيثَ" سے جامع کی مراد

"وروت جماعة الخ" سے جامع کی مراد حدیث کی مذکورہ سند پر بحث کرنا ہے اور دوسری صحیح سند کو بیان کرنا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اوپر جو سند یزید پر ختم ہو رہی ہے، یہ درست نہیں، کیوں کہ یزید بن عبداللہ صحابی نہیں ہیں۔

اس صورت میں یہ حدیث مرسل ہو جائے گی۔ جب کہ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ والی سند سے یہ حدیث متصل السند ہوگی اور محدثین کی ایک جماعت اس حدیث کو عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کرتی ہے۔

''بسم اللہ'' سورت کا جز ہے یا نہیں؟

سورۃ النمل کی اس آیت ﴿إنه من سليمن وإنه بسم الله الرحمن الرحيم﴾ تو بالاتفاق قرآن کا جز ہے، اس کے علاوہ سورتوں کے شروع میں جو تسمیہ ہے اس کے بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ قرآن کا جز نہیں، جب کہ جمہور فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں وہ بھی قرآن کا حصہ ہے۔

پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ ہر ہر سورۃ کا جز ہے۔ جب کہ احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں مطلق قرآن کا جز ہے، ہر سورۃ کا جز نہیں۔

قراءت سے پہلے تعوذ و تسمیہ کا حکم

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان تعوذ و تسمیہ کے قائل نہیں، جب کہ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم تعوذ و تسمیہ کو قرأت سے پہلے مسنون قرار دیتے ہیں۔

دلائل

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: **"كانوا يسرون التعوذ والبسملة في الصلوة"**۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قراءت سے پہلے بسم اللہ پڑھی اور نماز سے فراغت کے بعد فرمایا کہ میں تم میں سے سب سے زیادہ حضور اکرم ﷺ کے انداز سے نماز پڑھنے والا ہوں۔

''جهر بالتسمية في الصلوٰة'' میں فقہاء رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال مع الدلائل

نماز میں قبل الفاتحہ تسمیہ سراً یا جہراً پڑھنے میں ائمہ رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرائض میں تسمیہ بالکل مشروع ہی نہیں ہے، نہ جہراً نہ سراً۔ البتہ نوافل میں ان کے نزدیک تسمیہ پڑھنا جائز و مباح ہے۔ (تحفۃ الالمعی) اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تسمیہ جہری نماز میں جہراً اور سری نماز میں سراً مسنون ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام احمد، امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک تمام نمازوں میں تسمیہ سراً کہنا افضل و مسنون ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے مضبوط دلیل نسائی میں نعیم المجمر سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:
"صلّیت وراء أبی هریرة، فقرأ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم، ثم قرأ بأمّ القرآن، حتی اذا بلغ: ﴿غیر المغضوب علیھم ولا الضالین﴾ ...، واذا سلم قال: و الذی نفسی بیده انی لأشبھکم صلوٰة برسول اللہ ﷺ"۔ پس معلوم ہوا کہ آپ ﷺ بھی تسمیہ کا جہری نماز میں جہر فرماتے تھے۔

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ اوّلاً تو یہ روایت معلول اور شاذ ہے، کیوں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کئی شاگردوں نے یہ واقعہ بیان کیا ہے، لیکن سوائے **نعیم المجمر** کے کوئی بھی قراءۃ تسمیہ کا یہ جملہ نقل نہیں کرتا، اگر بالفرض یہ جملہ معتبر مان لیا جائے تو یہ حدیث شافعیہ رحمہم اللہ علیہم کے مسلک پر صریح نہیں ہے، کیوں کہ قراءۃ کا لفظ جس طرح **قراءة بالجهر** پر بولا جاتا ہے، اسی طرح **قراءة بالسِرّ** پر بھی بولا جاتا ہے۔ لہٰذا شافعیہ رحمہم اللہ علیہم کا استدلال تام نہیں ہے۔

شافعیہ رحمہم اللہ علیہم کی دوسری دلیل مستدرکِ حاکم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ **"کان رسول اللہ ﷺ یجھر بسم اللہ الرحمن الرحیم"**۔ (آپ ﷺ بسم اللہ کا جہر فرماتے تھے)

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیا کہ یہ حدیث ضعیف، بلکہ قریب قریب موضوع ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب اس روایت کے صحیح ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیوں کہ ان کا یہ قول ثابت ہے **"الجهر ببسم اللہ الرحمن الرحیم قراءة الأعراب"**۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تعلیم پر محمول ہے کہ آپ ﷺ کبھی کبھی تعلیم کی غرض سے تسمیہ جہراً پڑھ لیتے تھے۔ الغرض شافعیہ رحمہم اللہ علیہم کے دلائل یا صحیح نہیں ہیں یا صریح نہیں ہیں۔

حنفیہ رحمہم اللہ علیہم کی پہلی دلیل مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں: **"صلیت مع رسول اللہ وأبی بکر وعمر وعثمان، فلم أسمع أحدا منھم یجھر بسم اللہ الرحمن الرحیم"**۔

دوسری دلیل نسائی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: **"صلی بنا رسول اللہ ﷺ ولم یسمعنا قراءة بسم اللہ الرحمن الرحیم، وصلی بنا أبو بکر وعمر، فلم نسمعھا منھما"**۔

ان تمام روایتوں سے جہر کی نفی ہو رہی ہے، پس معلوم ہوا کہ تسمیہ سراً مسنون اور افضل ہے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَدِيٍّ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، وَقَرَأَ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ۔

ترجمہ:

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی اور آپ نے "والتین والزیتون" کی تلاوت فرمائی۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ، وَمِسْعَرٌ: عَنْ زِيَادٍ، عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي إِحْدَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: ﴿وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ﴾.

ترجمہ:

حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فجر کی ایک رکعت میں ﴿وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ﴾ پڑھتے سنا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ الْإِمَامِ قِرَاءَةٌ لِمَنْ خَلْفَهُ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ رَجُلًا قَرَأَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَجُلٌ، فَنَهَاهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: أَتَنْهَانِي أَنْ أَقْرَأَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَتَذَاكَرَا ذٰلِكَ حَتَّى سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ، فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَ جَابِرٌ: قَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَهَاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ، فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَهُ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، قَالَ: أَيُّكُمْ قَرَأَ خَلْفِي؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ: مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ، فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَ: انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ، فَقَالَ: مَنْ قَرَأَ

مِنْکُمْ: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلَی؟ فَسَکَتَ الْقَوْمُ، حَتّٰی سَأَلَ عَنْ ذٰلِکَ مِرَارًا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ قَالَ: لَقَدْ رَأَیْتُکَ تُنَازِعُنِیْ، أَوْ تُخَالِجُنِی الْقُرْآنَ۔

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کا امام ہو تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے ظہر یا عصر میں قراءت کی، ایک آدمی نے اشارہ کر کے اسے منع کر دیا، جب اس نے منہ پھیرا تو کہا: کیا تو مجھے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے قرأت کرنے سے روکتا ہے، انہوں نے آپس میں مذاکرہ کیا، حتی کہ یہ آواز نبی اکرم ﷺ نے سنی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو امام کے پیچھے نماز پڑھے، تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔
ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ایک آدمی نے آپ کے پیچھے قراءت کی، جب نماز مکمل ہوئی تو آپ نے تین مرتبہ پوچھا کہ تم میں کون میرے پیچھے قراءت کر رہا تھا؟ تو ایک آدمی نے کہا: میں یارسول اللہ! فرمایا: جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھا کر چہرہ پھیرا اور پوچھا: تم میں سے کس نے ﴿سبح اسم ربك الأعلى﴾ پڑھی ہے؟ لوگ خاموش ہو گئے، حتی کہ یہ سوال بار بار کیا، تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: میں نے یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں دیکھا کہ تم میرے ساتھ جھگڑ رہے ہو یا (راوی کو شک ہے) مجھے قرآن خلجان میں ڈال رہے ہو۔

امام کے پیچھے قراءت کا حکم

مذاہب

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں نماز سری اور جہری دونوں میں امام کے پیچھے قراءت مکروہ تحریمی ہے۔ امام مالک واحمد رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت مکروہ تنزیہی، جب کہ سری نمازوں میں مستحب ہے۔ امام

شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح قول کے مطابق جہری نمازوں میں قراءت واجب نہیں، جب کہ سری نمازوں قراءت واجب ہے۔

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے دلائل

قرآن مجید کی آیت ﴿وإذا قرء القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلكم ترحمون﴾۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "علمنا رسول الله ا قال: "إذا قمتم إلى الصلوة فليؤمكم أحدكم، وإذا قرأ الإمام فأنصتوا"۔ (مسلم واحمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے "قال رسول الله ا: "إنما جعل الإمام ليؤتم به، فإذا كبر فكبروا، وإذا قرأ فانصتوا"۔ (رواه الخمسة غير الترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "قال رسول الله ا: من كان له الإمام فقراءة الإمام له قراءة"۔ (طحاوی، دارقطنی)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه عن النبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: "لاصلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب"۔ (ترمذی)

جواب

اس حدیث میں "من" سے مراد خاص ہے اور وہ منفرد ہے۔ یعنی جب کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو، تو اس کے لیے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

(اس موضوع پر تفصیلی مطالعہ کے لیے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "فصل الخطاب فی مسئلة القراءة خلف الإمام" نہایت مفید ہے)

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَسْخِ التَّطْبِيْقِ

أَبُو حَنِيفَةَ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُطَبِّقُ، ثُمَّ أَمَرَنَا بِالرُّكَبِ۔

ترجمہ:

حضرت سعید بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تطبیق کیا کرتے تھے، پھر ہمیں گھٹنے پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تطبیق اور اس کا حکم

تطبیق کے معنی ہیں رکوع کی حالت میں ہاتھوں کو لٹکانا یا ان کو ملا کر دونوں رانوں کے درمیان دبانا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ پہلے یہ مشروع تھا اور پھر منسوخ ہوگیا۔ مگر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ تطبیق فرمایا کرتے تھے۔

تو اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ شاید ان کو نسخ والی روایت نہ پہنچی ہو۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ اس تطبیق کو عزیمت سمجھتے تھے، اس لیے اس پر عمل فرماتے۔

تیسرا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ یہ ان کی خصوصیت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِمَامِ إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ

ابْنُ أَبِي السَّبِعِ بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَسْأَلُ عَطَاءً عَنِ الْإِمَامِ، إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، أَيَقُولُ: رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ؟ قَالَ: مَا عَلَيْهِ أَنْ يَقُولَ ذٰلِکَ.

ثُمَّ رَوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ، قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقَالَ رَجُلٌ: رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَکًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ ذَا الْمُتَکَلِّمُ بِهٰذِهِ؟ قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ الرَّجُلُ: أَنَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، قَالَ: فَوَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَکًا يَبْتَدِرُونَ أَيُّهُمْ يَکْتُبُهَا لَکَ، وَمَنْ يَرْفَعُهَا۔

ترجمہ:

حضرت ابن ابی السبع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ رہے تھے کہ امام جب "**سمع اللہ لمن حمدہ**" کہے تو کیا "**ربنالک الحمد**" کہے گا؟ فرمایا: اس پر ضروری نہیں کہ یہ کہے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، جب رکوع سے سر اٹھایا تو کہا "**سمع لمن حمدہ**" تو ایک آدمی نے کہا: "**ربنا لک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ**" جب نبی اکرم ﷺ نے منہ پھیرا تو پوچھا: یہ کلمات کس نے کہے؟ یہ تین مرتبہ پوچھا، ایک آدمی نے کہا: میں نے یارسول اللہ! فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس

نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو جھپٹتے ہوئے دیکھا کہ ان کلمات کو کون لکھے اور کون اوپر لے کر جائے۔''

نماز میں تسمیع وتحمید کا حکم

اتنی بات میں اتفاق ہے کہ منفرد نماز میں تسمیع اور تحمید دونوں کہے اور مقتدی صرف تحمید کہے، اختلاف اس میں ہے کہ امام تحمید کہے گا یا نہیں؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ امام تسمیع وتحمید دونوں کہے گا، جب کہ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب یہ ہے کہ امام صرف تسمیع کہے گا۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں ''**وإذا قال: سمع اللہ لمن حمدہ، فقولوا: ربنا لک الحمد**''، اس حدیث میں امام ومقتدی کے وظیفہ کو الگ الگ ذکر کیا گیا ہے کہ امام صرف تسمیع کہے اور مقتدی صرف تحمید کہے۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس پر ضروری نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''**کان رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا رفع رأسہ من الرکوع قال: سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد**''۔ (ترمذی)

جواب

اس حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حالت کو بیان فرمایا گیا ہے جب آپ اکیلے نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ اور ہمارے ہاں بھی منفرد تسمیہ وتحمید دونوں پڑھے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي هَيْئَةِ السُّجُوْدِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

ترجمہ:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب کھڑے ہوتے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھایا کرتے۔

سجدہ میں جانے کا صحیح طریقہ

مذاہب

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سجدہ میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے ہاتھ رکھے جائیں، پھر گھٹنے رکھے جائیں۔ جب کہ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں پہلے گھٹنے زمین پر رکھے جائیں، پھر ہاتھ رکھے جائیں، البتہ مریض کے لیے گنجائش ہے کہ وہ پہلے ہاتھ لگا لے، پھر گھٹنے لگائے۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آپ ﷺ کا یہ عمل مذکور ہے: "وضع رکبتیہ قبل یدیہ"۔ اسی طرح حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی عمل نقل کیا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ کان إذا سجد یضع یدیہ قبل رکبتیہ"۔ (دارقطنی)

جواب

پہلا جواب یہ ہے کہ یہ حالت عذر پر محمول ہے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ روایت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منسوخ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّجُودِ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَوْ غَيْرِهِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أُوْحِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ۔

ترجمہ:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی طرف وحی کی گئی کہ سات اعضاء پر سجدہ کریں۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْإِنْسَانُ يَسْجُدُ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: جَبْهَتِهِ، وَيَدَيْهِ، وَرُكْبَتَيْهِ، وَمُقَدَّمِ قَدَمَيْهِ، وَإِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَضَعْ كُلَّ عُضْوٍ مَوْضِعَهُ، وَإِذَا رَكَعَ فَلَا يُدَبِّحْ تَدْبِيْحَ الْحِمَارِ.

ترجمہ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: انسان سات ہڈیوں پر سجدہ کرتا ہے، دو ہاتھ، دو گھٹنے، پاؤں کی انگلیاں کے سرے، جب تم میں سے کوئی ایک سجدہ کرے تو ہر عضو کو اپنی جگہ پر رکھے اور جب رکوع کرے تو گدھے کی طرح سر نہ جھکائے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ، وَلَا أَكُفُّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ساتھ اعضاء پر سجدہ کروں اور اپنے بال اور کپڑے نہ سمیٹوں۔

سجدہ کا طریقہ

مذاہب

اس بات پر اتفاق ہے کہ سجدہ میں سات اعضاء پر کیا جاتا ہے۔ دو ہاتھ، دو گھٹنے، دو قدم اور وجہ۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ کتنے اعضاء کو زمین پر رکھنا ضروری ہے؟

امام مالک و شافعی اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں صرف ناک پر اکتفا کرنا کافی نہیں، بلکہ پیشانی کو زمین پر ٹیکنا ضروری ہے۔ جب کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کسی ایک پر اکتفا سے سجدہ ادا ہو جائے گا، البتہ بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کی دلیل

یہ ہے کہ ”سجدہ کی حقیقت ”وضع بعض الجبهة علی الأرض بما لا سخرية فيه“ تو بعض جبہہ جس طرح پیشانی ہے، اسی طرح ناک بھی بعض جبہہ ہے۔ تو ناک یا پیشانی ٹیکنے سے یہ معنی حاصل ہو جاتا ہے۔ البتہ حدیث شریف کی رو سے بلا عذر ایسے کرنا مکروہ تحریمی ہے، لیکن سجدہ بہر حال ادا ہو جائے گا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

وہ تمام روایات جن میں پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

جواب

ان روایات میں ناک کا ذکر بطور استحباب کے ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ناک اور پیشانی دونوں ایک ہی عضو شمار ہوتے ہیں، اس لیے دونوں کو ذکر کر دیا گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوْتِ فِي الْفَجْرِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقْنُتْ فِي الْفَجْرِ إِلَّا شَهْرًا وَاحِدًا، لَمْ يُرَ قَبْلَ ذٰلِكَ، وَلَا بَعْدَهُ يَدْعُوْ عَلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں کبھی قنوت نہیں پڑھی، مگر ایک مہینہ تک، میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے لیے بددعا فرمائی ہو۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ لَمْ يَقْنُتْ إِلَّا أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا، يَدْعُوْ عَلَى عُصَيَّةَ وَذَكْوَانَ، ثُمَّ لَمْ يَقْنُتْ إِلَى أَنْ مَاتَ۔

ترجمہ:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے چالیس دن تک قنوت پڑھی، جس میں آپ ﷺ نے عصیہ اور ذکوان کے لیے بددعا فرمائی، پھر آپ ﷺ نے موت تک قنوت نہیں پڑھی۔

نمازِ فجر میں قنوت کا مسئلہ

مذاہب

امام مالک وشافعی رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں فجر کی نماز میں دوسری رکعت کے رکوع کے بعد پورا سال قنوت پڑھنا مشروع ہے۔ جب کہ احناف وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں عام حالات میں قنوت ثابت نہیں، البتہ مصیبت کے دنوں میں مشروع ہے۔

دلیل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے صرف ایک ماہ تک قنوت فجر کی نماز میں پڑھی ہے۔ اس کے علاوہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **"لم يقنت النبيا إلا شهوا، لم يقنت قبله ولا بعده"**۔

امام مالک وشافعی رحمۃ اللہ علیہما کی دلیل

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **"أن النبي اكان يقنت في صلوة الصبح والمغرب"**۔

جواب

اس روایت میں قنوت نازلہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے منسوخ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ أَضْجَعَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَقَعَدَ عَلَيْهَا، وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى.

ترجمہ:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تو بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور دائیں پاؤں کھڑا کر دیتے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ سُئِلَ: كَيْفَ كُنَّ النِّسَاءُ يُصَلِّيْنَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ كُنَّ يَتَرَبَّعْنَ، ثُمَّ أُمِرْنَ أَنْ يَحْتَفِزْنَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں کیسے نماز پڑھتی تھیں؟ فرمایا: شروع میں چارزانوں بیٹھا کرتی تھیں، پھرانہیں حکم دیا گیا کہ سرین کے بل بیٹھا کریں۔

''النساءُ'' کے رفع کی وجہ

حدیث مبارک میں جو "النساء" کالفظ ہے، یہ فعل ناقص (کُنَّ) کی ضمیر "هُنَّ" سے بدل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

قعدۂ اولیٰ اور ثانیہ میں افتراش اور تورک کے متعلق فقہاء کے اقوال مع الدلائل

مذاہب

اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ قعدۂ اولیٰ اور ثانیہ میں تشہد کی ہیئت کیا ہے؟ حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک دونوں قعدوں میں افتراش (بایاں پاؤں بچھا کراس پر بیٹھ جائے اوردایاں پاؤں اس طرح کھڑا رکھے کہ اس کی انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں) مسنون ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قعدہ اولیٰ میں افتراش اور قعدہ آخیرہ میں تورک کومسنون کہتے ہیں۔ امام مالکؒ ہر دو تشہد میں تورک کے قائل ہیں، جب کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر دو رکعات والی نماز میں افتراش ہے اور چار یا تین رکعات والی نماز میں پہلے قعدہ میں افتراش اور دوسرے قعدہ میں تورک ہے، الغرض حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم مطلقاً افتراش کے قائل ہیں، جب کہ بقیہ ائمہ رحمۃ اللہ علیہم کسی نہ کسی درجہ میں تورک کے قائل ہیں۔

دلیل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ہے: **"كان رسول الله ﷺ اذا جلس فى الصلوة اضجع رجله اليسرى، وقعد عليها، ونصب رجله اليمنى"**۔ اس طرح دوسری دلیل حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ہے: **"قالت: كان رسول الله ﷺ يفترش رجله اليسرى، وينصب رجله اليمنى"**۔ (رواہ مسلم)

اسی طرح حضرت انس وسمرہ رضی اللہ عنہما کی احادیث میں صراحتاً تورک کی ممانعت آئی ہے۔

تورک کے قائلین کی دلیل حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہم کی احادیث ہیں، جن میں تورک کا ذکر ہے، حنفیہ کی طرف سے جواب یہ ہے کہ تورک والی احادیث حالتِ عذر (بیماری، بڑھاپا، موٹاپا) پر محمول ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تورک کیا کرتے تھے۔ (مؤطا امام مالک)

جواب

یہ عمل عذر پر محمول ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشَهُّدِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ.

ترجمہ:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہمیں تشہد اسی طرح سکھایا کرتے جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھاتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خُطْبَةَ الصَّلٰوةِ يَعْنِي: التَّشَهُّدَ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبۃ الصلوۃ، یعنی تشہد سکھائی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَقُوْلُ: السَّلَامُ عَلَى اللهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ زِيَادَةٌ مِنْ عِبَادَةٍ: السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيْلَ وَمِيكَائِيلَ، فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ

إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم کہتے: **"السلام علی اللہ"**۔

ایک روایت میں ہے کہ **"من عبادہ السلام علی جبرئیل و میکائیل"** کہتے۔ نبی اکرم ﷺ کو اس کا پتہ چلا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ تو سلام ہیں ہی، جب تم تشہد پڑھو تو یہ پڑھا کرو: **"التحیات للہ، والصلوات، والطیبات، السلام علیک أیہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، أشہد أن لا إلہ إلا اللہ وأشہد أن محمدا عبدہ ورسولہ"**۔

تشہد کے کلمات

تشہد کے مختلف کلمات احادیث مبارکہ میں مروی ہیں، ان میں سے افضلیت کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی تشہد کو افضل فرماتے ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول کلمات کو افضل قرار دیتے ہیں، جب کہ احناف وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد افضل ہے۔

وجہ ترجیح

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد کی وجہ ترجیح ایک تو یہ ہے کہ وہ خود فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس روایت کے صحیح ہونے پر تمام محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا اتفاق ہے اور اس روایت میں مروی تشہد کے کلمات میں کوئی اختلاف بھی نہیں۔ ان وجوہ سے احناف وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد کو راجح قرار دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيْمِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرٰى شِقُّ وَجْهِهٖ، وَعَنْ

يَسَارِهِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

وَفِي رِوَايَةٍ: حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ، وَعَنْ شِمَالِهِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دائیں طرف سلام پھیرتے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' یہاں تک کہ آپ کا چہرہ دکھائی دیتا اور بائیں جانب بھی اسی طرح۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حتی کہ آپ کے دائیں رخسار کی سفیدی دکھائی دیتی اور بائیں جانب بھی اسی طرح۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْفِيفِ الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَحُذَيْفَةُ، وَأَبُوْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَغَيْرُهُمْ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اجْتَمَعُوْا فِيْ مَنْزِلٍ، فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ: تَقَدَّمْ يَا فُلَانُ، فَأَبٰى، فَقَالَ: تَقَدَّمْ أَنْتَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَتَقَدَّمَ، فَصَلّٰى بِهِمْ صَلَاةً خَفِيْفَةً وَجِيْزَةً، أَتَمَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ الْقَوْمُ: لَقَدْ حَفِظَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کرام ایک گھر میں جمع ہوئے تو نماز کے لیے اقامت کہی گئی، تو لوگ گھر کے مالک سے کہنے لگے: آگے بڑھو، اس نے انکار کر دیا، پھر کہا: اے ابوعبدالرحمن! آپ آگے بڑھیے، وہ آگے بڑھے، ہلکی اور مختصر نماز پڑھائی، رکوع وسجود مکمل کیے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے کہا: ابوعبدالرحمن نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو خوب محفوظ کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيْرِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ

اللهِ، فَوَجَدَهُ يُصَلِّيْ عَلَى حَصِيْرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ.

ترجمہ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو انہیں نماز پڑھتے ہوئے پایا اور چٹائی پر سجدہ کر رہے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْمَرِيْضِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى قَاعِدًا وَقَائِمًا وَمُحْتَبِيًا.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کر، کھڑے ہو کر اور گوٹھ مار کر نماز پڑھی۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ صَلَّى مُحْتَبِيًا مِنْ رَمَدٍ كَانَ بِعَيْنِهِ.

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گوٹھ مار کر نماز پڑھی آنکھ میں درد کی وجہ سے۔

مُحَمَّدُ بْنُ بُكَيْرٍ قَاضِيْ الدَّامِغَانِ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْمَرِيْضِ إِذَا ذَهَبَ عَقْلُهُ، كَيْفَ يَعْمَلُ بِهِ فِيْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ فَكَتَبَ إِلَيَّ يُخْبِرُنِيْ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرِضْتُ، فَعَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فِيْ مَرَضِيْ، وَجَاءَتِ الصَّلَاةُ، فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْئِهِ، فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتَ يَا جَابِرُ؟ ثُمَّ قَالَ: صَلِّ مَا اسْتَطَعْتَ، وَلَوْ أَنْ تُوْمِئَ.

ترجمہ:

قاضی دامغان حضرت محمد بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف لکھ کر بھیجا کہ ایک مریض کی جب عقل چلی جائے تو نماز کے بارے میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ تو انہوں نے جواب میں یہ روایت لکھی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بیمار ہوا تو نبی اکرم ﷺ ابوبکر وعمر کے ساتھ میری عیادت کے لیے تشریف لائے، مجھ پر بیماری میں بیہوشی طاری تھی کہ

نماز کا وقت ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے وضو فرما کر بچا ہوا پانی مجھ پر ڈالا، تو مجھے کچھ افاقہ ہوا، پوچھا: جابر کیسے ہو؟ پھر فرمایا: بقدر طاقت نماز پڑھ لو، اگر چہ اشارہ کر لو۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا أُغْمِيَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ، فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَقِيْلَ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ حَصِرٌ، وَهُوَ بِنَفْسِهِ يَكْرَهُ أَنْ يَقُوْمَ مَقَامَكَ، قَالَ: افْعَلُوْا مَا آمُرُكُمْ بِهِ۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر بیہوشی طاری ہوئی تو فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عرض کیا گیا: ابوبکر نرم دل آدمی ہیں، وہ ناپسند کرتے ہیں کہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں، فرمایا: وہ کرو، جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَتْ: لَمَّا أُغْمِيَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ، فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَقِيْلَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ حَصِرٌ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَقُوْمَ مَقَامَكَ، قَالَ: مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ، فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ يَا صُوَيْحِبَاتِ يُوْسُفَ، وَكَرَّرَ۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر بیہوشی طاری ہوئی تو فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عرض کیا گیا: ابوبکر نرم دل آدمی ہیں، وہ ناپسند کرتے ہیں کہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں، فرمایا: ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں، اے یوسف کی ساتھیو! یہ بار بار فرمایا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِقْتِدَاءِ بِالْقِيَامِ خَلْفَ الْجَالِسِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرِضَ الْمَرَضَ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ خَفَّ مِنَ الْوَجَعِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، قَالَ لِعَائِشَةَ: مُرِيْ أَبَا بَكْرٍ، فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ

تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا: إِنِّيْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ رَقِيْقٌ، وَإِنِّيْ مَتَى لَا أَرَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَقَامِهِ أَرِقُّ لِذٰلِكَ، فَاجْتَمِعِيْ أَنْتِ وَحَفْصَةُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيُرْسِلَ إِلَى عُمَرَ، فَلْيُصَلِّ بِهِمْ، فَفَعَلَتْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ، مُرِيْ أَبَا بَكْرٍ، فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا نُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ، يَسْمَعُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤَذِّنَ، وَهُوَ يَقُوْلُ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْفَعُوْنِيْ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَدْ أَمَرْتُ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، وَأَنْتَ عَذِرٌ، قَالَ: ارْفَعُوْنِيْ، فَإِنَّهُ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ.

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَرُفِعَ بَيْنَ اثْنَيْنِ، وَقَدَمَاهُ تَخُدَّانِ الْأَرْضَ، فَلَمَّا سَمِعَ أَبُوْ بَكْرٍ لِحِسِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأَخَّرَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَسَارِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِذَاءَهُ يُكَبِّرُ، وَيُكَبِّرُ أَبُوْ بَكْرٍ بِتَكْبِيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِ أَبِيْ بَكْرٍ حَتَّى فَرَغَ، ثُمَّ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ غَيْرَ تِلْكَ الصَّلَاةِ حَتَّى قُبِضَ، وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ الْإِمَامَ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِعٌ حَتَّى قُبِضَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی، تکلیف کی وجہ سے کمزور ہو گئے تھے، جب نماز کا وقت ہوا تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تو انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ آپ حکم فرما رہے ہیں کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تو انہوں نے جواب بھجوایا کہ میں بہت بوڑھا، رقیق القلب ہوں، جب میں رسول اللہ ﷺ کو ان کی جگہ نہیں دیکھوں گا تو دل بے قابو ہو جائے گا، تم اور حفصہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ، کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجیں کہ وہ لوگوں نماز پڑھائیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم یوسف کی ساتھی ہو، ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ جب نماز کے لیے اذان دی گئی تو نبی اکرم ﷺ نے سنا کہ مؤذن کہہ رہا تھا: "حي علی الصلوۃ" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اٹھاؤ، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں ابوبکر کو نماز پڑھانے کا کہہ چکی ہوں اور آپ بیمار بھی ہیں۔ فرمایا: مجھے اٹھاؤ، میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اٹھایا، دو آدمیوں کے درمیان آپ تھے اور

قدم زمین سے لگ رہے تھے، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے آنے کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹ گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ فرمایا، پھر رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب تشریف فرما ہو گئے، نبی اکرم ﷺ ان کی ایک جانب بیٹھ کر تکبیر کہتے اور ابوبکر نبی اکرم ﷺ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہتے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے وفات تک اس نماز کے علاوہ کوئی نماز لوگوں کو نہیں پڑھائی، ابوبکر رضی اللہ عنہ امام رہے اور نبی اکرم ﷺ تکلیف میں تھے، حتی کہ وفات ہوگئی۔

"اقتداء القائم خلف القاعد" کا حکم

مذاہب

امام مالک و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں کسی بھی حالت میں قائم کی نماز قاعد کے پیچھے درست نہیں، البتہ قاعد کی قاعد کے پیچھے درست ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اقتدا تو جائز ہے، مگر مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھے۔ جب کہ احناف و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں قاعد کی امامت درست ہے، البتہ غیر معذور مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

احناف و شوافع رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

مرض الوفات میں آنحضرت ﷺ نے بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی اور لوگوں نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کی اقتدا کی۔ چوں کہ مرض الوفات کا واقعہ آخری زمانے کا ہے، اس لیے وہ دیگر تمام روایات پر حجت ہوگا جس سے اس کی نفی ہوتی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

"لا یؤمن رجل بعدی جالسا"۔ (رواہ الشعبی)

جواب

اس روایت کا مدار جابر جعفی پر ہے، جو بالاتفاق ضعیف ہے، لہذا یہ روایت قابل استدلال نہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِمَامَةِ وَلَدِ الزِّنَا وَالْعَبْدِ وَالْأَعْرَابِيِّ

حَمَّادٌ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: يَؤُمُّ الْقَوْمَ وَلَدُ الزِّنَا وَالْعَبْدُ وَالْأَعْرَابِيُّ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ۔

ترجمہ:

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ ولد الزنا، غلام اور اعرابی کو امام بنا سکتے ہیں جب وہ قرآن پڑھ سکتا ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِثْنَيْنِ جَمَاعَةٌ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِرَجُلٍ فَصَلَّى خَلْفَهُ، وَامْرَأَةٌ خَلْفَ ذٰلِكَ، صَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو نماز پڑھائی تو اس نے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور ایک عورت اس کے پیچھے تھی، آپ ﷺ نے ان کو جماعت سے نماز پڑھائی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ وَصْلِ الصُّفُوْفِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ۔

ترجمہ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو ان لوگوں کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں، جو صفوں کو درست کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَنْ شَهِدَ الْفَجْرَ وَ الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَهِدَ الْفَجْرَ وَالْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ، كَانَتْ لَهُ بَرَاءَتَانِ: بَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ، وَبَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو فجر اور عشاء کی جماعت میں شریک ہوا، اس کے لیے دو برائتیں لکھی جاتی ہیں، نفاق سے براءت اور شرک سے براءت۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ لِلنِّسَاءِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْخُرُوْجِ لِصَلَاةِ الْغُدْوَةِ وَالْعِشَاءِ لِلنِّسَاءِ.

فَقَالَ رَجُلٌ: إِذًا يَتَّخِذُوْنَهُ دَغَلًا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ هٰذَا؟

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو فجر وعشاء کی نماز کے لیے نکلنے کی اجازت دی ہے۔ ایک آدمی نے کہا: تب تو لوگ اسے مکروفریب کا جال بنالیں گے، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی بات بتا تا ہوں اور تو یہ کہتا ہے۔

عورتوں کا نماز کے لیے گھر سے نکلنا

ابتدائے اسلام میں عورتوں کو نماز کے لیے مسجد میں جانے کی اجازت تھی، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ان کے لیے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔'' پھر آپ ﷺ کے زمانے کے بعد اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فسادِ زمانہ کے سبب عورتوں کو مسجد جانے سے روک دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی

ہیں کہ: ''اگر رسول اللہ ﷺ آج موجود ہوتے تو وہ بھی عورتوں کو مسجد جانے سے روک دیتے''۔

تو جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں فسادِ زمانہ کی وجہ سے عورتوں نماز کے لیے باہر نکلنے سے روک دیا گیا تو آج کے زمانے کا فساد تو اس زمانے کے فساد سے لاکھوں گنا زیادہ ہے، اس لیے اس زمانے میں بھی عورتوں کے لیے گھر میں رہ کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَ الْعَشَاءُ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا نُوْدِيَ بِالْعِشَاءِ، وَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ۔

ترجمہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کھانے کے لیے پکارا جائے اور مؤذن اذان دے دے تو پہلے کھانا کھالو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَنْ صَلَّى صَلَاةً ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَوِ الْأَسْوَدِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلَيْنِ صَلَّيَا الظُّهْرَ فِيْ بُيُوْتِهِمَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا يَرَيَانِ أَنَّ النَّاسَ قَدْ صَلُّوْا، ثُمَّ أَتَيَا الْمَسْجِدَ، فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَعَدَا نَاحِيَةً مِنَ الْمَسْجِدِ، وَهُمَا يَرَيَانِ أَنَّ الصَّلَاةَ لَا تَحِلُّ لَهُمَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُمَا أَرْسَلَ إِلَيْهِمَا، فَجِيءَ بِهِمَا، وَفَرَائِصُهُمَا تَرْتَعِدُ مَخَافَةَ أَنْ يَكُوْنَ فِيْ أَمْرِهِمَا شَيْءٌ، فَسَأَلَهُمَا، فَأَخْبَرَاهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: إِذَا فَعَلْتُمَا ذٰلِكَ، فَصَلِّيَا مَعَ النَّاسِ، وَاجْعَلَا الْأُوْلَى هِيَ الْفَرْضَ۔

ترجمہ:

مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں دو آدمیوں نے ظہر کی نماز اپنے گھر میں پڑھ لی، انہوں نے یہ سمجھا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے، پھر وہ دونوں مسجد میں آئے، اس وقت رسول اللہ ﷺ نماز میں

تھے، وہ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ گئے، انہوں نے یہ سمجھا کہ اب نماز پڑھنا ان کے لیے جائز نہیں ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور انہیں دیکھا اور اپنے پاس بلوایا، انہیں بلایا گیا، ان کے شانے اس خوف سے کانپ رہے تھے کہ ان کے بارے میں کوئی چیز پیش آئی ہے، آپ نے ان سے پوچھا، انہوں نے پوری بات بتائی، تو فرمایا: جب تم ایسا کرلو، تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو، پہلی نماز کو فرض بنادو۔

اکیلے نماز پڑھ لینے کے بعد جماعت میں شریک ہونا

مذاہب

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پانچوں نمازوں میں یہ حکم ہے کہ اگر کسی نے اپنی نماز پڑھ لی تو وہ جماعت میں شریک ہوکر نماز پڑھ سکتا ہے، البتہ مغرب میں تین رکعتوں کے ساتھ ایک رکعت اور ملالے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پانچوں نمازوں میں یہ حکم ہے کہ اگر کسی نے اپنی نماز پڑھ لی تو وہ جماعت میں شریک ہوکر نماز پڑھ سکتا ہے، البتہ مغرب میں تین رکعاتیں ہی پڑھے گا کیونکہ چوتھی رکعت ملانے کی صورت میں امام کی مخالفت لازم آئے گی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مغرب کی نماز کے علاوہ باقی نمازوں میں شریک ہوسکتا ہے۔ جب کہ احناف رحمہم اللہ کے ہاں صرف ظہر اور عشاء کی نماز میں شریک ہوسکتا ہے۔

احناف رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے "**أن النبيا قال: "إذا صليت في أهلك، ثم أدركت الصلوة فصلها إلا الفجر والمغرب**"۔ اس روایت میں مغرب اور فجر کا صراحۃً ذکر ہے اور عصر کی نماز کو فجر کی نماز پر قیاس کیا گیا ہے کیوں کہ علت دونوں میں مشترک ہے۔

جمہور رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

اس روایت میں کسی نماز کے وقت کا ذکر نہیں کہ فلاں وقت پڑھو اور فلاں وقت نہ پڑھو، لہذا یہ حکم عام رہے گا۔

جواب

یہ روایت مبیحہ ہے اور نہی کی روایات محرمہ ہیں اور ترجیح روایت محرمہ کو دی جاتی ہے۔ دوسری بات یہ

ہے کہ ہماری پیش کردہ روایت اس حدیث کے لیے مخصص ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانُوا يَرُوحُونَ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَقَدْ عَرِقُوا وَتَلَطَّخُوا بِالطِّينِ، فَقِيلَ لَهُمْ: مَنْ رَاحَ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَلْيَغْتَسِلْ.

وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ النَّاسُ عُمَّارَ أَرْضِهِمْ، وَكَانُوا يَرُوحُونَ يُخَالِطُهُمُ الْعَرَقُ وَالتُّرَابُ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا حَضَرْتُمُ الْجُمُعَةَ، فَاغْتَسِلُوا۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگ جمعہ کے لیے آتے، پسینہ بہہ رہا ہوتا اور مٹی میں لت پت ہوتے، تو انہیں کہا گیا کہ جو جمعہ کے لیے آئے تو اسے غسل کر لینا چاہیے۔

ایک روایت میں ہے کہ لوگ اپنی زمینوں میں کام کرنے والے تھے، جمعہ کے لیے آتے، مٹی اور پسینے سے شرابور ہوتے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جمعہ میں شریک ہو تو غسل کر لیا کرو۔

جمعہ کے لیے غسل کرنے کا حکم

مذاہب

اصحاب ظاہر کے کہنا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے، جب کہ جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب نہیں، بلکہ سنت ہے۔

جمہور رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **"من توضأ يوم الجمعة فبها ونعمت، ومن اغتسل فالغسل أفضل"**۔ (ترمذی)

اصحاب ظواہر کی دلیل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ **"من أتى الجمعة فليغتسل"**۔ (ترمذی)

جواب

یہ روایت شروع زمانہ پر محمول ہے کہ ایک عارض کی وجہ سے غسل کا وجوبی حکم دیا گیا تھا، جب وہ عذر ختم ہو گیا تو اس کا وجوب ختم ہو گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ جَلَسَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ جِلْسَةً خَفِيفَةً۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب جمعہ کے روز منبر پر چڑھتے تو خطبہ سے پہلے کچھ دیر بیٹھ جاتے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ خُطْبَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ لَهُ: أَمَا تَقْرَأُ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: بَلٰى، وَلٰكِنْ لَا أَعْلَمُ، قَالَ: فَقَرَأَ عَلَيْهِ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾۔

ترجمہ:

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے انہیں بیان کیا کہ اس نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کے جمعہ کے روز خطبہ کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے پوچھا: کیا تو سورۃ الجمعہ نہیں پڑھتا؟ اس نے کہا: کیوں نہیں، لیکن میں صحیح نہیں جانتا، کہتے ہیں کہ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَا يُقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْكُوفِيِّ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يُوسُفَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ

أَبِی جُنَادَةَ، عَنْ إِبْرَاهِیمَ، عَنْ سَعِیدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقْرَأُ فِی الْجُمُعَةِ: سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِیْنَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کی نماز میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون پڑھا کرتے تھے۔

أَبُوْ حَنِیفَةَ: عَنْ إِبْرَاهِیمَ، عَنْ حَبِیبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ یَقْرَأُ فِی الْعِیدَیْنِ وَیَوْمَ الْجُمُعَةِ: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی، وَهَلْ أَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ۔

ترجمہ:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں ﴿سبح اسم ربک الأعلی﴾ اور ﴿هل أتاك حديث الغاشية﴾ پڑھتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی فَضْلِ لَیْلَةِ الْجُمُعَةِ وَمَنْ مَاتَ فِیْهَا

أَبُوْ حَنِیفَةَ: عَنْ قَیْسٍ، عَنْ طَارِقٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ لَیْلَةِ جُمُعَةٍ إِلَّا وَیَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَی خَلْقِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، یَغْفِرُ اللّٰهُ لِمَنْ لَا یُشْرِکُ بِهِ شَیْئًا۔

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کی کوئی رات نہیں گزرتی، مگر اس میں اللہ تعالیٰ تین مرتبہ اپنی مخلوق کو دیکھتے ہیں اور ہر اس شخص کو معاف فرمادیتے ہیں جو شرک نہ کرتا ہو۔

أَبُوْ حَنِیفَةَ: عَنِ الْهَیْثَمِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَاتَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وُقِیَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو جمعہ کے روز مرا، وہ عذاب قبر سے بچالیا گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوْجِ إِلَى الْخَيْرِ...

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، مَنْ سَمِعَ، أُمَّ عَطِيَّةَ، تَقُوْلُ: رُخِّصَ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوْجِ إِلَى الْعِيْدَيْنِ، حَتَّى لَقَدْ كَانَتِ الْبِكْرَانِ تَخْرُجَانِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، حَتَّى لَقَدْ كَانَتِ الْحَائِضُ تَخْرُجُ، فَتَجْلِسُ فِي عُرْضِ النَّاسِ يَدْعُوْنَ وَلَا يُصَلِّيْنَ.

ترجمہ:

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عورتوں کو عیدین کے لیے رخصت دی گئی حتی کہ دو لڑکیاں ایک کپڑے میں نکلا کرتی، حائضہ عورتیں بھی جاتیں، لوگوں سے ہٹ کر ایک طرف بیٹھ جاتیں، دعا مانگتیں اور نماز نہ پڑھتیں۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: كَانَ يُرَخِّصُ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوْجِ إِلَى الْعِيْدَيْنِ مِنَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى.

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَتْ: إِنْ كَانَ الطَّامِثُ لَتَخْرُجُ، فَتَجْلِسُ فِي عُرْضِ النِّسَاءِ، فَتَدْعُوْ فِي الْعِيْدَيْنِ۔

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَ يَوْمَ النَّحْرِ، وَيَوْمَ الْفِطْرِ ذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضَ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ، فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِذَا كَانَتْ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ: لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا۔

ترجمہ:

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لیے جانے کی اجازت تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ اگر حائضہ ہوتی تو وہ بھی جاتی، عورتوں سے ایک طرف بیٹھ جاتی، عیدین کی

دعا میں شریک ہوتی۔

ایک روایت میں ہے، فرماتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لیے با پردہ ہو کر نکلیں اور حائضہ عورتیں، باقی حائضہ تو وہ نماز سے الگ رہیں اور مسلمانوں کی خیر و دعا میں شریک ہوں، ایک عورت نے کہا: یارسول اللہ! اگر ہم سے کسی کے پاس لمبی چادر نہ ہو؟ فرمایا: تو وہ اپنی بہن کی چادر اوڑھ لیا کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعِيدِ وَلَا بَعْدَهَا

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ إِلَى الْمُصَلَّى، فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا شَيْئًا.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ عید کے روز عید گاہ کی طرف تشریف لے گئے، عید سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہیں پڑھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی چار رکعتیں اور عصر کی ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھیں۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَأَبُوْ بَكْرٍ، وَعُمَرُ لَا يَزِيدُوْنَ عَلَيْهِ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اس پر زیادتی نہیں کرتے تھے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّهُ أُتِيَ فَقِيلَ: صَلَّى عُثْمَانُ بِمِنًى أَرْبَعًا، فَقَالَ: إِنَّا لِلهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ حَضَرَ الصَّلَاةَ مَعَ عُثْمَانَ، فَصَلَّى مَعَهُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، فَقِيلَ لَهُ: اسْتَرْجَعْتَ، قُلْتَ مَا قُلْتَ، ثُمَّ صَلَّيْتَ أَرْبَعًا؟ قَالَ: الْخِلَافَةُ، ثُمَّ قَالَ: وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ أَتَمَّهَا أَرْبَعًا بِمِنًى۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت ایک شخص حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ حضرت عثمان نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھی ہیں، تو آپ نے فرمایا: "إنا لله وإنا إليه راجعون" میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں، ابوبکر کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور عمر کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ان کے ساتھ چار رکعتیں پڑھیں، تو انہیں کہا گیا: آپ نے "إنا لله" کیوں پڑھا تھا؟ اور آپ نے باتیں بھی کی، پھر چار رکعتیں بھی پڑھ لیں؟ فرمایا: خلافت کے ادب کی وجہ سے، پھر فرمایا: عثمان پہلے آدمی ہیں جنہوں نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھی ہیں۔

قصر فی السفر کے لزوم میں فقہاء کا اختلاف

مذاہب

اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ سفرِ شرعی میں چار رکعت والی نماز میں قصر مشروع ہے، خواہ امن کی حالت ہو یا خوف کی حالت، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ قصر کی حیثیت کیا ہے؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک سفر میں اصل فرض ہی دو رکعتیں ہیں، اس لیے قصر واجب ہے، اتمام جائز نہیں، امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کی ایک ایک روایت بھی یہی ہے اور جمہور صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اکثر اہلِ علم کا مذہب بھی یہی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قصر اور اتمام دونوں جائز ہیں، ان کے نزدیک سفر میں دو رکعت رخصت ہے، جب کہ حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک سفر میں دو رکعت عزیمت ہے، ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کا ایک ایک قول یہ بھی ہے کہ

قصر اور اتمام دونوں جائز ہیں، لیکن قصر افضل اور اولیٰ ہے۔

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے دلائل

ا۔ نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا سفر کے موقع پر کہیں اتمام کرنا ثابت نہیں، اگر اتمام جائز ہوتا تو کم از کم زندگی میں ایک آدھ مرتبہ ضرور بیانِ جواز کے لیے آپ ﷺ اور حضرات شیخین رحمۃ اللہ علیہم اتمام فرماتے۔

۲۔ مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ سے قصر کے متعلق سوال کیا کہ آیتِ قصر **﴿واذا ضربتم فی الأرض فلیس علیکم جناح أن تقصروا من الصلوٰۃ﴾** سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر نماز صرف حالتِ خوف میں ہونی چاہیے، اس پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: **"صدقة تصدق الله بها علیکم فاقبلوا صدقته"** اس میں اول تو قصر کو صدقہ اور عطیہ کہا گیا ہے، لہٰذا اللہ کے صدقہ اور عطیہ کو مسترد کرنا سخت توہین ہے اور دوسرا قبول کرنے کو صیغہ امر سے ذکر فرمایا، جس کا اصلی مقتضا وجوب ہے، اس سے معلوم ہوا کہ قصر واجب ہے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ اصل میں نمازوں کی فرضیت دو رکعت ہوئی تھی، پھر جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضر (اقامت، مقیم ہونے کی حالت) کی نماز چار رکعت کردی گئی اور سفر کی نماز اپنی اصلی حالت پر باقی رکھی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں اصل نماز دو رکعت ہی ہیں، لہٰذا دو کی بجائے چار پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ فجر کے دو فرضوں کو چار پڑھنا۔

شوافع رحمۃ اللہ علیہم کے دلائل

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی دلیل قرآن کریم کی آیت **﴿واذا ضربتم فی الأرض فلیس علیکم جناح أن تقصروا من الصلوٰۃ﴾** ہے، اس میں لفظ "لاجناح" اس بات پر دلالت کررہا ہے کہ قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ لفظ مباح اور مندوب میں استعمال ہوتا ہے، نہ کہ وجوب میں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری دلیل سنن نسائی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، جس کے آخر میں یہ بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تو قصر کیا ہے جب کہ میں نے اتمام کیا ہے اور آپ ﷺ نے روزہ نہیں رکھا جب کہ

میں نے روزہ رکھا ہے (یہ مدینہ سے مکہ کی طرف عمرہ کی نیت سے سفر کا واقعہ ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**احسنتِ یا عائشۃ، وما عاب علیّ**" کہ آپ نے بہت اچھا کیا اور میرے اس طرح کرنے میں بھی کوئی عیب (حرج) نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں اتمام جائز ہی نہیں، بلکہ افضل و اولیٰ ہے۔

حضرات حنفیہ کی طرف سے پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ "لاجناح" کا لفظ آیت کریمہ ﴿**فلا جناح علیه أن یطوف بهما**﴾ میں بھی استعمال ہوا ہے، حالاں کہ صفا و مروہ کا طواف بالاتفاق لازم ہے، بعض کے نزدیک فرض اور بعض کے نزدیک واجب ہے، الغرض یہاں "جناح" کی نفی نقصان کے وہم کو دور کرنے کے لیے ہے۔

دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "**هذا الحدیث کذب علی عائشۃ، ولم تکن تصلی عائشۃ بخلاف صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ**"۔ یہ سراسر جھوٹ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے طریقہ کے خلاف نماز پڑھ ہی نہیں سکتیں۔ نیز حافظ ابنِ حجر اور صاحب التنقیح رحمۃ اللہ علیہما نے اس کو منکر کہا ہے اور نووی، ابن حزم اور المقدسی رحمۃ اللہ علیہما نے بھی اس پر اعتراض کیا ہے، اس کی سند میں علاء بن زبیر راوی ضعیف ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فعل کی توجیہات

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فعل کی متعدد توجیہات ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ موسم حج میں بہت سے دیہات کے باشندے جمع ہیں، جن کو شرائع اور احکام کی تفصیل معلوم نہیں اگر وہ قصر کریں تو وہ یہی سمجھیں گے کہ نماز کی کل دو رکعتیں ہی فرض ہیں چناں چہ تعلیم کی غرض سے انہوں نے اتمام کو ہی مناسب سمجھا۔

نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اس بارے میں اپنا اجتہاد تھا کہ قصر صلوٰۃ خوف سے مقید ہے، جیسا کہ قرآن کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے، نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اتمام اور قصر کے جواز کے قائل تھے۔ نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں گھر بنا لیا تھا اور ان کا اجتہاد یہ تھا کہ جس شہر میں انسان گھر بنا لے اس شہر میں اتمام واجب ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّهُ صَحِبَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَصَلَّى عَلَى رَاحِلَتِهٖ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ يُوْمِئُ إِيْمَاءً إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ وَالْوِتْرَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَنْزِلُ لَهُمَا عَنْ دَابَّتِهٖ، قَالَ: فَسَأَلْتُهُ عَنْ صَلَاتِهٖ عَلَى رَاحِلَتِهٖ، وَوَجْهُهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ؟ فَقَالَ لِيْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلَى رَاحِلَتِهٖ تَطَوُّعًا حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ، يُوْمِئُ إِيْمَاءً۔

ترجمہ:

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ سے مدینہ تک کے سفر میں شریک رہے، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سواری پر مدینہ کی طرف منہ کرے اشارہ کرتے ہوئے فرض اور وتر کے علاوہ نمازیں پڑھیں، ان دونوں کے لیے وہ سواری سے اترتے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے سواری پر مدینہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو مجھے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی سواری پر بیٹھ کر جس طرف منہ ہوتا اشارہ کر کے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْوِتْرِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِيْ يَعْفُوْرَ الْعَبْدِيِّ، عَنْ مَنْ حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِيَ وِتْرٌ.

ترجمہ:

حضرت ابن رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک نماز کو زیادہ کیا ہے اور وہ وتر ہیں۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْوِتْرِ أَحَقٌّ هُوَ؟ قَالَ: أَمَا كَحَقِّ الصَّلَاةِ، فَلَا، وَلٰكِنْ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَهُ۔

ترجمہ:

حضرت عاصم بن ضمرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وتر کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ فرض ہیں؟ فرمایا: نماز کی طرح تو فرض نہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، کسی کے لیے مناسب نہیں کہ اسے چھوڑ دے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ، يَقْرَأُ فِي الْأُولَى: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الثَّانِيَةِ: بِقُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ: بِقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الْوِتْرِ: بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الثَّانِيَةِ: بِأُمِّ الْكِتَابِ وَقُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ: بِأُمِّ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے، پہلی میں "سبح اسم ربک الأعلی"، دوسری میں "قل یا أیھا الکفرون" اور تیسری میں "قل ھو اللہ أحد" پڑھا کرتے۔

ایک روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور "سبح اسم ربک الأعلی" دوسری میں سورۃ الفاتحہ اور "قل یا أیھا الکفرون" اور تیسری میں سورۃ الفاتحہ اور "قل ہو اللہ أحد" پڑھا کرتے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی تین رکعات پڑھتے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: اَلْوِتْرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ مَسْخَطَةٌ لِلشَّيْطَانِ، وَأَكْلُ السَّحُورِ مَرْضَاةٌ الرَّحْمَنِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رات کے شروع حصہ میں وتر پڑھنا، شیطان کے لیے غصہ کا باعث ہے اور سحری کھانا اللہ کی رضا کا ذریعہ ہے۔

وتر کا حکم

مذاہب

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں وتر واجب، جب کہ ائمہ ثلاثہ وصاحبین رحمہم اللہ کے ہاں وتر کی نماز سنت ہے۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **"إن اللہ تعالی زادکم صلاۃ، وھی الوتر"**۔

حضرت بریدہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: **"الوتر حق، فمن لم یوتر فلیس منا"**۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **"اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وتراً"**۔

اسی طرح اور بھی دیگر روایات میں ایسے الفاظ سے وتر کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے، جو اس کے وجوب پر دال ہے۔

جمہور رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

جمہور رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ تمام روایات میں فرض نمازوں کی تعداد پانچ بتائی گئی ہے، اگر وتر واجب ہیں تو نمازوں کی تعداد چھ ہونی چاہیے۔

جواب

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں فرض اور واجب میں تھوڑا سا فرق ہے، اس لیے وتروں کو فرائض میں شمار نہیں کیا جاتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ وتر عشاء کی نماز کے تابع ہیں، اس لیے انہیں الگ طور پر فرائض میں نہیں گنا جاتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی رَکْعَاتِ الْوِتْرِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِیْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِیْ نَضْرَةَ، عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا فَصْلَ فِی الْوِتْرِ.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وتروں میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔

وتر کی رکعات کی تعداد

مذاہب

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں وتر کی رکعات کم از کم ایک سے سات رکعات تک ہیں، عام طور پر تین رکعات دو سلاموں کے ساتھ پڑھتے ہیں، جب کہ احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں وتر کی تین رکعتیں ہیں، نہ اس سے کم اور نہ زیادہ اور ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھی جائیں گی۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: **"کان یوتر بسبح اسم ربک الأعلی، وقل یا أیھا الکافرون، وقل ھو اللہ الأحد"**۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ **"أن رسول اللہ اکان لایسلم فی رکعتی الوتر"**۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: **"فصلی بنا ثلاث رکعات، لم یسلم إلا فی آخرھن"**۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے: **"الوتر ثلاث کوتر النھار صلاۃ المغرب"**۔

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

مختلف روایات میں **"أوتر برکعۃ"** اور **"أوتر بسبع"** تک کے الفاظ ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر تین رکعتوں کے ساتھ خاص نہیں۔

جواب

روایات میں ایک سے لے کر تیرہ تک کا عدد مذکور ہے، ان سات سے زائد رکعات میں آپ حضرات یہ توجیہ کرتے ہیں کہ ان سے پوری نماز مراد ہے اور تہجد کی رکعات کا ذکر ہے۔ اسی طرح ہم بھی تین سے زائد رکعات والی روایات میں یہی توجیہ کریں گے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ

رَضِيَ اللہُ عَنہُ، قَالَ: أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَأَوْسَطَهُ، وَآخِرَهُ، لِكَيْ يَكُوْنَ وَاسِعًا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، أَيَّ: ذٰلِكَ أَخَذُوْا بِهِ كَانَ صَوَابًا، غَيْرَ أَنَّهُ مَنْ طَمِعَ لِقِيَامِ اللَّيْلِ، فَلْيَجْعَلْ وِتْرَهُ فِيْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ أَفْضَلُ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللہِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، وَأَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللہُ عَنْهُمَا، أَنَّهُمَا قَالَا: كَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ أَحْيَانًا أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَأَوْسَطَهُ، وَآخِرَهُ، لِيَكُوْنَ سَعَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ.

ترجمہ:

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شروع رات میں بھی وتر پڑھے، درمیان میں بھی اور آخر رات میں بھی، تاکہ مسلمانوں پر وسعت ہوجائے، یعنی وہ جس پر بھی عمل کریں وہ درست ہو۔ علاوہ ازیں جو رات کے قیام کی طمع رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وتر آخری پہر میں پڑھے، کیوں کہ یہ افضل ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہما دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی تو رات کے شروع حصہ میں وتر پڑھتے اور کبھی درمیان اور کبھی آخر میں، تاکہ مسلمان پر وسعت ہوجائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللہُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً إِمَّا الظُّهْرَ وَإِمَّا الْعَصْرَ، فَزَادَ أَوْ نَقَصَ، فَلَمَّا فَرَغَ وَسَلَّمَ، فَقِيْلَ: أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ أَمْ نَسِيْتَ؟ قَالَ: إِنِّيْ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ، ثُمَّ حَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْقِبْلَةِ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، وَتَشَهَّدَ فِيْهَا، ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ۔

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی تو اس میں کمی یا زیادتی

ہوگئی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو عرض کیا گیا کہ کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آیا ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ فرمایا: میں بھی تمہاری طرح بھولتا ہوں، جب میں بھول جایا کروں تو مجھے یاد دلا دیا کرو، پھر قبلہ رو ہو کر دو سہو کے سجدے کیے اور تشہد پڑھا، پھر دائیں بائیں سلام پھیر دیا۔

سجدہ سہو، سلام سے پہلے یا بعد میں؟

مذاہب

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سجدہ سہو سلام سے پہلے اور احناف کے ہاں سلام کے بعد ہے، جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اگر سجدہ سہو نماز میں کسی کمی کی وجہ سے ہوا تو سلام سے پہلے سجدہ سہو کیا جائے گا اور اگر کسی زیادتی کی وجہ سے ہوا تو سلام کے بعد سجدہ سہو کیا جائے گا۔ اور امام احمد رحمہ اللہ اس بارے میں نصوص پر عمل کرتے ہیں کہ جہاں نص میں سلام سے پہلے کیا گیا وہاں سلام سے پہلے اور جہاں سلام کے بعد کیا گیا وہاں سلام کے بعد کیا جائے گا، اور جہاں پر نص نہ ہو وہاں قبل السلام ہوگا۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

ابوداؤد شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مروی ہے: **"لکل سهو سجدتان بعدما یسلم"**۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایسے آدمی کے بارے میں فرمایا جو نماز میں بھول جاتا ہو، یاد نہ رہتا ہو کہ کیا پڑھا ہے تو وہ سلام کے بعد دو سجدے کیا کرے۔

حضرت ضمرہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نماز میں بھول گئے، پھر آپ نے سلام کے بعد دو سجدے کیے۔

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ أن النبیا صلی بهم، فسها، فسجد سجدتین، ثم تشهد، ثم سلم۔ (ترمذی)

جواب

یہ روایت بیان جواز پر محمول ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ ہماری پاس قولی وفعلی دونوں طرح کی روایات ہیں اور فعلی روایات پر قولی روایات راجح ہوتی ہیں، اس لیے احناف کا مذہب راجح ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِيَاضٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي ص.

ترجمہ:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ''سورہ ص'' میں سجدہ کیا۔

سجدہ تلاوت کا حکم

مذاہب

ائمہ ثلاثہ کے ہاں سجدہ تلاوت سنت ہے، جب کہ احناف کے ہاں سجدہ تلاوت واجب ہے۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرات احناف رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی جن آیات میں سجدہ واجب ہے، ان آیات کے مضمون تین طرح کے ہیں:

بعض آیات میں تو سجدہ کرنے کا حکم ہے اور مطلق امر وجوب کے لیے آتا ہے۔

بعض آیات میں کفار کی طرف سے سجدہ کا انکار ہے تو کفار کی مخالفت میں سجدہ کرنا واجب ہے۔

اور بعض آیات میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے تو انبیائے کرام علیہم السلام کی اقتدا واجب ہے۔

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۃ النجم

کی تلاوت کی، مگر آپ علیہ السلام نے سجدہ نہیں فرمایا۔

جواب

یہ روایت اور اس کے علاوہ جن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے سجدہ نہیں فرمایا، تو اس سے مراد ''سجدہ علی الفور'' ہے کہ فوراً سجدہ واجب نہیں ہوتا، بعد میں بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔

سجودِ تلاوت کی تعداد

مذاہب

احناف و شوافع کے ہاں قرآن مجید میں سجودِ تلاوت کی تعداد چودہ ہے۔ ایک سجدہ کی تعیین میں اختلاف ہے، احناف سورہ حج میں ایک سجدہ مانتے ہیں جب کہ شافعی سورہ حج میں دو سجدے مانتے ہیں اور سورہ ص میں سجدہ تلاوت کے قائل نہیں۔

احناف رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''لیس فی الحج إلا سجدة واحدة''۔

شوافع رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: سورۃ الحج کو فضیلت حاصل ہے کہ اس میں دو سجدے ہیں؟ فرمایا: ہاں، جس نے اس سورت کے دونوں سجدے نہ کیے گویا اس نے اس کی تلاوت ہی نہیں کی۔

جواب

اس روایت میں ایک راوی ''ابن لہیعہ'' ہے، جو ضعیف ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَنْعِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ لَمَّا قَدِمَ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ سَلَّمَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ،

فَلَمَّا انصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ سَخَطِ نِعْمَةِ اللّٰہِ، قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: وَمَا ذَاکَ؟! قَالَ: سَلَّمْتُ عَلَیْکَ، فَلَمْ تَرُدَّ عَلَیَّ، قَالَ: إِنَّ فِی الصَّلَاةِ لَشُغْلًا، فَلَمْ نَرُدَّ السَّلَامَ عَلٰی أَحَدٍ مِنْ یَوْمِئِذٍ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ حبشہ سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ کو نماز کی حالت میں سلام کیا، آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا "**اعوذ باللہ من سخط نعمة اللہ**" تو نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: یہ کس لیے؟ عرض کیا: میں نے سلام کیا اور آپ نے جواب نہیں دیا۔ فرمایا: یہ نماز ایک مشغولیت ہے۔ کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد ہم نے کسی کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

نماز میں باتیں کرنا

مذہب

احناف رحمہم اللہ کے ہاں دورانِ نماز کسی بھی قسم کا انسانی کلام نماز کو توڑ دیتا ہے، خواہ بھول کر ہو یا جان بوجھ کر، اصلاح کی نیت سے ہو یا کسی اور مقصد سے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں اگر نماز کی اصلاح کے لیے ہو تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں نسیاناً یا جہلاً عن الحکم قلیل کلام سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

احناف رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

قرآن مجید میں ہے: ﴿وقوموا للہ قانتین﴾ قنوت بمعنی خاموشی۔ یعنی گفتگو سے خاموش ہو کر نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ کی روایت ائمہ ثلاثہ کے مذہب کی دلیل ہے کہ اس روایت میں ہے کہ حضرت ذوالیدین نے نماز میں بات کی تھی اور پھر اسی نماز کو پورا کیا گیا تھا۔

جواب

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے:

"کنا نتکلم فی الصلوۃ، یکلم الرجل صاحبه، وھوإلی جنبه فی الصلوۃ، حتی نزلت: ﴿وقوموا لله قانتين﴾۔فأمرنا بالسكة، ونهينا عن الكلام"۔

چناں چہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ نماز میں کلام پہلے جائز تھا، پھر منسوخ ہوگیا۔لہٰذا جو روایات کلام فی الصلوۃ کے جواز پر دال ہیں وہ ساری منسوخ ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ التَّسْبِيْحِ لِلرِّجَالِ وَ التَّصْفِيْقِ لِلنِّسَاءِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ سَنَّ فِي الصَّلَاةِ إِذَا نَابَهُمْ فِيْهِ شَيْئٌ: اَلتَّسْبِيْحَ لِلرَّجُلِ، وَ التَّصْفِيْقَ لِلنِّسَاءِ۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سنت قرار دیا ہے کہ جب انہیں کوئی بات نماز میں پیش آجائے تو مردوں کے لیے تسبیح ہے اور عورتوں کے لیے ہاتھ پر ہاتھ مارنا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَ مَا لَا يَقْطَعُ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَمَّا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، فَقَالَتْ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، تَزْعُمُوْنَ أَنَّ الْحِمَارَ وَ الْكَلْبَ وَ السِّنَّوْرَ يَقْطَعُوْنَ الصَّلَاةَ، قَرَنْتُمُوْنَا بِهِمْ، اِدْرَأْ مَا اسْتَطَعْتَ، كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُصَلِّيْ وَ أَنَا نَائِمَةٌ إِلَى جَنْبِهِ، عَلَيْهِ ثَوْبٌ جَانِبُهُ عَلَيَّ.

ترجمہ:

حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، فرمایا: اے اہل عراق! تمہارا یہ خیال ہے کہ گدھا، کتا اور بلی سے نماز

ٹوٹ جاتی ہے اور ہمیں بھی ان کے ساتھ ملا دیا، بقدرِ استطاعت روکو، رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں ان کے پہلو سو رہی ہوتی، کپڑے کی ایک جانب مجھ پر ہوتی۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا نَائِمَةٌ إِلَى جَنْبِهِ، وَجَانِبُ الثَّوْبِ وَاقِعٌ عَلَيَّ۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں ان کے پہلو میں سو رہی ہوتی اور کپڑے کی ایک جانب مجھ پر ہوتی۔

نمازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز کا حکم

مذاہب

اصحاب ظاہر کے ہاں نمازی کے سامنے سے عورت، کتا یا گدھا گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے، جب کہ امام احمد رحمہ اللہ کے ہاں صرف کالے کتے کے گزرنے سے نماز ٹوٹتی ہے اور ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہ ہے کہ کسی چیز کے سامنے سے گزرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

دلائل ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "إن رسول الله ﷺ كان يصلي وهي بينه وبين القبلة على فراش أهله اعتراض الجنازة"۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لا يقطع الصلوة شيء"۔

امام احمد اور اصحاب ظواہر کی دلیل

عن أبي ذر رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "إذا صلى الرجل وليس بديه كآخرة الرحل أو كواسطة الرحل قطع صلوته الكلب الأسود والمرأة والحمار"۔ (ترمذی)

جواب

اس روایت میں قطع صلوۃ سے مراد نماز کے خشوع وخضوع کو متاثر کرنا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَطَبَ، فَقَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، لَا تَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا، وَاحْمَدُوْا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْهُ، وَسَبِّحُوْهُ حَتّٰى يَنْجَلِيَ: أَيُّهُمَا انْكَسَفَ، ثُمَّ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم فوت ہوئے اس دن سورج گرہن ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑا ہو کر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: بے شک سورج و چاند اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے، جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو، اللہ کی حمد کرو، تکبیر کہو اور سجدے کرو، یہاں تک کہ دونوں گرہن سے نکل جائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ اتر آئے اور دو رکعتیں نماز پڑھی۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّاسُ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيْمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامًا طَوِيْلًا حَتّٰى ظَنُّوْا أَنَّهُ لَا يَرْكَعُ، ثُمَّ رَكَعَ، فَكَانَ رُكُوْعُهُ قَدْرَ قِيَامِهِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَكَانَ قِيَامُهُ قَدْرَ رُكُوْعِهِ، ثُمَّ سَجَدَ قَدْرَ قِيَامِهِ، ثُمَّ جَلَسَ، فَكَانَ جُلُوْسُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَدْرَ سُجُوْدِهِ، ثُمَّ سَجَدَ قَدْرَ جُلُوْسِهِ، ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَةَ الثَّانِيَةَ، فَفَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ مِنْهَا، بَكٰى، فَاشْتَدَّ بُكَاؤُهُ، فَسَمِعْنَا، وَهُوَ يَقُوْلُ: أَلَمْ تَعِدْنِيْ أَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَأَنَا فِيْهِمْ، ثُمَّ جَلَسَ، فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ لَا يَكْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا كَانَ كَذٰلِكَ، فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنِيْ أُدْنِيْتُ مِنَ الْجَنَّةِ حَتّٰى لَوْ شِئْتُ أَنْ أَتَنَاوَلَ غُصْنًا مِنْ أَغْصَانِ شَجَرِهَا فَعَلْتُ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنِيْ أُدْنِيْتُ مِنَ النَّارِ حَتّٰى

جَعَلْتُ أَتَّقِي، وَلَقَدْ رَأَيْتُ سَارِقَ رَسُوْلِ اللهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: سَارِقَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ بِالنَّارِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ فِيْهَا عَبْدَ بْنِ دَعْدَعٍ سَارِقَ الْحَجَّاجِ بِمِحْجَنِهِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ فِيْهَا امْرَأَةً أَدْمَاءَ حِمْيَرِيَّةً، تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ لَهَا، رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا، وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ وَحَشَرَاتِهَا.

وَفِي رِوَايَةٍ: نَحْوُهُ، وَفِيْهِ: لَقَدْ رَأَيْتُ عَبْدَ بْنِ دَعْدَعٍ سَارِقَ الْحَاجِّ بِمِحْجَنِهِ، فَكَانَ إِذَا خَفِي ذَهَبَ، وَإِذَا رَآهُ أَحَدٌ، قَالَ: إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي.

وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ إِذَا خَفِيَ لَهُ شَيْئٌ ذَهَبَ بِهِ، وَإِذَا ظَهَرَ عَلَيْهِ، قَالَ: إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی وفات ہوئی اس دن سورج گرہن ہوا، لوگوں نے کہا: ابراہیم کی موت کی وجہ سے سورج گرہن ہوا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے لمبا قیام فرمایا، حتی کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ رکوع نہیں کریں گے، پھر رکوع کیا، گویا ان کا رکوع ان کے قیام کے برابر تھا، پھر سر اٹھایا، گویا قومہ رکوع کے برابر تھا، پھر اپنے قیام کی بقدر سجدہ کیا، پھر جلسہ فرمایا، ان کا دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا ان کے سجدوں کے برابر تھا، پھر جلسے کی بقدر سجدہ فرمایا، پھر دوسری رکعت پڑھی، اسی طرح کیا، یہاں تک کہ جب اس رکعت کے سجدہ میں تھے تو بہت زیادہ روئے، ہم نے سنا کہ آپ کہہ رہے تھے: ''کیا آپ نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ میرے ان کے درمیان ہوتے ہوئے آپ انہیں عذاب نہیں دیں گے؟'' پھر آپ بیٹھ گئے، تشہد پڑھا، پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے پھر فرمایا: بے شک سورج و چاند اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے، جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو، تحقیق مجھے جہنم کے قریب کیا گیا اتنا کہ میں خود کو بچانے لگا، میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کے چور کو دیکھا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر کے چور کو دیکھا کہ اسے آگ کا عذاب دیا جا رہا ہے۔ میں نے اس میں عبد بن دعدع کو اس کی لکڑی کے ساتھ دیکھا جو حاجیوں کا چور ہے۔ میں نے اس میں قبیلہ حمیر کی ایک سانولی عورت کو دیکھا، جس کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا ہے، اسے

باندھ لیا تھا، نہ کھلاتی تھی اور نہ چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھائے۔
ایک روایت میں ہے کہ میں عبد بن دعدع کو دیکھا جو اپنی لکڑی کے ساتھ حاجیوں کی چوری کرتا تھا کہ جب چھپ جاتا تو چلا جاتا اور جب کوئی اسے دیکھ لیتا تو کہتا کہ میری لکڑی کے ساتھ پھنس گئی تھی۔

کسوف اور صلوۃ الکسوف کی شرعی حیثیت

دو لفظ استعمال ہوتے ہیں، کسوف، خسوف۔ کسوف کے معنی ہیں تغیر وتبدل' پھر عرف میں سورج گرہن کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ اور خسف کے معنی ہیں دھنسنا' اب چاند گرہن کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

مذاہب

صلوۃ الکسوف کا حکم ائمہ ثلاثہ کے ہاں سنت ہے، جب کہ احناف رحمہم اللہ کے ہاں یہ واجب کا درجہ رکھتی ہے۔ پھر احناف کے ہاں عام نمازوں کی طرح اسے ادا کیا جائے گا، جب کہ ائمہ ثلاثہ ہر رکعت میں دو رکوع کرنے کا کہتے ہیں۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کہ جب سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، جیسا کہ تم لوگ پڑھتے ہو۔

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: "**فصلی رکعتین وأربع سجداتٍ**"۔

اسی مضمون کی روایات حضرت سمرہ بن جندب، حضرت قبیصہ ہلالی، حضرت عبد اللہ بن عمرو اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت عائشہ، حضرت اسماء، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن العاص رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس نماز میں دو رکوع فرمائے۔

جواب

یہ رکوع نماز کا جز نہیں تھے، بلکہ سجدہ شکر کی طرح کے رکوع تھے اور اس کی ہیئت بھی نماز کے رکوع سے مختلف تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ نَاصِحٍ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ۔

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں استخارہ اسی طرح سکھایا کرتے جیسا قرآن کی سورت سکھایا کرتے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ فِي الْأَمْرِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَمْرًا، فَلْيَتَوَضَّأْ، وَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ، فَإِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَتَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ الْأَمْرُ خَيْرًا لِيْ فِيْ مَعِيْشَتِيْ، وَخَيْرًا لِيْ فِيْ عَاقِبَةِ أَمْرِيْ، فَيَسِّرْهُ لِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ.

وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: وَإِنْ كَانَ غَيْرُهُ فَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهِ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمیں معاملات میں استخارہ کرنا اسی طرح سکھاتے جیسا کہ قرآن کی سورت سکھاتے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی معاملہ کا ارادہ کرے تو وہ وضو کر کے دو رکعتیں نفل پڑھے، پھر کہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ، فَإِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَتَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ الْأَمْرُ خَيْرًا لِيْ

فِيْ مَعِيْشَتِيْ، وَخَيْرًا لِيْ فِيْ عَاقِبَةِ أَمْرِيْ، فَيَسِّرْهُ لِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ.

ایک روایت میں یوں ہے کہ: "وَإِنْ كَانَ غَيْرُهُ فَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهِ"

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صَلَاةِ الضُّحٰى

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْحَرْثِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَضَعَ لَأْمَتَهُ، وَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهَا، ثُمَّ دَعَا بِثَوْبٍ وَاحِدٍ فَصَلّٰى فِيْهِ.

وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: مُتَوَشِّحًا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ لَأْمَتَهُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، قَالَ: فَأُتِيَ بِهِ فِيْ جَفْنَةٍ فِيْهَا خُبْزُ الْعَجِيْنِ، فَاسْتَتَرَ بِثَوْبٍ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ دَعَا بِثَوْبٍ فَتَوَشَّحَ بِهِ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ: وَهِيَ الضُّحٰى.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے روز اپنی زرہ اتاری اور پانی منگوا کر اپنے اوپر ڈالا، پھر ایک کپڑا منگوایا اور اس میں نماز پڑھی۔

ایک روایت میں ہے کہ "کپڑے کو بغل کے نیچے سے نکال کر گدی پر ڈال کے گرہ لگائی"۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے روز اپنی زرہ اتاری، پھر پانی منگوایا، جو ایک پیالے میں لایا گیا، جس میں گوندھا ہوا آٹا لگا تھا، آپ نے کپڑے سے پردہ کر کے غسل کیا، پھر ایک کپڑا منگوایا، اس سے توشح کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں۔

ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ چاشت کی نماز تھی۔

فائدہ

چاشت کی نماز مستحب ہے اور شوافع کے ہاں اسے سنت میں شمار کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِعْتِكَافِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ قَامَ وَنَامَ، وَإِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ شَدَّ الْمِيْزَرَ وَأَحْيَا اللَّيْلَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب رمضان شروع ہوتا تو رات کو قیام بھی کرتے اور آرام بھی فرماتے اور جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو ازار سخت باندھ لیتے اور راتوں کو جاگتے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهَجُّدِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ زِيَادٍ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ عَامَّةَ اللَّيْلِ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: أَلَيْسَ قَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا.

ترجمہ:

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام راتوں میں اتنا قیام فرماتے کہ پاؤں پر ورم آجاتا۔ تو صحابہ کرام نے عرض کیا: کیا آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف نہیں کر دیے گئے؟ تو فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

أَبُوْ حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ: أَنَّ صَلٰوةَ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ كَانَتْ ثَلٰثَ عَشَرَ رَكْعَةً، مِنْهُنَّ ثَلٰثُ رَكَعَاتِ الْوِتْرِ، وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ۔

ترجمہ:

حضرت جعفر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی رات کی نماز تیرہ رکعتیں تھی، جن میں سے تین وتر اور دو فجر کی سنتیں بھی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سُنَّةِ الْفَجْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ حُمْرَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا لَقِيَ ابْنُ عُمَرَ قَطُّ إِلَّا وَأَقْرَبُ النَّاسِ مَجْلِسًا حُمْرَانُ، فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ: يَا حُمْرَانُ، أَلَا أَرَاكَ تُوَاظِبُنَا إِلَّا وَأَنْتَ تُرِيدُ لِنَفْسِكَ خَيْرًا؟ فَقَالَ: أَجَلْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: أَمَّا اثْنَتَانِ، فَإِنِّي أَنْهَاكَ عَنْهُمَا، أَمَّا وَاحِدَةٌ، فَإِنِّي آمُرُكَ بِهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِهَا، قَالَ: مَا هِيَ تِلْكَ الْخِصَالُ الثَّلَاثَةُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ قَالَ: لَا تَمُوتَنَّ وَعَلَيْكَ دَيْنٌ إِلَّا دَيْنًا تَدَعُ لَهُ وَفَاءً، وَلَا تَسَمَّعَنَّ مِنْ تِلَاوَةِ آيَةٍ، فَإِنَّهُ يُسَمَّعُ بِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا سَمَّعْتَ بِهِ قِصَاصًا، وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا، وَأَمَّا الَّذِي آمُرُكَ بِهِ كَمَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَكْعَتَا الْفَجْرِ فَلَا تَدَعْهُمَا، فَإِنَّ فِيهِمَا الرَّغَائِبَ.

ترجمہ:

حضرت حمران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نہیں ملا، مگر میں مجلس میں ان کے قریب بیٹھتا، ایک دن انہوں نے فرمایا: اے حمران! میں نہیں سمجھتا کہ تو اتنی پابندی کرتا ہے، مگر تو اپنے لیے خیر چاہتا ہے۔ تو اس نے کہا: جی ہاں، اے ابوعبدالرحمن! فرمایا: دو چیزوں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں اور ایک چیز کا حکم دیتا ہوں، جس کا میں نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیتے ہوئے سنا، کہا: وہ تین خصلتیں کیا ہیں؟ اے ابوعبدالرحمن! فرمایا: تم اس حال میں نہ مرنا کہ تمہارے اوپر کسی کا قرض ہو، مگر دین کی بقدر مال چھوڑا ہو۔ ایک آیت بھی دکھلاوے کے لیے نہ پڑھنا، اس لیے کہ قیامت کے روز تیری تشہیر کی جائے گی جیسا کہ تو نے پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔ اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ باقی وہ جس کا میں تجھے حکم دے رہا ہوں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو وہ فجر کی دو رکعتیں ہیں، تو ان کو مت چھوڑنا، اس لیے کہ ان میں رغبت کے اسباب ہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نوافل میں سے کسی نفل کی اس قدر پابندی نہ فرماتے جتنی کہ فجر کی دو رکعتوں کی۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا، أَوْ شَهْرًا، فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس چالیس دن یا مہینے اس پر غور کرتا رہا ہوں کہ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سنا کہ آپ فجر کی سنتوں میں "قل هو الله أحد" اور "قل يا أيها الكفرون" پڑھتے ہیں

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ، لَمْ يَبْرَحْ عَنْ مَكَانِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَتَبْيَضَّ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی جگہ بیٹھے رہتے، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر خوب روشن ہو جاتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَنْ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي الْمَسْجِدِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْعِشَاءِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ عَدَلْنَ مِثْلَهُنَّ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے عشاء کے بعد مسجد سے باہر جانے سے پہلے چار رکعتیں پڑھی وہ ثواب میں لیلۃ القدر کے برابر ہیں۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ صَلَّى

أَرْبَعًا بَعْدَ الْعِشَاءِ، لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ، يَقْرَأُ فِي الْأُوْلَى: بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَتَنْزِيْلِ السَّجْدَةِ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ: بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَحم الدُّخَانِ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ: بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ويس، وَفِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ: بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَتَبَارَكَ الْمَلِكُ، كُتِبَ لَهُ كَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، وَشُفِّعَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ كُلِّهِمْ مِمَّنْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، وَأُجِيرَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی عشاء کے بعد چار رکعتیں پڑھے، ان میں سلام کے ساتھ فاصلہ نہ کرے، پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الم سجدہ پڑھے، دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور حم الدخان پڑھے، تیسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ یاسین پڑھے اور آخری رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الملک پڑھے تو اس کے لیے اتنا ثواب لکھا جائے گا جتنا اس شخص کے لیے جو لیلۃ القدر میں قیام کرے اور اس کے تمام گھر والوں کے حق میں جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی، اس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور اسے جہنم کے عذاب سے بچا لیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ يُصَلِّي بَعْدَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوْتِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلُّوْا فِي بُيُوْتِكُمْ، وَلَا تَجْعَلُوْهَا قُبُوْرًا۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے گھروں میں (نفل) نماز پڑھا کرو اور انہیں قبریں نہ بناؤ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سُنَّةِ الرَّكْعَتَيْنِ فِي الْكَعْبَةِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَأَلْتُ بِلَالًا، أَيْنَ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ؟ وَكَمْ صَلَّى؟ قَالَ: صَلَّى رَكْعَتَيْنِ مِمَّا يَلِي الْعَمُوْدَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ بَابَ الْكَعْبَةِ، وَالْبَيْتُ إِذْ ذَاكَ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ میں کتنی رکعتیں پڑھی تھیں اور کہاں پڑھی تھیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ دو رکعتیں پڑھی تھیں، ان دوستونوں کے پاس جو ملے ہوئے ہیں اور دروازے کے قریب ہیں اور بیت اللہ کے اس وقت چھ ستون تھے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنْ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ يَوْمَ دَخَلَهَا، فَقَالَ: صَلَّى فِي الْكَعْبَةِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، فَقَالَ لَهُ: أَرِنِي الْمَكَانَ الَّذِي صَلَّى فِيْهِ، فَقَالَ: فَبَعَثَ مَعَهُ ابْنَهُ، ثُمَّ ذَهَبَ تَحْتَ الْأُسْطُوَانَةِ بِحِيَالِ الْجِذْعَةِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، قُلْتُ لَهُ: أَرِنِي الْمَكَانَ الَّذِي صَلَّى فِيْهِ، فَبَعَثَ مَعَهُ ابْنَهُ، فَأَرَانِي الْأُسْطُوَانَةَ الْوُسْطَى تَحْتَ الْجِذْعَةِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ ان سے کسی نے کعبہ میں نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا جس دن وہ داخل ہوئے تھے، تو آپ نے فرمایا: کعبہ میں چار رکعتیں پڑھی تھیں، اس نے کہا: مجھے وہ جگہ دکھائیں جہاں نماز پڑھی تھی؟ راوی کہتے ہیں: اس کے ساتھ اپنے بیٹے کو بھیجا، پھر وہ گئے کھجور کے تنے کے مقابل میں، درمیان والے ستون کے نیچے۔

ایک روایت میں ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے کعبہ میں چار رکعتیں پڑھی

تھیں، میں نے کہا: مجھے وہ جگہ دکھائیں جہاں نماز پڑھی تھی؟ راوی کہتے ہیں: میرے ساتھ اپنے بیٹے کو بھیجا، اس نے مجھے کھجور کے تنے کے نیچے درمیان والا ستون دکھایا۔

•

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوْتُ لَهُ ثَلَاثٌ مِنَ الْوَلَدِ، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ تَعَالَى الْجَنَّةَ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوِ اثْنَانِ؟ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوِ اثْنَانِ۔

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کے تین بیٹے مرجائیں تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اگر دو ہوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو ہوں تب بھی یہی حکم ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّكَ لَتَرَى السِّقْطَ مُحْبَنْطِئًا، يُقَالُ لَهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ: لَا، حَتَّى يَدْخُلَ أَبَوَايَ۔

ترجمہ:

ایک شامی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک تو دیکھے گا پیٹ میں مرنے والے بچے کو ہکا بکا، اسے کہا جائے گا: جنت میں چلے جاؤ، وہ کہے گا نہیں، یہاں تک کہ میرے ماں باپ جنت میں داخل ہو جائیں۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التُّسْتَرِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مَاتَ الْعَبْدُ، وَاللهُ يَعْلَمُ مِنْهُ شَرًّا، وَيَقُوْلُ النَّاسُ فِي حَقِّهِ خَيْرًا، قَالَ اللهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ: قَدْ قَبِلْتُ شَهَادَةَ عِبَادِي عَلَى عَبْدِي، وَغَفَرْتُ عِلْمِي۔

ترجمہ:

حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی بندہ مرتا ہے، اللہ اس کے بارے میں جانتے ہیں کہ وہ بُرا ہے، لوگ اس کے بارے میں اچھی باتیں کرتے ہیں تو اللہ تعالی فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندوں کی گواہی اپنے اس بندے کے حق میں قبول کرلی اور میں نے اپنے علم کے باوجود معاف کردیا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَلِمَ أَنَّ اللهَ يَغْفِرُ لَهُ، فَهُوَ مَغْفُوْرٌ لَهُ۔

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ اس کو بخش دیں گے تو وہ بخش دیا گیا ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ تُحْمَلَ بِجَوَانِبِ السَّرِيْرِ، فَمَا زَادَ عَلَى ذٰلِكَ، فَهُوَ نَافِلَةٌ۔

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ میت کو چارپائی کے کونے سے ایک مرتبہ اٹھایا جائے، جو اس پر زیادتی کرے وہ اس کے لیے نفل ہوگا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِيْ عَطِيَّةَ الْوَادِعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ جَنَازَةٍ، فَرَأَى امْرَأَةً فَأَمَرَ بِهَا، فَطُرِدَتْ، فَلَمْ يُكَبِّرْ حَتَّى لَمْ يَرَهَا.

ترجمہ:

حضرت عطیہ بن وداعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں شریک ہوئے تو وہاں ایک عورت کو دیکھا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے واپس بھیج دیا گیا، اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جب تک وہ نظر سے اوجھل نہیں ہوگئی۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَمَعَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُمْ عَنِ التَّكْبِيرِ، قَالَ لَهُمْ: انْظُرُوْا آخِرَ جَنَازَةٍ كَبَّرَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدُوْهُ قَدْ كَبَّرَ أَرْبَعًا حَتَّى قُبِضَ، قَالَ عُمَرُ: فَكَبِّرُوْا أَرْبَعًا۔

ترجمہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کو جمع کیا اور ان سے جنازہ میں تکبیر کی تعداد کے بارے میں پوچھا، انہیں فرمایا: آخری جنازہ دیکھو کہ اس پر نبی اکرم ﷺ نے کتنی تکبیریں کہی تھی؟ تو انہیں پتہ چلا کہ وفات تک چار تکبیریں کہی ہیں، تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم چار تکبیریں کہا کرو۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُوْلُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْمَيِّتِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا۔

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب میت پر جنازہ پڑھتے تو یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا"۔ (ترجمہ) اے اللہ! بخش دے ہمارے زندوں کو، ہمارے مردوں کو، موجود کو، غیر موجود کو، چھوٹوں کو بڑوں کو مردوں کو اور عورتوں کو۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: أُلْحِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأُخِذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ، وَنُصِبَ عَلَيْهِ اللَّبِنُ نَصْبًا.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر لحد والی بنائی گئی اور آپ کو قبلہ کی طرف سے لیا گیا اور اینٹ اوپر نصب کی گئی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّؤَالِ فِي الْقَبْرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وُضِعَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ الْمَلَكُ، فَأَجْلَسَهُ، فَقَالَ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَقَالَ: اللّٰهُ، قَالَ: وَمَنْ نَبِيُّكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قَالَ: وَمَا دِيْنُكَ؟ قَالَ: الإِسْلَامُ، قَالَ: فَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ، وَيَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، فَإِذَا كَانَ كَافِرًا أَجْلَسَهُ الْمَلَكُ، فَقَالَ: مَنْ رَبُّكَ؟ قَالَ: هَاهْ لَا أَدْرِي، كَالْمُضِلِّ شَيْئًا، فَيَقُولُ: مَنْ نَبِيُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ لَا أَدْرِي، كَالْمُضِلِّ شَيْئًا، فَيَقَالُ: مَا دِيْنُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ لَا أَدْرِي، كَالْمُضِلِّ شَيْئًا، فَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ، وَيَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، فَيَضْرِبُهُ ضَرْبَةً يَسْمَعُهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: الْجِنَّ وَالإِنْسَ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ﴾۔

ترجمہ:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤمن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے، اسے بٹھا کر پوچھتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: اللہ۔ وہ پوچھتا ہے: تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے: محمد۔ وہ پوچھتا ہے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: اسلام۔ راوی کہتے ہیں: پھر اس کے لیے قبر کشادہ ہو جاتی ہے اور وہ اپنی جنت میں مقام دیکھ لیتا ہے۔ جب وہ کافر ہو تو فرشتہ اسے بٹھا کر پوچھتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: ہاہ! مجھے معلوم نہیں۔ جیسے چیز گم کیا ہوا آدمی کہتا ہے۔ پھر وہ پوچھتا ہے: تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے: ہاہ! مجھے معلوم نہیں۔ جیسے چیز گم کیا ہوا آدمی کہتا ہے، پھر وہ پوچھتا ہے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے: ہاہ، مجھے معلوم نہیں۔ چیز گم کیے ہوئے آدمی کی طرح۔ پھر اس پر قبر تنگ کر دی جاتی ہے اور اسے جہنم میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔ پھر اسے مارا جاتا ہے، جس کی آواز جنوں و انسانوں کے علاوہ سب سنتے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا

یَشَاءُ﴾۔(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھتا ہے ایمان والوں کو مظبوط قول کے ذریعے سے دنیا اور آخرت زندگی میں اور اللہ گمراہ کرتا ہے ظالموں کو اور کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الْقَبْرِ ثَلَاثٌ: سُؤَالٌ عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَدَرَجَاتٌ فِي الْجِنَانِ، وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عِنْدَ رَأْسِكَ.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قبر میں تین چیزیں ہوں گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں سوال، جنت میں درجات اور تیرے سر کے پاس قرآن کا پڑھنا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ، فَأَتَى قَبْرَ أُمِّهِ، فَجَاءَ وَهُوَ يَبْكِيْ أَشَدَّ الْبُكَاءِ، حَتَّى كَادَتْ نَفْسُهُ تَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ رَبِّيْ فِيْ زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّ مُحَمَّدٍ، فَأَذِنَ لِيْ، وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي الشَّفَاعَةِ فَأَبَى عَلَيَّ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ، قَالَ: اسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فِيْ زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ، فَأَذِنَ لَهُ، فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتَّى انْتَهَوْا إِلَى قَرِيبٍ مِنَ الْقَبْرِ، فَمَكَثَ الْمُسْلِمُوْنَ، وَمَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكَثَ طَوِيلًا، ثُمَّ اشْتَدَّ بُكَاؤُهُ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ لَا يَسْكُنُ، فَأَقْبَلَ، وَهُوَ يَبْكِيْ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَا أَبْكَاكَ يَا نَبِيَّ اللهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ؟ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ رَبِّيْ فِيْ زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّيْ، فَأَذِنَ لِيْ، وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي الشَّفَاعَةِ، فَأَبَى، فَبَكَيْتُ رَحْمَةً لَهَا، وَبَكَى الْمُسْلِمُوْنَ رَحْمَةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے، تو آپ اپنی والدہ کی قبر کے پاس آئے، پھر واپس آئے اس حال میں کہ بہت زیادہ رو رہے تھے، قریب تھا کہ روح آپ کے جسم اطہر سے نکل جائے، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا چیز آپ کو رُلاتی ہے؟ فرمایا: میں نے اپنے رب سے محمد کی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی، وہ مجھے مل گئی، پھر میں نے شفاعت کی اجازت مانگی تو اس کا انکار کر دیا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے اپنے رب سے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی، تو اس کی اجازت مل گئی، آپ چلے اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ قبر کے قریب پہنچ گئے، مسلمان وہاں ٹھہرے، نبی اکرم ﷺ وہاں بہت دیر تک ٹھہرے رہے، پھر بہت سخت روئے، حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ خاموش نہیں ہوں گے، پھر روتے ہوئے تشریف لائے تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے اللہ کے نبی! آپ کو کس چیز نے رولایا ہے؟ فرمایا: میں نے اپنے رب سے والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی، وہ مجھے مل گئی اور میں نے شفاعت کی اجازت مانگی تو اس کا انکار کر دیا گیا۔ مجھے ان پر شفقت کی وجہ سے رونا آ گیا اور مسلمان نبی اکرم ﷺ پر شفقت کرتے ہوئے رو پڑے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے بارے میں اقوال

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے بارے میں تین اقوال ہیں

۱۔ متقدمین کا قول: مسلمان نہیں تھے۔ دلیل مذکورہ حدیث ہے

۲: بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس پر توقف کیا جائے گا۔ کیوں کہ ادلہ متعارض ہیں۔

۳: متاخرین حضرات فرماتے ہیں کہ مسلمان تھے دلائل: ۱۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدین پر شفقت کرنے کی وجہ سے اللہ پاک نے ان کو دوبارہ زندہ فرمایا تھا اور انہوں نے ایمان لایا پھر وفات ہوئی۔ ۲ دلیل: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین فطرت کے زمانے میں تھے اور فطرت کے زمانے میں کامیابی کا مدار اس چیز پر ہے کہ شرک نہ کرتا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین مشرک نہیں تھے۔ ۳ دلیل: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین دین ابراہیمی کے پیروکار تھے۔

قول راجح

تیسرا قول راجح ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی کافر سے نور نبوت پیدا نہیں فرماتے، اور جہاں تک بات ہے ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر کی تو اکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ وہ آپ علیہ السلام کے چچا تھے والد نہیں تھے

بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ وَالسَّلَامِ عَلَى أَهْلِهَا

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، وَحَمَّادٍ، أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْقُبُوْرِ أَنْ تَزُوْرُوْهَا، فَزُوْرُوْهَا، وَلَا تَقُوْلُوْا: هُجْرًا.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو، لیکن جاہلیت کی باتیں مت کرنا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْمَقَابِرِ، قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب قبرستان کی طرف جاتے تو یوں فرماتے: "اَلسَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ"۔ (ترجمہ) اے مسلمانو! تم پر سلامتی ہو، ہم بھی تمہیں ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے لیے اور آپ کے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

كِتَابُ الزَّكَاةِ

زکوۃ کے لغوی واصطلاحی معنی

زکوۃ کے معنی طہارت، پاکیزگی اور اضافہ کے آتے ہیں، وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زکوۃ کی ادائیگی سے بقیہ مال میں اضافہ ہوتا ہے اور طہارت و پاکیزگی آجاتی ہے۔ اصطلاح میں زکوۃ کہتے ہیں: "کسی مستحق کو مال کے ایک حصہ کا حکم خداوندی کی تعمیل کی نیت سے مکمل طور پر مالک بنانا، (بشرطیکہ وہ ہاشمی اور اس کا آزاد کردہ نہ ہو) جو مال نصاب تک پہنچ گیا ہو اور اس پر سال گزر گیا ہو"۔

اہمیتِ زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے، جو رمضان کے فرض ہونے سے قبل ۲ھ میں فرض ہوئی، جس کا ثبوت قرآن وسنت اور اجماع تینوں سے ہے، ارشاد باری ہے ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾، ارشاد نبوی ﷺ ہے: "بني الإسلام على خمس: شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله، وإقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، وصوم رمضان، وحج البيت"۔ (ترمذی) اور اس پر اجماع بھی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شریعت میں فرضیت زکوۃ ایک امر قطعی ہے، جس کا منکر کافر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّكَازِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرِّكَازُ مَا رَكَزَهُ اللهُ تَعَالَى فِي الْمَعَادِنِ الَّذِي تَنْبُتُ فِي الْأَرْضِ۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رکاز وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کان میں گاڑا ہے جو زمین میں پیدا ہوتی ہے۔

معدن، رکاز میں داخل ہے یا نہیں؟

رکاز کہتے ہیں وہ خزانہ جو زمین میں دفن کیا گیا ہو۔ اور معدن کے معنی ہیں: زمین میں خلقی طور پر چھپا ہوا خزانہ، مختلف دھاتوں کی کانیں وغیرہ۔

مذاہب

اتنی بات میں اتفاق ہے کہ رکاز میں خمس واجب ہے، اختلاف اس بات میں ہے کہ معدن پر خمس ہے یا نہیں؟ احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں رکاز کا اطلاق معدن پر بھی ہوتا ہے، اس لیے اس میں خمس واجب ہے، جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، اس لیے اس میں خمس نہیں ہے۔

احناف رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فی الرکاز الخمس، قیل: وما الرکاز یارسول اللہ؟ قال: "الذھب الذی خلقہ اللہ تعالی فی الأرض یوم خلقت"۔ (عمدۃ القاری)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

حدیث میں ہے "المعدن جبار" جس کا مطلب ہے کہ معدن پر کوئی زکوۃ نہیں اور معدن و رکاز کو الگ الگ ذکر کیا گیا ہے، اس لیے یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، وگرنہ ان کو الگ الگ بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

جواب

اس حدیث مبارکہ میں "المعدن جبار" کا وہ مطلب نہیں جو آپ حضرات نے لیا ہے، بلکہ یہاں معدن سے مراد معدن میں گر کر مر جانے والا آدمی ہے کہ اس کا خون ہدر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كُلِّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مَعْرُوْفٍ فَعَلْتَهُ إِلَى غَنِيٍّ وَفَقِيْرٍ صَدَقَةٌ۔

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نیکی جو تو امیر و غریب کے ساتھ کرتا ہے وہ صدقہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَوْنِ الصَّدَقَةِ هَدِيَّةً لِلْغَيْرِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيْرَةَ بِلَحْمٍ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بریرہ کو گوشت صدقہ کیا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے دیکھ کر فرمایا: وہ اس کے لیے تو صدقہ ہے، ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے فقہ کا ایک ضابطہ مستنبط کیا گیا ہے کہ ''تبدلِ ملک تبدلِ عین کا فائدہ دیتا ہے''۔

كِتَابُ الصَّوْمِ

صوم کے لغوی و اصطلاحی معنی

صوم کے لغوی معنی ہیں: ''امساک'' یعنی رکنا، اس کے اصطلاحی معنی ہیں ''صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک تین چیزوں (کھانا، پینا، جماع) سے روزہ کی نیت سے رک جانا''۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّوْمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُوْلُ اللهُ تَعَالَى: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ، إِلَّا الصِّيَامَ، فَهُوَ لِي، وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ.

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے، سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور اس کا بدلہ میں خود دوں گا۔

قوله: فَهُوَ لِي کا کیا مطلب؟

عبادات تو تمام اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ روزہ کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی؟

محدثین کرامؒ نے اس کی کئی توجیہات بیان فرمائی ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ **''الصوم أحب العبادات اليّ و المقدم عندی''**۔

۲۔ "الصوم لی" میں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت تعظیم کے لیے ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے "بیت اللہ" حالاں کہ تمام گھر اللہ ہی کے ہیں۔

۳۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں ریاء کا دخل نہیں جب کہ دیگر عبادات ظاہرہ میں ریاء کا خطرہ ہے۔ اس لیے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی ہے۔

قوله: وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ روزہ کا بدلہ فرشتوں کو واسطہ بنائے بغیر ہم خود عطاء کریں گے، جب کہ باقی تمام عبادات کا بدلہ عطاء کرنے میں فرشتوں کا واسطہ ہوگا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ جَاعَ يَوْمًا، فَاجْتَنَبَ الْمَحَارِمَ، وَلَمْ يَأْكُلْ مَالَ الْمُسْلِمِيْنَ بَاطِلًا، إِلَّا أَطْعَمَهُ اللهُ تَعَالَى مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مؤمن آدمی ایک دن بھوکا رہا، حرام چیزوں سے پرہیز کیا اور مسلمانوں کا مال ناحق طریقے سے نہیں کھایا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائیں گے۔

قوله: "مُؤْمِنٍ جَاعَ يَوْمًا" سے مراد روزہ دار ہے، دوسرا احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی ویسے ہی بھوکا رہا اور حرام کاموں سے بچتا رہا تو یہ بھی مراد ہوسکتا ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ: مُرْ قَوْمَكَ، فَلْيَصُوْمُوْا هٰذَا الْيَوْمَ، قَالَ: إِنَّهُمْ طَعِمُوْا، قَالَ: قَالَ: وَإِنْ كَانَ قَدْ طَعِمُوْا۔

ترجمہ:

حضرت حمید بن عبدالرحمن حمیری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے اپنے ایک صحابی کو عاشوراء کے روز ارشاد فرمایا: اپنی قوم کے لوگوں سے کہو کہ اس دن روزہ رکھیں، اس نے عرض کیا: وہ تو کھانا کھا چکے ہیں، فرمایا: اگر چہ وہ کھانا کھا چکے ہیں۔

صومِ عاشوراء کا حکم

رمضان المبارک کے روزوں سے پہلے عاشوراء کا روزہ رکھا جاتا تھا، البتہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ رمضان سے پہلے یہ روزہ فرض تھا یا مستحب؟

احناف رحمہ اللہ علیہم کے ہاں رمضان سے پہلے یہ روزہ فرض تھا، رمضان کی وجہ سے اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں رمضان سے پہلے سنت تھا، پھر مستحب رہ گیا۔ اب بالا جماع یہ مستحب ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ، عَنْ ابن عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْنَبٍ، فَأَمَرَ أَصْحَابَهُ، فَأَكَلُوْا، وَقَالَ لِلَّذِيْ جَاءَ بِهَا: مَالَكَ لَاتَأْكُلُ مِنْهَا؟ قَالَ: إِنِّيْ صَائِمٌ، قَالَ: وَمَاصَوْمُكَ؟ قَالَ: تَطَوُّعٌ، قَالَ: فَهَلَّا الْبِيْضَ؟

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک خرگوش لایا گیا تو آپ نے اپنے صحابہ کو کھانے کا حکم دیا، اور جو آدمی لایا تھا، اس سے پوچھا: تجھے کیا ہے تو کیوں نہیں کھاتا؟ اس نے عرض کیا میں روزہ دار ہوں، آپ نے پوچھا: کون سا روزہ؟ عرض کیا: نفلی، فرمایا: ایام بیض کے روزے کیوں نہیں رکھتے؟

فائدہ (ایام بیض)

ایام بیض سے مراد ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان تاریخوں میں چاند مکمل وروشن ہوتا ہے، اس لیے ان ایام کو ایام بیض کہا جاتا ہے۔ گویا اس کی روشنی کو سفیدی کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْأَذَانِ بِاللَّيْلِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ، وَقَدْ حَلَّتِ الصَّلَاةُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بلال رات کو اذان دے دیتے ہیں تو کھاتے پیتے رہو، یہاں کہ ابن ام مکتوم اذان دیں، کیوں کہ وہ اذان دیتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

وقت سے پہلے فجر کی اذان

مذاہب

امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے ہاں فجر کی اذان وقت سے پہلے دینا جائز نہیں، جب کہ امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں وقت سے پہلے بھی فجر کی اذان دی جا سکتی ہے۔

ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف ک رحمۃ اللہ علیہم ے دلائل

۱۔حدیث باب ،عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ، وَقَدْ حَلَّتِ الصَّلَاةُ“۔یہی روایت مسلم اور ترمذی میں بھی ہے۔

۲۔عن سمرة بن جندب قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: ”لا يمنعنكم من سحوركم أذان بلال، ولا الفجر المستطيل، ولكن الفجر المستطير في الأفق...“۔(أخرجه مسلم)

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم ان احادیث سے استدلال کرتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ بلال نے رات میں اذان دی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعادہ کا حکم نہیں دیا۔

جواب

۱۔وجہ یہ ہے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان فجر کے وقت کے لیے ہوتی، بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کافی نہ تھی۔

۲۔کتب احادیث میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں ملتی کہ جس میں صرف اذان باللیل پر اکتفا کا ذکر ہو۔اس لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے رات کے وقت اذان دینے والی روایت سے استدلال درست نہیں۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "أن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال له: **لا تؤذن حتى يستبين لک الفجر، هكذا ومديديه عرضاً**"۔ (أبو داود، باب في الأذان قبل دخول الوقت)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "**ما كانوا يؤذنون حتى ينفجر الفجر**"۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، باب من كره أن يؤذن قبل الفجر)

عقلی دلیل یہ ہے کہ اذان دینے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو آگاہ کیا جائے کہ نماز کا وقت شروع ہوگیا ہے، اگر وقت سے پہلے اذان دینا بھی جائز قرار دیا جائے تو یہ مقصد حاصل نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ بِالْحِجَامَةِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِي السَّوَّارِ وَيُقَالُ: أَبُو السَّوَرَاءِ، وَهُوَ السُّلَمِيُّ، عَنِ ابْنِ حَاضِرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ بِالْقَاحَةِ، وَهُوَ صَائِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَ: احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ، وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ، وَلَوْ كَانَ خَبِيْثًا مَا أَعْطَاهُ۔

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قاحہ کے مقام پر پچھنے لگوائے، اس حال میں کہ آپ روزے سے تھے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے قاحہ کے مقام پر پچھنے لگوائے دراں حال یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام کی حالت میں روزے سے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی اجرت بھی دی، اگر اجرت حرام ہوتی تو آپ اسے نہ دیتے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعْدَمَا قَالَ: أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ یہ ارشاد فرمانے کے بعد پچھنے لگوائے **"أفطر الحاجم والمحجوم"** کہ پچھنے لگانے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا ہے۔

حجامہ سے روزہ کا حکم

مذاہب

امام احمد رحمہ اللہ کے ہاں حجامہ مفسد صوم ہے، جب کہ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں حجامہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور یہ عمل مکروہ بھی نہیں۔

امام احمدؒ کی دلیل

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **"أفطر الحاجم والمحجوم"**۔ (ترمذی)

دلائلِ جمہور رحمۃ اللہ علیہم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مختلف طرق سے یہ روایت مروی ہے **"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ بِالْقَاحَةِ، وَهُوَ صَائِمٌ"**۔ جو اس باب کی پہلی روایت ہے اور اسی مضمون کی روایات بخاری وترمذی شریف میں بھی منقول ہیں۔

باقی جس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ **"کاد أن یفطر"** تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حجامہ سے روزہ افطار کے قریب ہو جاتا ہے، حاجم کے حلق میں خون جانے کا اندیشہ ہے اور محجوم میں حجامہ کی وجہ سے کمزوری آسکتی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ روایات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا روایت سے منسوخ ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِصْبَاحِ جُنُبًا فِي الصَّوْمِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ يُصْبِحُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ، ثُمَّ يُتِمُّ صَوْمَهُ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بغیر احتلام کے جنبی ہونے کی حالت میں صبح صادق کرتے اور پھر اپنا روزہ مکمل فرماتے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قُبْلَةِ الصَّائِمِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِلَى الْفَجْرِ، وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، وَيَظَلُّ صَائِمًا۔

وَبِإِسْنَادِهِ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ نِسَاءَهُ فِي رَمَضَانَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لیے نکلتے اس حال میں کہ آپ کے سر مبارک سے غسل جنابت و جماع کا پانی ٹپک رہا ہوتا، پھر آپ روزے سے رہتے۔

ایک روایت میں ہے کہ رمضان میں اپنی ازواج کا بوسہ لیا کرتے تھے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصِيْبُ مِنْ وَجْهِهَا، وَهُوَ صَائِمٌ، يَعْنِي: الْقُبْلَةَ۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے چہرے کا بوسہ لیا کرتے، اس حال میں کہ وہ روزے سے ہوتے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رُخْصَةِ الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ حَبِيْبٍ الصَّيْرَفِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَيْلَتَيْنِ خَلَتَا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَصَامَ حَتَّى أَتَى

قُدَيْدَ، فَشَكَا النَّاسُ إِلَيْهِ الْجَهْدَ، فَأَفْطَرَ، فَلَمْ يَزَلْ يُفْطِرُ حَتّٰى أَتٰى مَكَّةَ۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَافَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ، يُرِيْدُ مَكَّةَ، فَصَامَ وَصَامَ النَّاسُ مَعَهُ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: خَرَجَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلَى مَكَّةَ فِيْ رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى بَعْضِ الطَّرِيْقِ، فَشَكَا النَّاسُ إِلَيْهِ الْجَهْدَ، فَأَفْطَرَ، فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتّٰى أَتٰى مَكَّةَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ، قَالَ: سَافَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ، يُرِيْدُ مَكَّةَ، فَصَامَ وَصَامَ الْمُسْلِمُوْنَ، حَتّٰى إِذَا كَانَ بَعْضَ الطَّرِيْقِ شَكَا بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَهْدَ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَفْطَرَ وَأَفْطَرَ الْمُسْلِمُوْنَ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کی دو راتیں گزارنے کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں بھی روزہ رکھا لیکن جب مقام قدید میں پہنچے تو کچھ لوگوں نے مشقت کی شکایت کی، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ چھوڑ دیا اور مکہ مکرمہ پہنچنے تک مستقل افطار فرماتے رہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسو اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان میں سفر فرمایا مکہ مکرمہ کے ارادے سے ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ رکھا اور لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روزہ رکھا۔

اس روایت کا ترجمہ بھی یہی ہے البتہ اس کے آخر میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوا کر اسے پی لیا یوں روزہ توڑ دیا اور مسلمانوں نے بھی اپنا روزہ توڑ دیا۔

سفر میں روزہ چھوڑنے کا حکم

مذاہب

اتنی بات میں اتفاق ہے کہ سفر کے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہے، اور امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک رحمہم اللہ کے ہاں اگر شدید مشقت کا اندیشہ نہ ہو تو روزہ رکھ لینا بہتر ہے، جب کہ امام احمد رحمہ اللہ کے ہاں سفر کے لیے افطار بہتر ہے، خواہ مشقت ہو یا آسانی۔

لیکن اگر کسی نے روزہ رکھ لیا تو احناف رحمہم اللہ کے ہاں بغیر عذر کے افطار کرنا جائز نہیں، جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں افطار جائز ہے۔

دلائل ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم

۱۔ **عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: "کنا نسافر مع رسول اللہ ﷺ فمنا الصائم، ومنا المفطر"۔ (ترمذی)**

۲۔ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: **"ان شئت فصم، وان شئت فافطر"۔ (ترمذی)**

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: **"لیس من البر الصوم فی السفر"۔** (بخاری)

جواب

یہ روایت مشقت کی صورت پر محمول ہے کہ جب سفر میں روزہ رکھنے کی صورت میں سخت مشقت پیش آئے اور آدمی کے لیے برداشت کرنا ممکن نہ رہے تو ایسے شخص کے لیے فرمایا کہ اس کا سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الصَّمْتِ وَعَنْ صَوْمِ الْوِصَالِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صَوْمِ الْوِصَالِ، وَصَوْمِ الصَّمْتِ.

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صوم وصال اور خاموشی کے روزے سے منع فرمایا۔

صومِ وصال

صومِ وصال کا مطلب ہے کہ دن بھر روزہ رکھنا اور رات کو بغیر کچھ کھائے اگلے دن پھر روزہ رکھ لینا۔ جمہور کے ہاں یہ روزہ ناجائز و مکروہ ہے۔

صومِ صمت

صومِ صمت کہ دن بھر خاموش رہنے کی نیت کرنا۔ یہ نصاریٰ کا شعار ہے، نصاریٰ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اس سے بھی منع کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَزْعَةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ.

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ

وَبِهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صِيَامِ الْيَوْمِ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ مِنْ رَمَضَانَ۔

ترجمہ:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق کے تین دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا جس دن میں رمضان ہونے کے بارے میں شک ہو۔

یوم الشک کا روزہ

یوم الشک سے مراد ''شعبان کی تیس'' تاریخ ہے۔ اگر کسی کو شک ہو گیا کہ شاید آج رمضان کی پہلی تاریخ ہو، تو ایسے شخص کے لیے روزہ رکھنا بالاتفاق مکروہ ہے۔ البتہ احناف کے ہاں عوام الناس کے لیے تو مکروہ ہے لیکن خواص کے لیے جائز ہے۔ اور اگر کسی شخص کی عادت ہے کہ وہ مثلاً ہر جمعرات کو روزہ رکھتا ہے اور اسی دن رمضان کا روزہ ہونے میں شک ہو گیا تو اس کے لیے روزہ رکھنا جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِعْتِكَافِ وَالْإِيْفَاءِ بِنَذْرِهِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: نَذَرْتُ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا أَسْلَمْتُ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:

أَوْفِ بِنَذْرِکَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی کہ میں مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا، جب میں اسلام لایا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر کو پورا کرو۔

كِتَابُ الْحَجِّ

حج کے لغوی و اصطلاحی معنی

لغوی معنی "القصد" ارادہ کرنا۔ اصطلاح شریعت میں "مخصوص زمانہ میں، مخصوص افعال کے ساتھ، مخصوص جگہ کا ارادہ کرنا۔ جمہور کے قول کے مطابق حج کی فرضیت ٦ھ میں ہوئی۔

اختلاف ائمہ پھر اس بارے میں اختلاف ہے کہ حج فرض ہونے کے بعد فی الفور ادا کرنا ضروری ہے یا تاخیر کی گنجائش ہے؟ احناف میں شیخین اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں حج علی الفور فرض ہے، جب کہ امام شافعی و امام محمد رحمہما اللہ کے ہاں اس کی فرضیت علی التراخی ہے۔ ثمرہ اختلاف یوں ظاہر ہوگا کہ ایک آدمی حج فرض ہونے کے بعد تاخیر کرتا رہا اور موت سے پہلے اس نے حج کر لیا تو امام شافعی و محمد رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں یہ گناہگار نہیں ہوگا، جب کہ دیگر ائمہ کرام کے ہاں یہ شخص فرض میں تاخیر کرنے کے سبب گناہگار ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعْجِيْلِ فِي الْحَجِّ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ، فَلْيَتَعَجَّلْ.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص حج کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ جلدی کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَغْفِرَةِ الْحَاجِّ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْحَاجُّ مَغْفُوْرٌ لَهُ، وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ إِلَى انْسِلَاخِ الْمُحَرَّمِ.

ترجمہ:

حضرت علقمہ رحمہ اللہ تعالی نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ حاجی اور جس کے لیے وہ محرم کے اختتام تک استغفار کرے وہ بخشے ہوئے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَجِّ الْعَجِّ وَالثَّجِّ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ قَيْسٍ، عَنْ طَارِقٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ الْحَجِّ الْعَجُّ وَالثَّجُّ، فَأَمَّا الْعَجُّ: فَالْعَجِيْجُ، وَأَمَّا الثَّجُّ: فَثَجُّ الْبُدْنِ، قَالَ بَعْضُهُمْ: فَثَجُّ الدَّمِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ أُخْرَى: فَأَمَّا الثَّجُّ: فَنَحْرُ الْهَدْيِ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: افضل ترین حج عج اور ثج ہیں، بہرحال عج تلبیہ کہنا ہے اور ثج خون بہانا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ثج جانور ذبح کرنا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَوَاقِيْتِ الْحَجِّ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ يَحْيَى، أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، يَقُوْلُ: قَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَيْنَ الْمُهَلُّ؟ قَالَ: يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ الْعِرَاقِ مِنَ الْعَقِيْقِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: یارسول اللہ! احرام کہاں سے

باندھا جائے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مدینہ والے ذوالحلیفہ سے اور اہل عراق عقیق سے اور اہل شام جحفہ سے اور نجد والے قرن سے احرام باندھیں۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: مَنْ أَرَادَ مِنْكُمُ الْحَجَّ، فَلَا يُحْرِمَنَّ إِلَّا مِنَ الْمِيقَاتِ، وَالْمَوَاقِيتُ الَّتِي وَقَّتَهَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَمَنْ مَرَّ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا ذُو الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ، وَمَنْ مَرَّ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا الْجُحْفَةُ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ، وَمَنْ مَرَّ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا قَرْنٌ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ، وَمَنْ مَرَّ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا يَلَمْلَمُ، وَلِأَهْلِ الْعِرَاقِ، وَلِسَائِرِ النَّاسِ ذَاتُ عِرْقٍ۔

ترجمہ:

حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: جو تم میں سے حج کا ارادہ کرے تو وہ میقات سے احرام باندھے جو نبی اکرم ﷺ نے متعین فرمائے ہیں، اہل مدینہ اور جو اس راستے سے گزریں ان کے لیے ذوالحلیفہ ہے، اہل شام اور جو اس راستہ سے گزریں ان کے لیے جحفہ ہے، اہل نجد اور جو اس راستہ سے گزریں ان کے لیے قرن ہے، اہل یمن اور جو اس راستہ سے گزریں ان کے لیے یلملم ہے اور اہل عراق اور تمام لوگوں کے لیے ذات عرق ہے۔

میقات

میقات اصل میں وقتِ معین کو کہتے ہیں۔ میقات حج کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ میقات زمانی ۲۔ میقات مکانی

۱۔ میقات زمانی

حج کے لئے میقات زمانی حج کے مہینے یعنی شوال، ذیقعدہ اور دس دن شروع ذی الحجہ کے ہیں۔

۲۔ میقات مکانی

یعنی وہ میقات جہاں سے احرام باندھنا واجب ہے، اس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ میقات اہل آفاق (یعنی میقات سے باہر رہنے والے لوگ)

۲۔میقات اہل حِل (یعنی میقات کے اندر اور حرم سے باہر رہنے والے)

۳۔میقات اہل حرم (یعنی مکّہ مکرمہ والے اور جو حدود حرم کے رہنے والے)

آفاقیوں کے میقات یہ ہیں:

۱۔**ذوالحلیفہ:** یعنی بیر علی، مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں کے لئے۔

۲۔**ذات عرق:** عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے۔

۳۔**جحفہ:** شام اور مصر کی جانب سے آنے والوں کے لئے۔

۴۔**قرن:** نجد کے راستے سے آنے والوں کے لئے۔

۵۔**یلملم:** یمن، پاکستان اور ہندوستان سے آنے والواں کے لئے۔

اہل حِل اور اہل میقات کے لئے کل زمینِ حِل میقات ہے، ان کو حج اور عمرہ کا اِحرام حِل سے باندھنا ضروری ہے اور گھر سے باندھنا افضل ہے۔

اہل مکہ مکرم کے لئے حج کا اِحرام باندھنے کے لئے کل زمینِ حرم میقات ہے اور عمرہ کا اِحرام کل زمین حِل میقات ہے۔

مذاہب

احناف وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں پانچوں میقات آنحضرت ﷺ کے مقرر کردہ ہیں، جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل عراق کے لیے ذات عرق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر کردہ ہے۔

دلائل جمہور رحمۃ اللہ علیہم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں اس بات کی تصریح ہے کہ اہل عراق کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ذات عرق ہے۔

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ اہل عراق کے لیے ذات عرق میقات ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں جب

بصرہ فتح ہوا تو وہاں کے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور میقات کے بارے میں کہا کہ قرن ہمارے لیے مشکل میقات ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہاں رہنے والوں کے لیے ذات عرق کو میقات مقرر فرما دیا۔

جواب

جو روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے، اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ ذات عرق کی تحدید نہیں تھی، جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجتہاد سے مقرر فرمایا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہل عراق کے لیے تو ذات عرق کی تعیین آنحضرت ﷺ نے فرمائی اور نجد و عراق والوں کے درمیان والوں کے لیے ذات عرق کو میقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، مَاذَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ قَالَ: لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ، وَلَا الْعِمَامَةَ، وَلَا الْقِبَاءَ، وَلَا السَّرَاوِيْلَ، وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرَسٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: قمیص، عمامہ، قباء، شلوار، لمبی ٹوپی نہ پہنے اور نہ ایسا کپڑا جس پر کسم اور زعفران چڑھا ہو۔ اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے اور انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِزَارٌ، فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نِعَالٌ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس پاجامہ نہ ہو تو وہ شلوار پہن لے اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے۔

محرم کے لیے موزے اور شلوار پہننا

مذاہب

اگر محرم کے پاس جوتے نہ ہوں تو جمہور رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ موزوں کو کعبین سے کاٹ کر جوتے کی طرح استعمال کیا جائے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ بند موزے بھی پہن سکتا ہے، کاٹنا ضروری نہیں۔

اسی طرح اگر کسی کے پاس ازار نہ ہو تو وہ سلا ہوا پاجامہ نہ پہنے، بلکہ اس کو پھاڑ کر ازار بنا کر استعمال کرے؛ جب کہ امام شافعی و احمد رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں شلوار پھاڑنے کی ضرورت نہیں، بلکہ اسی طرح استعمال کر سکتا ہے۔

دلائل جمہور رحمۃ اللہ علیہم

سنن ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **"لیست له نعلان فليلبس الخفين ما أسفل من الكعبين"**۔ اسی طرح وہ تمام روایت جن میں سِلے ہوئے کپڑے کے استعمال سے منع کیا گیا ہے۔ اور حدیث الباب بھی احناف کے مذہب کی تائید کرتی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ **"المحرم إذا لم يجد الإزار فليلبس السراويل"**۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سنن ترمذی میں منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: **"وإذا لم يجد النعلين فليلبس الخفين"**، یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے۔

جواب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مقابلہ میں اصح ہے اور اس کے لیے مبین ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الطِّيبِ لِلْمُحْرِمِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ، أَيَتَطَيَّبُ الْمُحْرِمُ؟ قَالَ: لِأَنْ أُصْبِحَ أَنْضَحُ قَطِرَانًا، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصْبِحَ أَنْضَحُ طِيبًا، فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ، فَذَكَرْتُ لَهَا، فَقَالَتْ: أَنَا

طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَطَافَ فِيْ أَزْوَاجِهِ، ثُمَّ أَصْبَحَ تَعْنِيْ: مُحْرِمًا۔

ترجمہ:

حضرت منتشر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا محرم خوش بو لگا سکتا ہے؟ فرمایا: میں ایسی حالت میں صبح کروں کہ مجھ سے بو آئے اس سے بہتر ہے کہ خوش بو پھوٹ رہی ہو۔ پھر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور انہیں ساری بات بتائی تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوش بو لگائی، پھر آپ اپنی ازواج کے پاس گئے اور صبح آپ محرم تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَتُّعِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَحِلُّوْا مِنْ إِحْرَامِهِمْ بِالْحَجِّ، وَيَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو حکم فرمایا کہ حج کے احرام کو کھول دیں اور عمرہ کا احرام باندھ لیں۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا أَمَرَ بِهِ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، قَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَخْبِرْنَا عَنْ عُمْرَتِنَا، أَلَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلْأَبَدِ؟ قَالَ: هِيَ لِلْأَبَدِ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں جب نبی اکرم ﷺ نے جو حکم ارشاد فرمانا تھا وہ فرما لیا تو سراقہ بن مالک نے پوچھا: یارسول اللہ! ہمارے عمرے کے بارے میں بتائیے کیا یہ ہمارے لیے خاص ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ فرمایا: ہمیشہ کے لیے ہے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَدِمَتْ، وَهِيَ مُتَمَتِّعَةٌ، وَهِيَ

حَائِض، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَفَضَتْ عُمْرَتَهَا.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اس حال میں آئیں کہ وہ حج تمتع کر رہی تھیں اور حائضہ تھیں، تو نبی اکرم ﷺ کے حکم سے عمرہ توڑ دیا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَدِمَتْ مُتَمَتِّعَةً، وَهِيَ حَائِض، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَفَضَتْ عُمْرَتَهَا، وَاسْتَأْنَفَتِ الْحَجَّ، حَتَّى إِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَجِّهَا، أَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَصْدُرَ إِلَى التَّنْعِيْمِ مَعَ أَخِيْهَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اس حال میں آئیں کہ وہ حج تمتع کر رہی تھیں اور حائضہ تھیں، تو نبی اکرم ﷺ کے حکم سے عمرہ توڑ دیا اور دوبارہ حج کیا، حتی کہ جب حج سے فارغ ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اپنے بھائی عبدالرحمن کے ساتھ تنعیم جا کر احرام باندھ کر آئیں۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَبَحَ لِرَفْضِهَا الْعُمْرَةَ بَقَرَةً۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے عمرہ چھوڑنے کی وجہ سے ایک گائے ذبح فرمائی۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ لِرَفْضِهَا الْعُمْرَةَ بِدَمٍ۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے عمرہ چھوڑنے کی وجہ سے ایک دم دینے کا حکم دیا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، يَصْدُرُ النَّاسُ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، وَأَصْدُرُ بِحَجَّةٍ؟ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي

بَكْرٍ، فَقَالَ: انْطَلِقْ بِهَا إِلَى التَّنْعِيمِ، فَلْتُهِلَّ، ثُمَّ لِتَفْرُغْ مِنْهَا، ثُمَّ لِتَعْجَلْ عَلَيَّ، فَإِنِّي أَنْتَظِرُهَا بِبَطْنِ الْعَقَبَةِ۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! لوگ تو حج اور عمرہ کر کے واپس جا رہے ہیں اور میں صرف حج کر کے لوٹ رہی ہوں، تو نبی اکرم ﷺ نے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ اسے تنعیم لے جاؤ، وہاں سے احرام باندھ کر اس سے فارغ ہو کر جلدی میرے پاس آ جاؤ، میں بطن عقبہ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْمُحْرِمِ لَحْمَ الصَّيْدِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: تَذَاكَرْنَا لَحْمَ صَيْدٍ يَصِيدُهُ الْحَلَالُ، فَيَأْكُلُهُ الْمُحْرِمُ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمٌ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: فِيمَ يَتَنَازَعُونَ؟ فَقُلْنَا: فِي لَحْمِ صَيْدٍ يَصِيدُهُ الْحَلَالُ، فَيَأْكُلُهُ الْمُحْرِمُ؟ قَالَ: فَأَمَرَنَا بِأَكْلِهِ۔

ترجمہ:

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اس گوشت کے بارے میں مذاکرہ کر رہے تھے جسے غیر محرم شکار کرے کہ وہ گوشت محرم کھا سکتا ہے؟ اس دوران رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے تھے کہ ہماری آوازیں بلند ہو گئیں، رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے اور پوچھا کس چیز میں بحث کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا: اس گوشت کے بارے میں جسے غیر محرم شکار کرے تو اسے محرم کھا سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہمیں کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْتُ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْسَ فِي الْقَوْمِ حَلَالٌ غَيْرِي، فَنَظَرْتُ نَعَامَةً، فَسِرْتُ إِلَى فَرَسِي، فَرَكِبْتُهَا وَعَجِلْتُ عَنْ سَوْطِي، فَقُلْتُ لَهُمْ: نَاوِلُونِيهِ فَأَبَوْهُ، فَنَزَلْتُ عَنْهَا، فَأَخَذْتُ سَوْطِي، فَطَلَبْتُ النَّعَامَةَ، فَأَخَذْتُ مِنْهَا لَحْمًا، فَأَكَلْتُ وَأَكَلُوا۔

ترجمہ:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا، اس میں میرے علاوہ کوئی غیر محرم نہیں تھا، میری نظر گورخروں کے ایک ریوڑ پر پڑی تو میں اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا اور اس پر سوار ہوگیا، جلدی میں میرا نیزہ گر گیا، میں کہا: مجھے نیزہ پکڑاؤ، انہوں نے انکار کر دیا، میں گھوڑے سے اترا اور نیزہ لے کر اس ریوڑ کو تلاش کر کے اس میں سے ایک خر کا شکار کیا، پھر میں نے بھی کھایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی کھایا۔

محرم کے لیے شکار کرنا

مذاہب

محرم کے لیے حالت احرام میں خشکی کا شکار کرنا حرام ہے، اسی طرح اگر محرم نے کسی کی شکار پر راہ نمائی کی تو اس جانور کا کھانا بھی محرم کے لیے بالاتفاق جائز نہیں۔ البتہ اگر کسی اور نے محرم کی راہ نمائی کے بغیر شکار کیا تو محرم کے لیے اس جانور کا گوشت کھانا احناف رحمہ اللہ علیہم کے ہاں جائز ہے، مگر ائمہ ثلاثہ رحمہ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اگر شکاری نے محرم کو کھلانے کی نیت سے شکار کیا تو پھر کھانا جائز نہیں، اگر ایسی کوئی نیت نہیں تھی تو پھر جائز ہے۔

دلائل احناف رحمہ اللہ علیہم

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت احناف رحمہ اللہ علیہم کی دلیل ہے کہ جس مین وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شکار کیا تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کھایا اور بعض نے انکار کر دیا، جب معاملہ آپ ﷺ تک پہنچا تو آپ ﷺ نے سوال کیا کہ کیا تم نے راہ نمائی یا اشارہ کیا تھا؟ تو صحابہ نے عرض کیا نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "**إنما هي طعمة أطعمكم الله**"۔

ائمہ ثلاثہ رحمہ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے، فرمایا: "**عن النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: "صيد البر لكم الحلال وأنتم حرما مالم تصيدوه أو يصاد لكم"**"۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت میں مطلب نامی راوی متکلم فیہ ہے اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت اس کے مقابلے میں سنداً قوی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ قَتْلُهُ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ الْفَأْرَةَ وَالْحَيَّةَ وَالْكَلْبَ الْعَقُوْرَ وَالْحِدَأَةَ وَالْعَقْرَبَ۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مُحرم چوہے، سانپ، کتے، چیل اور بچھو کو مار سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ، وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ بنت حارث سے جس وقت نکاح فرمایا اس وقت آپ محرم تھے۔

حالتِ احرام میں نکاح کرنا

مذاہب

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں حالت احرام میں نکاح کرنا بھی جائز ہے اور کسی کا نکاح کروانا بھی جائز ہے، ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں محرم کے لیے نہ نکاح کرنا جائز ہے اور نہ وہ کسی کا نکاح کروا سکتا ہے۔

احناف رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث جس کا اوپر ذکر ہوا کہ آپ ﷺ نے حالت احرام میں حضرت ام میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

ترمذی شریف میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: **"إن المحرم لاينكح، ولا ينكح"**۔

جواب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو فریق مخالف کے دلائل پر مختلف وجوہ سے ترجیح حاصل ہے۔

۱۔ سند کے اعتبار سے کوئی روایت اس کے برابر نہیں۔

۲۔ یہ روایت تواتر سے مروی ہے۔

۳۔ اس روایت کے متعدد شواہد موجود ہیں۔

۴۔ طبقات ابن سعد میں یزید بن اصم رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اسی مضمون کی مروی ہے۔

باقی جن روایت سے حالت احرام میں نکاح کی ممانعت معلوم ہوتی ہے، اس سے کراہت ثابت ہوتی ہے وہ بھی اس شخص کے لیے جو نکاح کے بعد اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے اور وطی کرنے پر مجبور ہو جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حَجَامَةِ الْمُحْرِمِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محرم ہونے کی حالت میں پچھنے لگوائے۔

حالت احرام میں پچھنے لگوانا

مذاہب

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بغیر ضرورت شدیدہ کے محرم کے لیے پچھنے لگوانا جائز نہیں، جب کہ ائمہ ثلاثہ کے ہاں محرم کو پچھنے لگوانے میں کوئی حرج نہیں۔

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے "أن رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم احتجم وهو محرم"۔ اسی طرح مذکورہ بالا روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

- ت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے مروی وہ روایات جن کو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں ذ ر کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِلَامِ الرُّكْنِ وَالْحَجَرِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ الْحَجَرِ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں استلام حجر اس وقت سے نہیں چھوڑا جب سے رسول اللہ ﷺ کو استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا انْتَهَيْتُ إِلَى الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ إِلَّا لَقِيْتُ عِنْدَهُ جِبْرِيْلَ.

وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ، قَالَ: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، تُكْثِرُ مِنَ اسْتِلَامِ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ؟ قَالَ: مَا أَتَيْتُ عَلَيْهِ قَطُّ، إِلَّا وَجِبْرِيْلُ قَائِمٌ عِنْدَهُ، يَسْتَغْفِرُ لِمَنْ يَسْتَلِمُهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں جب بھی رکن یمانی کے پاس پہنچا وہاں مجھے جبرئیل علیہ السلام ملے۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ رکن یمانی کا استلام کثرت سے کرتے ہیں؟ فرمایا: میں جب بھی اس کے پاس جاتا ہوں وہاں جبرئیل کھڑے ہوتے ہیں، وہ اس کا استلام کرنے والوں کے لیے دعا مغفرت کر رہے ہوتے ہیں۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُوْلُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْحَجَرِ الْأَسْوَدِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ، وَالْفَقْرِ، وَالذُّلِّ، وَمَوَاقِفِ الْخِزْيِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان یہ دعا مانگا کرتے: ''اے اللہ! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں کفر سے، فقر سے، ذلت اور دنیا و آخرت میں رسوائی کی جگہ سے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ، وَهُوَ رَاكِبٌ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اس حالت میں فرمایا کہ آپ سواری پر اپنی لکڑی کے ساتھ ساتھ رکن یمانی و حجر اسود کا بوسہ دے رہے تھے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل فرمایا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بِعَرَفَةَ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ حَيَّةَ أَبِيْ جَنَابٍ، عَنْ هَانِئِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَفَضْنَا مَعَهُ مِنْ عَرَفَاتٍ، فَلَمَّا نَزَلْنَا جَمْعًا أَقَامَ، فَصَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَهُ، ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، فَصَبَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ، فَقَعَدْنَا نَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ طَوِيْلًا، ثُمَّ قُلْنَا: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، الصَّلَاةَ، فَقَالَ: أَيُّ

صَلَاةٍ؟ فَقُلْنَا: الْعِشَاءُ الْآخِرَةُ، فَقَالَ: أَمَا كَمَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ صَلَّيْتُ.

ترجمہ:

حضرت ہانی بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات سے واپس آئے، جب ہم مزدلفہ میں اترے، پھر اقامت کہی، پھر ہم نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر آپ آگے ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں، پھر پانی منگوایا اور غسل کیا پھر بستر کی طرف چلے گئے۔ ہم لوگ بیٹھ کر نماز کے لیے لمبی دیر تک انتظار کرتے رہے، پھر ہم نے کہا: اے ابوعبدالرحمن! نماز، پوچھا: کون سی؟ ہم نے کہا: عشاء۔ فرمایا: جس طرح رسول اللہ ﷺ نے پڑھی تھی میں نے اسی طرح پڑھ لی ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْمُزْدَلِفَةِ.

ترجمہ:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر مغرب اور عشاء مزدلفہ میں پڑھی۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ، بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ۔

ترجمہ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر مغرب اور عشاء ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھی۔

جمع بین الصلاتین

مذاہب

عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز، ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہے اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نماز عشاء کے وقت میں ادا کی جاتی ہے۔ احناف رحمہم اللہ علیہم کے ہاں عرفات میں جمع بین الصلاتین مسنون اور مزدلفہ میں

واجب ہے، جب کہ ائمہ ثلاثہ کے ہاں دونوں مقامات میں جمع بین الصلاتین مسنون ہے۔

احناف کے ہاں عرفات میں ایک اذان اور دو اقامت سے ظہر اور عصر کی نماز ادا کی جائے گی، جب کہ مزدلفہ میں ایک اذان اور ایک اقامت سے مغرب وعشاء کی نماز ادا کی جائے گی۔

شوافع کے ہاں دونوں جگہوں پر ایک اذان اور دو اقامت سے نمازیں ادا کی جائیں گی۔

امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں دونوں مقامات پر دو اذانیں اور دو اقامتیں کہی جائیں گی۔

امام احمد رحمہ اللہ کے ہاں بغیر اذان کے دو اقامتوں کے ساتھ دونوں جگہ پر نمازیں ادا کی جائیں گی۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"ثم أذن، ثم أقام، فصلى الظهر، ثم أقام، فصلى العصر"۔ (مسلم)

مزدلفہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ دونوں نمازیں ادا کر کے فرمایا: "صلیت مع رسول اللہ اھکذا"۔

امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی دلیل ہے، جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں ذکر کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مغرب وعشاء کی نماز دو اذانوں اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمائی۔

جواب

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو دو اذانوں کا ذکر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک نماز ادا کرنے کے بعد کھانا کھایا تو لوگ منتشر ہو گئے، ان کو جمع کرنے کے لیے دوسری اذان کہی گئی۔ باقی فصل کی صورت میں احناف بھی دو اقامتوں کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَمْيِ الْجِمَارِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ سَلَمَةَ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ عَجَّلَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ، وَقَالَ لَهُمْ: لَا تَرْمُوا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے کمزور اہل وعیال کو جلدی بھیج دیا اور ارشاد فرمایا: جمرہ عقبہ سورج طلوع ہونے سے پہلے مت کرنا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ، وَقَالَ لَهُمْ: لَا تَرْمُوا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے کمزور اہل وعیال کو جلدی بھیج دیا اور ارشاد فرمایا: جمرہ عقبہ سورج طلوع ہونے سے پہلے مت کرنا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّى حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ، وَكَانَ غُلَامًا حَسَنًا، فَجَعَلَ يُلَاحِظُ النِّسَاءَ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَهُ، فَلَبَّى حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ پڑھتے رہے۔

ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا، وہ خوبصورت لڑکے تھے، وہ عورتوں کو دیکھتے تو رسول اللہ ﷺ ان کا چہرہ پھیر دیا کرتے، آپ ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ پڑھتے رہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّكُوْبِ عَلَى بُدْنَتِهِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً، فَقَالَ: ارْكَبْهَا.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو بدنہ کو ہانک رہا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَتُّعِ وَالْقِرَانِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الصُّبَيِّ بْنِ مَعْبَدٍ، قَالَ: أَقْبَلْتُ مِنَ الْجَزِيْرَةِ حَاجًّا، فَمَرَرْتُ بِسَلْمَانَ ابْنِ رَبِيْعَةَ، وَزَيْدِ بْنِ صُوْحَانَ، وَهُمَا شَيْخَانِ بِالْعُذَيْبَةِ، فَسَمِعَانِي أَقُوْلُ: لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: هَذَا الشَّخْصُ أَضَلُّ مِنْ بَعِيْرِهِ، وَقَالَ الْآخَرُ: هَذَا أَضَلُّ مِنْ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَمَضَيْتُ حَتَّى إِذَا قَضَيْتُ نُسُكِي مَرَرْتُ بِأَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ، فَأَخْبَرْتُهُ: كُنْتُ رَجُلًا بَعِيْدَ الشُّقَّةِ، قَاصِيَ الدَّارِ أَذِنَ اللهُ لِي فِي هَذَا الْوَجْهِ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَجْمَعَ عُمْرَةً إِلَى حَجَّةٍ، فَأَهْلَلْتُ بِهِمَا جَمِيْعًا، وَلَمْ أَنْسَ، فَمَرَرْتُ بِسَلْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ، وَزَيْدِ بْنِ صُوْحَانَ، فَسَمِعَانِي أَقُوْلُ: لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ مَعًا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: هَذَا أَضَلُّ مِنْ بَعِيْرِهِ،

وَقَالَ الْآخَرُ: هَذَا أَضَلُّ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَصَنَعْتَ مَاذَا؟ قَالَ: مَضَيْتُ، فَطُفْتُ طَوَافًا لِعُمْرَتِي، وَسَعَيْتُ سَعْيًا لِعُمْرَتِي، ثُمَّ عُدْتُ، فَفَعَلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ بَقِيْتُ حَرَامًا أَصْنَعُ كَمَا يَصْنَعُ الْحَاجُّ، حَتَّى إِذَا قَضَيْتُ آخِرَ نُسُكِي، قَالَ: هُدِيْتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت صبی بن معبد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک جزیرہ سے حج کرنے کے لیے آیا، میرا گزر سلیمان

بن ربیعہ اور زید بن صوحان، عذیبہ کے دو بڑے شیوخ کے پاس سے ہوا، انہوں نے سنا کہ میں کہہ رہا تھا: "لبیک بعمرۃ وحجۃ"۔ تو ان میں سے ایک نے کہا یہ اپنے اونٹ سے بھی زیادہ گمراہ ہے، دوسرے نے کہا: یہ فلاں فلاں سے بھی زیادہ گمراہ ہے۔ راوی کہتے ہیں: میں اپنے امور سر انجام دیتا رہا، یہاں تک کہ جب میرے ارکان حج پورے ہو گئے تو میں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ میں دور دراز مقام کا رہائشی ہوں، اللہ تعالیٰ نے میرے لیے اس صورت کی اجازت دی ہے، تو میں پسند کرتا ہوں کہ میں عمرہ وحج کو جمع کروں، میں نے ان دونوں کا احرام باندھا اور میں بھولا بھی نہیں۔ پھر جب میں سلیمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان کے پاس سے گزرا تو انہوں نے مجھ کو یہ کہتے سنا "لبیک بعمرۃ وحجۃ معًا" گویا قران کے لیے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا: یہ تو اونٹ سے بھی زیادہ (مسائل حج سے) نابلد ہے اور دوسرے نے کہا یہ فلاں فلاں سے زیادہ (ارکان حج سے) ناواقف ہے، تو اس پر امیر المؤمنین نے پوچھا پھر تو نے کیا کیا؟ کہا: میں بدستور مناسک حج انجام دیتا رہا۔ میں عمرہ کا طواف کیا اور سعی کی، پھر دوبارہ ایسا ہی کیا، اسی طرح کرتا رہا، پھر میں محرم ہی رہا، ایسا ہی کرتا رہا جیسے حاجی کرتے ہیں یہاں تک کہ میں نے تمام ارکان حج آخر تک بیان کر دیے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے بالکل اپنے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کیا۔

حج کی اقسام

حج کی تین قسمیں ہیں: حج افراد، حج تمتع، حج قران

حج افراد: ایک حج کی نیت سے احرام باندھنا اور حج ادا کر کے واپس آ جانا۔

حج تمتع: پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھے، پھر اسی سفر میں حج کا احرام باندھ کر حج ادا کرے۔

حج قران: حج وعمرہ دونوں کے لیے ایک ہی احرام باندھے، عمرہ ادا کر کے حج ادا کرنے تک اسی احرام میں رہے۔

افضل ترین حج

مذاہب

ان تین قسموں میں افضل کون سا حج ہے؟ اس بارے میں فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے۔ امام

مالک وشافعی رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں سب سے افضل افراد، پھر تمتع اور پھر قران ہے۔ احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں سب سے افضل قران ہے اس کے بعد تمتع اور پھر حج افراد ہے۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"أن النبيا حج ثلاث حجج، حجتين قبل أن يهاجر، حجة بعدما هاجر، معها عمرة"۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"سمعت رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: أهلوا يا آل محمد بعمرة في حجة"۔

امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کی دلیل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "أن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أفرد الحج"۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: "أن النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أفرد الحج، وأفرد أبو بكر وعمر وعثمان"۔

جواب

حج قران کرنے والا تلبیہ یوں بھی پڑھ سکتا ہے "لبیک بحجة" تو جس آدمی نے آپ علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے اس نے یہ سمجھا کہ آپ نے حج افراد کیا ہے۔ حالاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج قران کیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْعُمْرَةِ فِي رَمَضَانَ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان میں ایک عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ

مَكَّةَ عَلَى بَعِيرٍ أَوْرَقَ إِلَى سَوَادٍ، وَهُوَ نَاقَتُهُ الْقَصْوَاءِ، مُتَقَلِّدًا بِقَوْسِهِ، مُتَعَمِّمًا بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ مِنْ وَبَرٍ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر ایک مٹیالے رنگ کی اونٹنی پر تھے، جو ناقۃ القصویٰ کے نام سے مشہور تھی، اس وقت گلے میں ایک کمان لٹک رہی تھی اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے جو کہ اونٹ کے پشم کا بنا ہوا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ تَأْتِيَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ، وَتَجْعَلَ ظَهْرَكَ إِلَى الْقِبْلَةِ، وَتَسْتَقْبِلَ الْقَبْرَ لِوَجْهِكَ، ثُمَّ تَقُولَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی طرف آئے، پھر قبلہ کی طرف پشت کر کے قبر کی طرف منہ کر لے، پھر یوں کہے: ''سلامتی ہو اے نبی! آپ پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت نازل ہو۔

كِتَابُ النِّكَاحِ

لغوی واصطلاحی معنی

لغت میں نکاح کہتے ہیں ''ملانا، وطی کرنا'' پھر اس کا اطلاق تزویج پر ہونے لگا۔ اور شرع میں نکاح کہتے ہیں: ''ھو عقد یرد علی ملک المتعۃ قصداً''۔

نکاح کا لفظ باعتبار وضع وطی کے لیے ہے یا عقد کے لیے؟

امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں لفظ نکاح عقد میں حقیقت ہے اور وطی میں مجاز اور احناف رحمۃ اللہ علیہم

کے ہاں لفظِ نکاح وطی کے معنی میں حقیقت ہے اور عقد میں مجاز۔شوافع رحمۃ اللہ علیہم کی بھی ایک روایت یہی ہے۔

نکاح افضل ہے یا تخلّی للنوافل؟

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تخلّی للنوافل کو افضل فرماتے ہیں، احناف اور حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم نکاح کو افضل قرار دیتے ہیں۔

نکاح کی اقسام مع الحکم

نکاح کی پانچ قسمیں بیان کی جاتی ہیں:

(۱) فرض: عورت کی جانب شدت اشتیاق ہو اور زنا میں مبتلا ہونے کا یقین ہو اور مہر ونفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح کرنا فرض ہے۔

(۲) واجب: عورت کی جانب شدت اشتیاق ہو، مگر زنا میں مبتلا ہونے کا یقین نہ ہو اور مہر ونفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح کرنا واجب ہے۔

(۳) سنت: اعتدال کی حالت میں نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

(۴) مکروہ: اگر اندیشہ ہو کہ نکاح کے بعد اپنے مزاج کی تیزی کی وجہ سے بیوی پر ظلم وزیادتی کروں گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے۔

(۵) حرام: اگر کسی کو یہ یقین ہو کہ نکاح کے بعد بیوی پر ظلم وزیادتی کروں گا تو نکاح کرنا حرام ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خُطْبَةِ النِّكَاحِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةَ الْحَاجَةِ يَعْنِي: النِّكَاحَ: إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَسْتَهْدِيهِ، مَنْ يَهْدِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا، اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ، وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ، وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ، إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا، اتَّقُوا اللهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا، يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ،

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ، وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حاجت یعنی نکاح کا خطبہ یوں سکھایا: (ترجمہ) تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں، اس سے مدد چاہتے ہیں، اس سے توبہ کرتے ہیں، اس سے ہدایت طلب کرتے ہیں، جس کو اللہ ہدایت دے اسے کوئی گم راہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گم راہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

(پھر یہ آیات قرآن تلقین فرمائیں) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا، يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَمْرِ بِالنِّكَاحِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَرْثِ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَزَوَّجُوا، فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ۔

ترجمہ:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نکاح کرو، اس لیے کہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ نِكَاحَ الْأَبْكَارِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْكِحُوا الْجَوَارِيَ الشَّوَابَّ، فَإِنَّهُنَّ أَنْتَجُ أَرْحَامًا، وَأَطْيَبُ أَفْوَاهًا، وَأَعَزُّ أَخْلَاقًا.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نوجوان کنواری لڑکیوں سے نکاح کرو؛ اس لیے کہ ان کے رحم جلدی بچے دیتے ہیں، ان کے منہ خوش بودار اور وہ خوش اخلاق ہوتی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَنْزِيْهِ الْعَجَائِزِ وَ الشَّيِّبِ ذَاتِ الْوَلَدِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ: هَلْ تَزَوَّجْتَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: تَزَوَّجْ تَسْتَعِفَّ مَعَ عِفَّتِكَ، وَلَا تَزَوَّجَنَّ خَمْسًا، قَالَ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: لَا تَزَوَّجَنَّ شَهْبَرَةً وَلَا نَهْبَرَةً، وَلَا لَهْبَرَةً وَلَا هَبْدَرَةً وَلَا لَفُوْتًا، قَالَ زَيْدٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، لَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا قُلْتَ، قَالَ: بَلَى، أَمَّا الشَّهْبَرَةُ: فَالزَّرْقَاءُ الْبَدِيْنَةُ، وَأَمَّا النَّهْبَرَةُ: فَالطَّوِيْلَةُ الْمَهْزُوْلَةُ، وَأَمَّا اللَّهْبَرَةُ: فَالْعَجُوْزُ الْمُدْبِرَةُ، وَأَمَّا الْهَبْدَرَةُ: فَالْقَصِيْرَةُ الذَّمِيْمَةُ، وَأَمَّا اللَّفُوْتُ: فَذَاتُ الْوَلَدِ مِنْ غَيْرِكَ.

ترجمہ:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے نکاح کرلیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا نہیں، تو ارشاد فرمایا: اپنے جیسی نیک عورت تلاش کرو اور پانچ طرح کی عورتوں سے نکاح مت کرنا، انہوں نے پوچھا کون کون سی؟ ارشاد فرمایا: نہ شہبرہ سے نکاح کرو، نہ نہبرہ سے، نہ لہبرہ سے، نہ ہبدرہ سے اور نہ لفوت سے۔ زید نے عرض کیا یارسول اللہ! جو کچھ آپ نے فرمایا میں ان کو نہیں پہچانتا، فرمایا: اچھا! "شہبرہ" جو نیلی آنکھوں والی موٹی ہو، "نہبرہ" جو پتلی اور لمبی ہو، "لہبرہ" جو بوڑھی ہو، "ہبدرہ" جو چھوٹے قد والی بدشکل اور لفوت جو دوسرے خاوند سے بچے لائے۔

شیبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس حدیث کی وجہ سے دیر تک ہنستے رہے۔

حدیث میں مذکور نہی کی وضاحت

حدیث مذکور میں جن پانچ قسم کی عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے، یہ نہی نہ تو تحریم کے لیے ہے کہ اگر کسی شخص نے ان عورتوں میں سے کسی ایک کے ساتھ نکاح کر لیا تو اس کا یہ نکاح کرنا حرام ہوگا اور نہ کراہت کے لیے ہے، بلکہ یہ خلافِ اولیٰ پر محمول ہے اور پیغمبر ﷺ کی جانب سے انسانی فطرت اور مزاج کی رعایت وموافقت میں مشورہ ہے، کیوں کہ اگر اس قسم کی عورت سے نکاح کرنا حرام یا مکروہ ہوتا تو آپ ﷺ کسی بیوہ سے نکاح نہ فرماتے، حالاں کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے علاوہ کوئی زوجہ محترمہ کنواری نہ تھی۔ حضرت سودہ فربہ و لمبے قد والی تھیں، حضرت خدیجہ بوڑھی تھیں، حضرت خدیجہ وام سلمہ رضی اللہ عنہن سابقہ خاوندوں سے اولاد بھی لے کر آئی تھیں۔ پس معلوم ہوا کہ حدیث میں نہی خلافِ اولیٰ پر محمول ہے۔

کلماتِ خمسہ کے معانی کی وضاحت

شَهْبَرَةٌ: وہ عورت جو بلی کی طرح چھوٹی آنکھوں والی اور بھاری جسم والی ہو۔

نَهْبَرَةٌ: وہ عورت جو لمبے قد اور کمزور بدن والی ہو۔

لَهْبَرَةٌ: وہ عورت جو بوڑھی ہو اور شہوانی جذبات سے خالی ہو۔

هَبْدَرَةٌ: وہ عورت جو چھوٹے قد والی اور بدصورت ہو۔

لَفُوتًا: وہ عورت جو اپنے سابقہ خاوند سے بچہ لائے اور اس میں مشغولیت کی وجہ سے اِس شوہر سے اعراض کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِجْتِنَابِ عَنْ نِكَاحِ الْعَقِيمِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رَجُلٍ شَامِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَتَزَوَّجُ فُلَانَةً، فَنَهَاهُ عَنْهَا، ثُمَّ أَتَاهُ أَيْضًا فَنَهَاهُ عَنْهَا، ثُمَّ أَتَاهُ فَنَهَاهُ عَنْهَا، ثُمَّ قَالَ: سَوْدَاءُ وَلُوْدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حَسْنَاءَ عَاقِرٍ.

ترجمہ:

ایک شامی آدمی سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور دریافت کیا کہ کیا میں فلانی عورت سے

نکاح کرلوں؟ تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا دیا، وہ پھر آیا، آپ نے پھر منع فرما دیا، وہ پھر آیا، آپ نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: بچے دینے والی کالی عورت میرے نزدیک بانجھ حسینہ سے بہتر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي شُؤْمِ الْمَرْأَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: تَذَاكَرَ الشُّؤْمَ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ، وَالْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، فَشُؤْمُ الدَّارِ: أَنْ تَكُوْنَ ضَيِّقَةً لَهَا جِيْرَانُ سُوْءٍ، وَشُؤْمُ الْفَرَسِ: أَنْ تَكُوْنَ جَمُوْحًا، وَشُؤْمُ الْمَرْأَةِ: أَنْ تَكُوْنَ عَاقِرًا.

زَادَ الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ: سَيِّئَةَ الْخُلُقِ عَاقِرًا.

ترجمہ:

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے سامنے نحوست کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نحوست گھر میں، گھوڑے میں اور عورت میں ہوتی ہے۔ گھر کی نحوست یہ ہے کہ وہ تنگ ہو اور اس کے پڑوسی برے ہوں، گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ وہ سرکش ہو اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ وہ بانجھ ہو۔

حسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ زیادتی ہے کہ عورت بد اخلاق اور بانجھ ہو۔

شُؤْمُ سے مراد

عام طور پر گاؤں دیہاتوں اور پنڈوں میں چھوت چھات اور توہمات کی اتنی زیادہ صورتیں مروج ہوتی ہیں کہ انہیں شمار کرنا آسان نہیں ہوتا شہروں اور متمدن آبادیوں میں بسنے والے انسان بھی ان توہمات سے اپنا پیچھا اب تک نہیں چھوڑا سکے، کسی یتیم بچے کے گھر میں آنے پر کوئی نقصان ہو جائے تو منحوس، کسی لڑکی کے گھر میں بہو بن کر آنے پر سسرالی رشتہ داروں میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو وہ منحوس، ٹریفک حادثے کا شکار ہو جائے تو صبح سب سے پہلا دکھائی دینے والا شخص منحوس، کاروبار میں خسارہ ہو جائے تو پیشہ منحوس، بیٹی کو جنم دیکر ماں فوت ہو جائے تو وہ بیٹی منحوس، اولاد ہو جانے سے ضروریات زندگی میں تنگی آجائے تو وہ اولاد منحوس۔

غرض یہ کہ ہمارے بنائے ہوئے خاکوں کے مطابق "منحوسوں" کا ایک طوفان ہے جو کسی صورت تھامے

نہیں تھمتا اور یہ ایک ایسا سیلاب ہے جسے دنیا کا کوئی بند نہیں روک سکتا، لیکن اگر ہم اسلام کے سائبان رحمت تلے آجائے تو یہاں ہمیں "نحوست" نام کی کوئی چیز نہیں ملے گی، یہاں ہمیں صرف رحمت، ہمدردی، خوش نصیبی اور خوش قسمتی ہی ملے گی جو ہماری زندگی کی تمام نحوستوں کو دھو کر صاف کر دے گی۔

نحوست کا یہ تصور جو راقم السطور نے ذکر کیا ہے، کم وبیش یہی تصور اہل عرب میں بھی موجود تھا ظاہر ہے کہ پیغبر اسلام ﷺ کو ان فاسد اور بے بنیاد خیالات کی اصلاح کرنی تھی اس لئے فرمادیا کہ اسلام کے نظریہ حیات اور اصول زندگانی کے مطابق تو کوئی چیز اپنی ذات کے اعتبار سے منحوس ہوتی ہی نہیں ہے اگر کسی چیز میں نحوست ہوسکتی تو وہ ان تین چیزوں میں ہوتی لیکن جب ان تین چیزوں (عورت، گھر اور گھوڑا) میں ہی نحوست نہیں تو پھر کسی چیز میں نہیں ہوسکتی۔

فائدہ

سوال: اس حدیث کا بظاہر تعارض ہے اس حدیث سے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: نحوست کسی چیز میں ہے؟۔

جواب ا۔ یہ علی السبیل التقدیر ہے یعنی بالفرض والمحال نہ کہ علی سبیل القطع۔ جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی وضاحت ہے۔ **عن سهل بن سعد الساعدي رضيَ الله عنه أن رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم- قالَ: إنْ كانَ في شيءٍ: ففي المرأةِ والفرَسِ والمَسكَنِ۔ (بخاری)**

جواب ۲۔ وہ حدیث جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ نحوست کسی چیز میں نہیں ہے وہ ناسخ اور یہ منسوخ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِيذَانِ بِكْرٍ وَثَيِّبٍ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ لِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: إِنَّ عَلِيًّا يَذْكُرُكِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ

تمہارا تذکرہ کرتے ہیں۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُزَوِّجَ إِحْدَى بَنَاتِهِ، يَقُوْلُ: إِنَّ فُلَانًا يَذْكُرُ فُلَانَةً، ثُمَّ يُزَوِّجُهَا.

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی کسی بیٹی کے نکاح کا ارادہ فرماتے تو ارشاد فرمایا کرتے کہ فلاں شخص فلانی کا ذکر کرتا ہے اور پھر اس کا نکاح فرمادیتے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوَّجَتْ يَتِيمَةً كَانَتْ عِنْدَهَا فَجَهَّزَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک یتیم بچی کا نکاح کیا جو ان کی پرورش میں تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے جہیز دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِيمَارِ الْبِكْرِ وَاسْتِيذَانِ الثَّيِّبِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ شَيْبَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَرِضَاهَا سُكُوْتُ، وَلَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ.

وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تُزَوَّجُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَرِضَاؤُهَا سُكُوْتُهَا، وَلَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ.

وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَإِذَا سَكَتَتْ، فَهُوَ إِذْنُهَا، وَلَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ.

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: باکرہ کا نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے پوچھ لیا جائے۔ اس کی رضا اس کی خاموشی میں ہے اور ثیبہ کا نکاح نہ کیا جائے

جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ باکرہ کا نکاح نہ کیا جائے، جب تک کہ اس سے پوچھ نہ لیا جائے، اور جب وہ خاموش ہوگئی تو یہی اس کی رضا ہے اور ثیبہ کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔

مسئلہ ولایت اجبار

مذاہب

جمہور اور ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں عورت کا اپنا نکاح خود کرنا درست نہیں اور اس سے نکاح منعقد نہیں ہوگا، نکاح کے منعقد ہونے کے لیے ولی کی اجازت ضروری ہے۔ جب کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں عورت کا بغیر ولی کی اجازت کے نکاح منعقد ہوجاتا ہے، بشرطیکہ عورت آزاد، عاقلہ، بالغہ ہو۔ لیکن ولی کا ہونا بہتر ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہر الروایہ یہی ہے، البتہ حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے جو روایت کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ عورت اگر کفو میں نکاح کرے گی تو منعقد ہوجائے گا اور غیر کفو میں درست نہیں، احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں یہی روایت راجح اور مفتیٰ بہ ہے۔

دلائلِ احناف رحمۃ اللہ علیہم

۱۔ اشارۃ النص سے: قرآن مجید میں ہے: ﴿فلا تعضلوهن أن ينكحن أزواجهن﴾ اس آیت میں نکاح کی نسبت خود عورت کی طرف کی گئی۔ جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خود اپنا نکاح کرسکتی ہیں۔

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ اس آیت کریمہ میں ﴿فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ﴾ کے الفاظ اس پر واضح ہیں کہ عبارات النساء سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے۔

۳۔ ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾۔

یہاں پر بھی نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے۔

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: "الأيم أحق بنفسها"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی کا نکاح ان کے والد کی غیر موجودگی میں کیا تھا۔

دلائلِ جمہور رحمۃ اللہ علیہم

ا۔اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت: "**أن رسول اللہ ﷺ قال: أیما امرأة نکحت بغیر إذن ولیها فنکاحها باطل، فنکاحها باطل، فنکاحها باطل**"۔

جواب:ا۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ۲۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت "**لانکاح الا بولیّ**"۔

۳:اس حدیث میں اضطراب ہے۔

ولایت اجبار کا مدار

مذاہب

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں ولایت اجبار کا مدار صغر و کبر پر ہے، جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس کا مدار ثیبہ و باکرہ ہونے پر ہے۔مطلب یہ کہ احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں اگر عورت صغیرہ ہے تو اس پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے، خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اگر عورت باکرہ ہے تو اس پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے، اگر چہ وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک باکرہ لڑکی آئی اور عرض کیا کہ میرے باپ نے میرا نکاح کر دیا ہے اور میں راضی نہیں ہوں تو آپ ﷺ نے اس کو اختیار دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"**لاتنکح الثیب حتی تستأمرها، ولاتنکح البکر حتی تستأذن، وإذنها الصموت**"۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: "**الأیم أحق بنفسها من ولیها**" اور "**أیم**" سے مراد ثیبہ ہے۔

جواب: روایت میں لفظ "ایم" کا اطلاق باکرہ اور ثیبہ دونوں پر ہوتا ہے۔اس لیے وہ روایت محتمل ہے، جس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ النِّكَاحِ بِغَيْرِ رَضَا الْمَرْأَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا، ثُمَّ جَاءَ عَمُّ وَلَدِهَا، فَخَطَبَهَا، فَأَبَى الْأَبُ أَنْ يُزَوِّجَهَا، وَزَوَّجَهَا مِنَ الْآخَرِ، فَأَتَتِ الْمَرْأَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَبَعَثَ إِلَى أَبِيهَا فَحَضَرَ، فَقَالَ: مَا تَقُوْلُ هٰذِهِ؟ قَالَ: صَدَقَتْ، وَلٰكِنِّيْ زَوَّجْتُهَا مِمَّنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَزَوَّجَهَا عَمَّ وَلَدِهَا.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہوگیا، پھر اس کے دیور نے پیغامِ نکاح بھیجا تو اس عورت کے باپ نے نکاح کرنے سے انکار کردیا، اس نے کسی دوسرے سے نکاح کردیا، وہ عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا معاملہ بیان کیا، آپ ﷺ نے اس کے باپ کو بلوایا، جب وہ آیا تو اس سے پوچھا کہ یہ کیا کہتی ہے؟ اس نے کہا یہ سچ کہتی ہے، لیکن میں نے اس کا نکاح اُس سے بہتر مرد سے کردیا ہے، آپ ﷺ نے ان کے درمیان تفریق ڈال دی اور عورت کا نکاح اس کے دیور سے کردیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي امْتِنَاعِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَخَالَتِهَا

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تُزَوَّجُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَخَالَتِهَا.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت کا نکاح اس کی خالہ اور پھوپھی پر نہ کیا جائے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُنكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا، وَلَا عَلَى خَالَتِهَا، وَلَا تُنكَحُ الْكُبْرَى عَلَى الصُّغْرَى، وَلَا الصُّغْرَى عَلَى الْكُبْرَى.

ترجمہ:

حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت کا نکاح اس کی خالہ اور پھوپھی پر نہ کیا جائے اور نہ چھوٹی بہن کا نکاح بڑی پر نہ بڑی کا چھوٹی پر کیا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الْمُتْعَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے متعہ سے منع فرمایا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنِ الْمُتْعَةِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن متعہ سے منع فرمایا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ سَبْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ.

ترجمہ:

آل سبرہ کے ایک آدمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ غَزْوَةِ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، وَعَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر گھریلو گدھوں کے گوشت سے اور عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔

حرمت متعہ پر اجماع امت

متعہ کہتے ہیں وقتی طور پر کسی کو اجرت دے کر اس سے نفع اٹھانا اور پھر اس کو چھوڑ دینا۔ امت مسلمہ کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہے۔

دلائل

قرآن مجید میں صرف دو طرح کی عورتوں سے نکاح کر کے نفع حاصل کرنے کی اجازت دی گئی ہے، ایک بیوی، دوسری باندی، اس کے علاوہ کسی اور سے نفع حاصل کرنے والے کو باغی اور سرکش کہا گیا ہے۔

چناں چہ اشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾۔ (سورۃ النساء)

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ﴾۔ (المعارج)

اس کے علاوہ بے شمار احادیث میں بھی متعہ سے منع کیا گیا، جن کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام امت مسلمہ اس کی حرمت پر متفق ہے۔ اور متعہ کو فتح مکہ کے موقع پر منسوخ کر دیا گیا تھا، اس کے بعد غزوہ اوطاس پیش آیا، بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس غزوہ میں اس حکم کا پتہ چلا تو انہوں نے اس کے منسوخ ہونے کو غزوہ اوطاس کی طرف منسوب کر دیا۔

روافض اور متعہ

روافض کے ہاں متعہ جائز، بلکہ عظیم ترین عبادت بھی ہے۔

روافض کی دلیل

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ﴾۔ (سورہ نساء)

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم کی قراءت اس طرح ہے: **﴿فما استمتعتم به منهن الى أجل مسمى﴾۔ (الجامع لاحكام القرآن للقرطبی)**

روافض کا کہنا ہے کہ اس آیت میں متعہ، اجل اور اجرت تینوں کا ذکر ہے اور اسی کا نام متعہ ہے، لھذا متعہ قرآن سے ثابت ہے۔

جواب: آپ کی پیش کردہ قراءت قراءتِ شاذہ ہے، اس سے استدلال درست نہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَزْلِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سُئِلَ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ أَنَّ شَيْئًا أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَهُ اسْتُوْدِعَ صَخْرَةً لَخَرَجَ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمالیں جو پتھر میں چھپائی گئی ہو تو وہ بھی نکل کر رہے گی۔

عزل کے معنی اور حکم

عزل کہتے ہیں جماع کرتے ہوئے انزال عورت کی فرج کے باہر کرنا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جمہور کے ہاں عزل جائز ہے جب کہ اہل ظواہر اس کی حرمت کے قائل ہیں۔

جمہور کی دلیل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **"كنا نعزل والقرآن ينزل"**۔

(أخرجه مسلم في النكاح، باب حكم العزل)

''قرآن نازل ہونے کے زمانے میں ہم لوگ عزل کرتے تھے''۔

قائلین عدمِ جواز کی دلیل

حضرت جزامہ بنت وہب اسدی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: **''ذلک الوأد الخفی''**۔

جواب: یہ روایت منسوخ ہے۔ اور بعض حضرات نے اس کو مکروہ تنزیہی پر محمول کیا ہے۔

آزاد عورت اور باندی سے عزل کرنا

آزاد عورت سے بغیر اجازت کے عزل کرنا جائز نہیں اور آقا باندی کی اجازت کے بغیر بھی عزل کر سکتا ہے، اگر باندی کسی اور کے نکاح میں ہو تو آقا سے اجازت لینا کافی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ إِتْیَانِ النِّسَاءِ بِأَیِّ جِهَةٍ کَانَ

أَبُوْ حَنِیْفَةَ: عَنْ أَبِی الْهَیْثَمِ، عَنْ یُوْسُفَ بْنِ مَاهِکَ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْهَا، فَقَالَتْ: إِنَّ زَوْجِیْ یَأْتِیْنِیْ مُجَبَّبَةً وَمُسْتَقْبِلَةً، فَکَرِهْتُهُ، فَبَلَغَ ذٰلِکَ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَا بَأْسَ إِذَا کَانَ فِیْ صِمَامٍ وَاحِدٍ.

ترجمہ:

ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: میرا خاوند میرے پاس پہلو سے بھی آتا ہے اور سامنے سے بھی آتا ہے اور میں اسے ناپسند کرتی ہوں، یہ بات آپ ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، اگر سوراخ ایک ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ حُرْمَةِ الْوَطْیِ الْمَرْأَةِ فِیْ دُبُرِهَا

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ حُمَیْدِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِتْیَانُ النِّسَاءِ نَحْوَ الْمَحَاشِ حَرَامٌ.

ترجمہ:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پیٹھ کی طرف عورتوں کے ساتھ وطی کرنا حرام ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مَعْنٍ، قَالَ: وَجَدْتُ بِخَطِّ أَبِي أَعْرِفُهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: نُهِينَا أَنْ نَأْتِيَ النِّسَاءَ فِي مَحَاشِهِنَّ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عورتوں کے ساتھ پیچھے کے راستے میں وطی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّسَبِ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔

ترجمہ:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لڑکا صاحب فراش کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔

اکثر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اس روایت کو احادیث متواترہ میں شمار کیا ہے، تقریباً اس روایت کو بیس صحابہ رضی اللہ عنہم روایت فرماتے ہیں۔

"الْحَجَر" کی وضاحت

ا۔ یہاں حجر سے رجم کے معنی کی طرف اشارہ ہے۔ ۲۔ اس سے مراد محروم ہانا ہے یعنی مزنیہ سے پیدا ہونے والے بچے کا نسب زانی سے ثابت نہیں ہوگا۔

فراش کی اقسام

فراش کی تین قسمیں ہیں:

۱۔فراش قوی ۲ ۔فراش متوسط ۳۔فراش ضعیف

فراش قوی: منکوحہ کا فراش، جس میں بچے کا نسب بغیر دعوی کے ثابت ہوجاتا ہے اور نفی کرنے سے لعان کے بعد نفی ہوجاتی ہے۔ احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں جو بچہ پیدا ہو وہ شوہر کا ہوگا، امکان وطی بھی شرط نہیں ہے۔ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ امکان وطی شرط ہے ورنہ نسب ثابت نہیں ہوگا۔

فراش متوسط: ام ولد کا فراش، جس میں آقا کے خاموش رہنے سے نسب ثابت ہوجاتا ہے اور نفی کرنے سے بغیر لعان کے نفی بھی ہوجاتی ہے۔

فراش ضعیف: عام باندیوں کا فراش، جس میں نسب کے ثبوت کے لیے دعوی شرط ہے۔

کتاب الْاِسْتِبْرَاء

اِسْتِبْرَاء کے لغوی واصطلاحی معنی

اِسْتِبْرَاء کے لغوی معنی براءت کو طلب کرنا، اصطلاح میں اس بات کی براءت طلب کرنا کہ اس میں کوئی حمل نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِسْتِبْرَاءِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوْطَأَ الْحُبَالَى حَتَّى يَضَعْنَ مَا فِي بُطُوْنِهِنَّ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ہم حاملہ عورتوں سے وطی کریں حتی کہ وہ اپنے پیٹ میں موجود بچوں کو جَن نہ لیں۔

کِتَابُ الرِّضَاعِ

رضاعت کے لغوی واصطلاحی معنی

رضاعت کے لغوی معنی ہیں: ''ماں کا دودھ پینا''۔ اور اصطلاح میں ''مخصوص مدت میں کسی عورت کا دودھ پینا''۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جو بچہ ماں کے علاوہ کسی اور عورت کا دودھ پی لے تو نسب سے جو چیزیں حرام ہوتی ہے، رضاعت سے بھی وہی رشتے حرام ہو جاتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُسَاوَاةِ الرِّضَاعِ وَالنَّسَبِ فِي التَّحْرِيمِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ شُرَيْحٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ، قَلِيلُهُ وَكَثِيرُهُ۔

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے دودھ کے رشتہ سے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کے رشتہ سے خواہ دودھ کم پیا جائے یا زیادہ۔

رضاعت کے ثبوت کے لیے دودھ کی مقدار

مذاہب

امام مالک واحناف اور جمہور فقہائے امت رحمۃ اللہ علیہم کا یہی مسلک ہے کہ دودھ کی قلیل وکثیر مقدار سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پانچ دفعہ رضعات سے کم میں حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، ظاہر الروایہ کے مطابق امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی خیال ہے اور دوسری روایت میں تین مرتبہ بھی پینا منقول ہے۔

دلائل جمہور رحمۃ اللہ علیہم

ا۔ قرآن میں ہے: ﴿وأمهاتكم اللاتي أرضعنكم﴾ اس آیت میں کوئی مقدار بیان نہیں کی گئی۔

۲۔ مؤطا امام مالک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "ما كان الحولين وإن كانت مصة واحدة فهي تحرم"۔ یعنی دو سال کے دوران ایک مرتبہ بھی چوسنا حرمت ثابت کر دیتا ہے۔

دلائل شوافع رحمۃ اللہ علیہم

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

"أنزل في القرآن: ﴿عشر رضعات معلومات﴾، فنسخ من ذلك خمس، وصار إلى ﴿خمس رضعات معلومات﴾، فتوفي رسول الله ﷺ والأمر على ذلك حدثنا بذلك"۔

جواب

یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے منسوخ ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: جَاءَ أَفْلَحُ بْنُ أَبِي الْقُعَيْسِ لِيَسْتَأْذِنَ عَلَى عَائِشَةَ، فَاحْتَجَبْتُ مِنْهُ، فَقَالَ: تَحْتَجِبِيْنَ مِنِّيْ، وَأَنَا عَمُّكِ؟ فَقَالَتْ: فَكَيْفَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: أَرْضَعَتْكِ امْرَأَةُ أَخِيْ بِلَبَنِ أَخِيْ، قَالَتْ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَرِبَتْ يَدَاكِ، أَمَا تَعْلَمِيْنَ أَنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ؟

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ افلح بن ابی القعیس رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس آنے کے لیے اجازت چاہی تو انہوں نے اس سے پردہ کرلیا، تو انہوں نے کہا کہ آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں، حالاں کہ میں آپ کا رضاعی چچا ہوں؟ آپ نے پوچھا وہ کیسے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میرے بھائی کی بیوی نے آپ کو میرے بھائی کا دودھ پلایا ہے، کہتی ہیں کہ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی تو آپ نے فرمایا: تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں، کیا تو نہیں جانتی کہ رضاعت سے وہ رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں؟

كِتَابُ الطَّلَاقِ

طلاق کے لغوی واصطلاحی معنی

طلاق کے لغوی معنی ہیں: ''قید کو ختم کرنا'' اور اصطلاح میں طلاق کہتے ہیں ''نکاح کی قید کو ختم کرنا''۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهَزْلِ فِي الطَّلَاقِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهِكَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: الطَّلَاقُ، وَالنِّكَاحُ، وَالرَّجْعَةُ.

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور ان کا مذاق بھی سنجیدگی ہے۔ طلاق، نکاح اور رجوع۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِدَّةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِسَوْدَةَ حِينَ طَلَّقَهَا: اعْتَدِّي.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت سودہ کو طلاق دی تو انہیں فرمایا: عدت پوری کرو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّلَاقِ فِي الْحَيْضِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، وَهِيَ حَائِضٌ فَعُيِّبَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فَرَاجَعَهَا، فَلَمَّا طَهُرَتْ مِنْ حَيْضِهَا طَلَّقَهَا، وَاحْتُسِبَتْ بِالتَّطْلِيْقَةِ الَّتِيْ كَانَ أَوْقَعَ عَلَيْهَا وَهِيَ حَائِضٌ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی عورت (آمنہ بنت غفار) کو طلاق دی جب کہ وہ حائضہ تھی۔ اس بنا پر ان پر عیب والزام لگایا گیا تو انہوں نے رجوع کر لیا، پھر جب وہ (ان کی بیوی) حیض سے پاک ہو گئیں تو دوبارہ ان کو طلاق دی اور یہ طلاق سابقہ طلاق کے ساتھ شمار میں لائی گئی جو وہ ان کو بحالت حیض دے چکے تھے۔

طلاق کی اقسام

طلاق کی تین قسمیں ہیں:

۱۔طلاق حسن ۲۔طلاق احسن ۳۔طلاق بدعت۔

طلاق حسن: ایک طہر میں ایک طلاق، دوسرے میں دوسری اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دینا۔ یہ طلاق سنت ہے۔

طلاق احسن: ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں وطی نہ کی ہو، اور پھر اس کو عدت گزارنے کے لیے چھوڑ دے۔ یہ طلاق بھی سنت ہے۔

طلاق بدعت: مذکورہ بالا دو طریقوں کے علاوہ کسی اور طرح سے طلاق دینا، مثلاً حیض میں طلاق دینا، تین طلاقیں اکٹھی دینا وغیرہ۔

حالت حیض میں طلاق دینا

جمہور رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں حالتِ حیض میں طلاق دینا جائز نہیں، لیکن اگر کسی نے دے دی تو واقع ہو جائے گی، اصحاب ظاہر اور روافض کے ہاں حالتِ حیض میں طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

دلائل

بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب انہوں نے حالتِ حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دی اور پھر رجوع کرلیا تو فرمایا "احتسب علیه" کہ وہ حالتِ حیض کی طلاق، طلاق شمار کی گئی۔ "مسند امام اعظم" میں نقل کردہ روایت سے اس روایت کی تائید ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ اللَّعِبِ بِالطَّلَاقِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَالُ قَوْمٍ يَلْعَبُونَ بِحُدُودِ اللهِ؟ فَقَالَ: وَيَقُولُونَ: قَدْ طَلَّقْتُكِ، قَدْ رَاجَعْتُكِ.

ترجمہ:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کے ساتھ کھیلتے ہیں، کہتے ہیں: میں نے تمہیں طلاق دی اور پھر کہتے ہیں: میں نے رجوع کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وُقُوعِ طَلَاقِ الْمَعْتُوهِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَجُوزُ لِلْمَعْتُوهِ طَلَاقٌ، وَلَا بَيْعٌ، وَلَا شِرَاءٌ۔

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجنون کی نہ تو طلاق صحیح ہے اور نہ خرید و فروخت۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ الطَّلَاقِ بِمُجَرَّدِ التَّخْيِيرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاخْتَرْنَاهُ، فَلَمْ يَعُدَّ ذٰلِكَ طَلَاقًا۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا اور ہم نے آپ ﷺ کو ہی اختیار کیا، یہ طلاق شمار نہیں کی گئی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خِيَارِ الْعِتْقِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا أَعْتَقَتْ بَرِيْرَةَ، وَلَهَا زَوْجٌ مَوْلًى لِآلِ أَبِيْ أَحْمَدَ، فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے بریرہ کو آزاد کیا، ان کا خاوند آل ابی احمد کا آزاد کردہ غلام تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو خیارِ عتق دیا تو اس نے اپنے آپ کو اختیار کرلیا، اس وقت اس کا خاوند آزاد تھا۔

باندی کے لیے خیار عتق کا حکم

اتنی بات میں اتفاق ہے کہ باندی کی آزادی کے وقت اگر اس کا شوہر غلام ہو تو باندی کو خیار عتق ملے گا کہ اگر چاہے تو اس نکاح کو باقی رکھے اور اگر چاہے کو اس کو فسخ کردے۔ اور اگر باندی کی آزادی کے وقت اس کا شوہر آزاد ہو تو اس صورت میں باندی کو خیارِ عتق ملے گا یا نہیں؟ اس بارے میں احناف کے ہاں باندی کو خیار ملے گا، جب کہ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں اسے خیار نہیں ملے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ طَلَاقِ الْأَمَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلَاقُ الْأَمَةِ اثْنَتَانِ، وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: باندی کی دو

طلاقیں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہے۔

طلاق کی تعداد کا اعتبار مردوں کی جانب یا عورتوں کی جانب ہے

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک عورتوں کی جانب کا اعتبار ہے جبکہ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم مردوں کی جانب کا اعتبار کرتے ہیں۔اس مسئلہ کی کل چار صورتیں ہیں جن میں سے دو اتفاقی ہیں اور دو اختلافی ہیں

اتفاقی صورتیں:

ا۔مرد اور عورت دونوں غلام ہوں تو بالاتفاق مرد کو دو طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا۔

۲۔مرد اور عورت دونوں آزاد ہوں تو بالاتفاق مرد کو تین طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا۔

اختلافی صورتیں:

ا۔مرد آزاد ہو اور عورت باندی ہو تو احناف رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک مرد کو دو طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا، جبکہ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ مرد کو تین طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا

۲۔مرد غلام ہو اور عورت آزاد ہو تو احناف رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک مرد کو تین طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا جبکہ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ مرد کو دو طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ وَالسُّكْنَى لِلْمَبْتُوتَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَا نَدَعُ كِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِ امْرَأَةٍ، لَا نَدْرِي صَدَقَتْ أَمْ كَذَبَتْ؟ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لَهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ.

ترجمہ:

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اپنے رب کی کتاب، اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ایک عورت کی بات کی وجہ سے نہیں چھوڑیں گے، ہم نہیں جانتے کہ وہ سچ کہہ رہی ہے یا جھوٹ۔تین طلاق دی ہوئی عورت کے لیے نفقہ بھی ہے اور سکنی بھی۔

مطلقہ کے لیے نفقہ وسکنی کا حکم

مطلقہ رجعیہ اور مبتوتہ حاملہ کو بالاتفاق عدت کے دوران نفقہ وسکنی دیا جائے گا۔ البتہ مبتوتہ غیر حاملہ کے بارے میں آراء مختلف ہیں۔ احناف رحمۃ اللہ علیہم اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مبتوتہ غیر حاملہ کا نفقہ وسکنی بھی شوہر پر واجب ہے، امام مالک وشافعی رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں صرف سکنی واجب ہے، نفقہ واجب نہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ نفقہ واجب ہے، سکنی واجب نہیں۔

دلائل

قرآن مجید میں ہے: **﴿وللمطلقات متاع بالمعروف﴾**، اس آیت مبارکہ میں متاع سے مراد نفقہ وسکنی ہے اور مطلقات کا لفظ عام ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "**المطلقة ثلاثا لها السكنى والنفقة**" مطلقہ ثلاثہ عام ہے، خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ، اس کو بہر حال نفقہ وسکنی دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو چھوڑ کر قرآن وسنت پر عمل کرتے ہوئے مطلقہ ثلاثہ کے لیے نفقہ وسکنی کا فیصلہ فرمایا۔

باقی فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہ نے اپنا سکنی خود چھوڑا تھا اور نفقہ سکنی چھوڑنے کی وجہ سے ختم ہو گیا تھا، اس لیے اس سے استدلال درست نہیں۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ یہ روایت قرآن وحدیث سے متعارض ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، أَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةَ مَاتَ عَنْهَا زَوْجُهَا، وَهِيَ حَامِلٌ، فَمَكَثَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ وَضَعَتْ، فَمَرَّ بِهَا أَبُو السَّنَابِلِ ابْنُ بَعْكَكٍ، فَقَالَ: تَشَوَّفْتِ؟ تُرِيدِينَ الْبَاءَةَ؟ كَلَّا، وَاللهِ، إِنَّهُ لَأَبْعَدُ الْأَجَلَيْنِ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: كَذَبَ، إِذَا حَضَرَ فَآذِنِينِي.

ترجمہ:

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کا خاوند فوت ہو گیا، وہ حاملہ تھیں، پچیس دن کے بعد وضع حمل ہوا، ان کے پاس سے ابو السنابل بن بعلک کا گزر ہوا تو انہوں نے کہا کہ تو بنی

سنوری بیٹھی ہے، کیا نکاح کا ارادہ ہے؟ ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! تیری عدت لمبی مدت سے ہے، تو وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں اور ان کو یہ بات ذکر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے غلط کہا، جب وہ آئے تو مجھے بتانا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَسْخِ عِدَّةِ الْوَفَاةِ فِي الْبَقَرَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهُ أَنَّ سُوْرَةَ النِّسَاءِ الْقُصْرَى نَزَلَتْ بَعْدَ الطُّوْلَى.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَسَخَتْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى كُلَّ عِدَّةٍ: (وَأُوْلَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ).

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص چاہے میں اس سے مباہلہ کرتا ہوں کہ چھوٹی سورۃ نساء (سورۃ طلاق) لمبی سورۃ (سورۂ بقرہ) کے بعد اتری ہے۔

ایک روایت میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ چھوٹی سورۃ نساء نے حاملہ کی سب عدتوں کو منسوخ کر دیا (یعنی) حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ وہ بچہ جنیں۔

حدیث کی وضاحت

مسئلہ کی وضاحت یہ ہے کہ سورہ بقرہ میں آیت وارد ہے **﴿والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجاً يتربصن بأنفسهن أربعة أشهر وعشرا﴾** (ترجمہ) ”تم میں سے جو مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو (بیویاں) روکے رکھیں اپنے نفسوں کو چار ماہ دس دن تک“۔ اس آیت کے عموم کے ماتحت ہر اس عورت کی عدت چار ماہ دس دن کی قرار پاتی ہے، جس کا خاوند مر جائے، خواہ وہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ، پھر سورۂ طلاق میں یوں وارد ہے: **﴿وَأُوْلَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُن﴾** کہ حمل والیوں کی مدت (عدت) یہ ہے کہ وہ اپنے بچہ کو جن لیں۔ تو اس آیت کی رو سے عدت حاملہ کی، خواہ اس کا خاوند مرا ہو وضع حمل سے ثابت ہوتی ہے، چاہے کم سے کم مدت میں وضع حمل ہوا ہو۔ لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہر دو آیت کو جمع کرنے کے لیے احتیاط کی صورت مروی ہے، یعنی ابعد الاجلین پر عمل کرنا چاہیے کہ اگر وضع حمل چار ماہ دس دن کے بعد ہو تو وضع حمل سے

عدت ختم ہوگئی اور اگر پہلے تو چار ماہ دس دن کے بعد۔

حضرات شافعیہ رحمۃ اللہ علیہم بھی اس میں گڑ بڑائے ہیں کہ آیت بقرہ کو حدیث سبیعہ سے مخصوص مانیں یا منسوخ یا کیا؟ مگر احناف رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک سبیعہ کی حدیث سے یہ آیت بقرہ نہ مخصوص ہوسکتی ہے نہ منسوخ، کیوں کہ خبر واحد آیت کے لیے نہ مخصص بن سکتی ہے نہ ناسخ، البتہ سورۂ طلاق کی آیت ﴿**وأولات الأحمال**﴾ سے آیت بقرہ کا نسخ مانتے ہیں، کیوں کہ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس پر صراحتاً دال ہے اور ثابت کرتی ہے سورۂ طلاق کی آیت نزول میں متاخر ہے تو یہ اس کی ناسخ ہوئی، گویا تاریخ کا پتا خبر واحد سے چلتا ہے، مگر آیت بقرہ کا نسخ آیت طلاق سے ہے، نہ کہ خبر واحد سے، معجم طبرانی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ اولات الاحمال کی آیت تین طلاقوں والی عورت کے لیے ہے یا اس کے لیے جس کا شوہر مر چکا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر دو کے لیے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حاملہ کی مدت آیتِ طلاق سے وضع حمل متعین ہوگئی چاہے شوہر کی وفات کے ایک ساعت بعد ہی وضع حمل ہوا ہو۔ مؤطا امام مالک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے کہ اگر حاملہ عورت نے بچہ ایسے وقت جنا کہ اس کے شوہر کی لاش ابھی تختہ پر ہے، وہ دفن نہیں ہوئی، تب بھی اس کی عدت ختم ہوگئی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا . . .

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ فِي الْمَرْأَةِ تُوُفِّيَ عَنْهَا، وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا، وَلَمْ يَكُنْ دَخَلَ بِهَا، فَقَالَ: لَهَا صَدَقَةُ نِسَائِهَا، وَلَهَا الْمِيرَاثُ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ.

فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ: أَشْهَدُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي بَرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ مِثْلَ مَا قَضَيْتَ.

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور اس کا مہر بھی مقرر نہ تھا اور نہ دخول ہوا تھا تو ایسی عورت کے لیے مہر مثلی ہے، اس کے لیے میراث ہے اور اس پر عدت بھی لازم ہے۔ حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ رسول

اللہ ﷺ نے بروع بنت واشق کے بارے میں آپ کی طرح فیصلہ فرمایا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِيلَاءِ بِالْكَلَامِ

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ فِي الْمُولِي: فَيْئَةُ الْجِمَاعُ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُ عُذْرٌ، فَفَيْئَةُ بِاللِّسَانِ۔

ترجمہ:

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایلاء کرنے والے کے بارے میں فرمایا: اس کا رجوع جماع ہے، مگر کوئی عذر ہوتو زبان سے بھی رجوع کرسکتا ہے۔

ایلاء کے لغوی واصطلاحی معنی

لغت میں ایلاء کہتے ہیں: ''قسم اٹھانا'' اور شریعت کی اصطلاح میں ایلاء کے معنی ہیں: ''چار ماہ سے اس سے زیادہ مدت کے لیے اپنی بیوی کے قریب نہ جانے کی قسم اٹھانا''۔ مولی (ایلاء کرنے والے) کے لیے حکم یہ ہے کہ چار ماہ کے دوران بیوی کے قریب جائے تو قسم کا کفارہ ادا کرے۔

چار ماہ گزرنے کے بعد خود بخود ایک طلاق بائنہ واقع ہوجاتی ہے، جب کہ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں خود بخود طلاق واقع نہیں ہوتی، بلکہ چار ماہ کے دوران اگر بیوی کے قریب نہ گیا تو قاضی خاوند کو رجوع کا حکم دے گا، انکار کرنے پر ان دونوں کو الگ الگ کردے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: لَا أَنَا وَلَا ثَابِتٌ، فَقَالَ: أَتَخْتَلِعِينَ مِنْهُ بِحَدِيقَتِهِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، وَأَزِيدُ، قَالَ: أَمَّا الزِّيَادَةُ فَلَا.

ترجمہ:

حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی زوجہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ نہ میں ثابت کے ساتھ اور نہ وہ میرے ساتھ رہ سکتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس سے باغیچے کے بدلے خلع کرتی ہے؟ تو اس نے کہا، جی ہاں، اور زیادہ بھی دیتی ہوں، فرمایا: زیادہ نہیں۔

خلع کے لغوی واصطلاحی معنی

مذاہب

خلع کے لغوی معنی ہیں: ''اتارنا'' اور شریعت کی نظر میں خلع کہتے ہیں: ''عورت کا کچھ عوض دے کر مرد سے طلاق کا مطالبہ کرنا''۔

اس بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے کہ خلع سے نکاح فسخ ہوتا ہے یا طلاق واقع ہوتی ہے؟ امام احمد وامام شافعی رحمہما اللہ کی ایک روایت یہ ہے کہ خلع فسخ نکاح ہے، جب کہ امام مالک واحناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں خلع طلاق کے حکم میں ہے۔

دلائل جمہور رحمۃ اللہ علیہم

دارقطنی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے **''أن النبی اجعل الخلع تطلیقة بائنة''**۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ''اپنی بیوی کی طرف سے باغ قبول کر لو اور اسے طلاق دے دو''۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

عن الربیع بنت معوذ بن عفراء: أنها اختلعت علی عهد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فأمرها النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أو أمرت أن تعتد بحیضة۔

جواب

''**بحیضة**'' میں تاء وحدت کے لیے نہیں ہے، بلکہ یہ اسم جنس ہے، قلیل وکثیر دونوں پر صادق آتا ہے۔

كِتَابُ النَّفَقَاتِ

لغوی واصطلاحی معنی

"النفقات" یہ نفقۃ کی جمع ہے بمعنی خرچ کرنا۔ اصطلاحی معنی یہ ہے کہ وہ روزینہ جو بقائے زندگی کے لیے مسلسل جاری رہے۔

نفقہ سے عام طور پر تین چیزیں مراد لی جاتی ہیں، خوراک، پوشاک اور مسکن۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا بَاتَ أَحَدُكُمْ مَغْمُوْمًا مَهْمُوْمًا مِنْ سَبَبِ الْعِيَالِ، كَانَ أَفْضَلَ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى مِنْ أَلْفِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کوئی اپنے اہل وعیال کی وجہ سے غم زدہ ورنجیدہ ہوکر رات گزارے تو یہ اللہ کے ہاں اللہ کے راستے میں تلوار سے ہزار ضربیں مارنے سے بہتر ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا، حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى فِيْ امْرَأَتِكَ.

ترجمہ:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو جو بھی خرچ کرے گا جس کے ذریعے اللہ کی رضا کا ارادہ کرے گا تو اس پر بھی اجر ملے گا حتی کہ وہ لقمہ جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے۔

كِتَابُ التَّدْبِيْرِ وَ الْوَلَاءِ

تدبیر کے لغوی واصطلاحی معنی

لغت میں تدبیر کہتے ہیں: ''غور کرنا، انجام سوچنا''۔ اصطلاح میں تدبیر کے معنی ہیں: ''کسی غلام کو اپنی موت کے بعد آزاد کرنا'' کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔

مدبر کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مدبر مطلق، ۲۔ مدبر مقید۔

مدبر مطلق: جس کو آقا مرنے کے بعد آزادی کا کہے۔

مدبر مقید: جس میں غلام کی آزادی کو کسی خاص وقت یا حادثہ میں موت کے ساتھ مقید کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ عَبْدًا كَانَ لِإِبْرَاهِيْمَ بْنَ نُعَيْمٍ النَّحَّامُ فَدَبَّرَهُ، ثُمَّ احْتَاجَ إِلَى ثَمَنِهِ، فَبَاعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاعَ الْمُدَبَّرَ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابراہیم بن نعیم نحام کا ایک غلام تھا، اس نے اسے مدبر بنایا، پھر اسے رقم کی ضرورت پڑتی تو نبی اکرم ﷺ نے آٹھ سو درہم میں بیچ دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مدبر کو بیچا۔

مدبر کی بیع کا حکم

اتنی بات میں اتفاق ہے کہ مدبر مقید کی بیع جائز ہے۔ البتہ مدبر مطلق کے بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔ احناف و مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں مدبر مطلق سے زندگی میں خدمت لینا تو جائز ہے، مگر اس کو بیچنا جائز

نہیں۔ جب کہ شوافع اور حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم مدبر مطلق کی بیع کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ مذکور حدیث شوافع کی مستدل ہے۔ احناف رحمۃ اللہ علیہم کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مدبر کی بیع فرمائی تھی وہ مدبر مقید تھا اور مدبر مقید کی بیع جائز ہے یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کے منافع کو بیچا تھا اور مدبر کے منافع کو بیچنا جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَلَاءِ لِمَنْ أَعْتَقَ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ لِتُعْتِقَهَا، فَقَالَتْ مَوَالِيهَا: لَا نَبِيعُهَا إِلَّا أَنْ تَشْتَرِطَ الْوَلَاءَ لَنَا، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا، تا کہ اسے آزاد کریں، تو اس کے آقا نے کہا کہ ہم اس شرط پر بیچیں گے کہ ولاء ہمارے لیے ہو، انہوں نے یہ بات نبی اکرم ﷺ کو ذکر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ولاء اس کے لیے جس نے آزاد کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ولاء کو بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔

كِتَابُ الأَيْمَانِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ اليَمِينِ الْفَاجِرَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ نَاصِحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَيُقَالُ: ابْنُ عَجْلَانَ، وَيَحْيَى بْنِ يَعْلَى، وَإِسْحَاقَ السَّلُوْلِيّ، وَأَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلِ الْحَافِظُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِمَّا عُصِيَ اللّٰهُ تَعَالَى بِهِ شَيْئٌ هُوَ أَعْجَلَ عِقَابًا مِنَ الْبَغْيِ، وَمَا مِنْ شَيْئٍ أُطِيْعَ لِلّٰهِ تَعَالَى بِهِ أَسْرَعُ ثَوَابًا مِنَ الصِّلَةِ، وَالْيَمِيْنِ الْفَاجِرَةِ تَدَعُ الدِّيَارَ بَلَاقِعَ.

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں سے کوئی ایسی نہیں جو بغاوت سے زیادہ جلد عذاب کا سبب بنے۔ اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداریوں میں سے کوئی ایسی نہیں جو صلہ رحمی سے جلد ثواب کا سبب بنے۔ اور جھوٹی قسم شہروں کو اجاڑ دیتی ہے۔

یمین کے لغوی واصطلاحی معنی

یمین لغت میں دائیں ہاتھ کو کہتے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں یمین کہتے ہیں: **"تاکید الکلام بذکر اسم اللّٰہ عزوجل وصفاته"**۔

یمین کی اقسام اور ان کا حکم

یمین کی تین قسمیں ہیں: ۱۔لغو، ۲۔غموس، ۳۔منعقدہ۔

یمین لغو: احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں کسی ماضی کے کام کی غلط خبر دینا خود کو صحیح گمان کرتے ہوئے اور ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں اس بات کو کہا جاتا ہے جو انسان کی زبان سے بغیر ارادہ کے نکل گئی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں غصہ کی حالت میں قسم کھانا یمین لغو ہے

حکم: اس یمین میں بالاتفاق کفارہ نہیں ہے۔

یمین غموس: کسی ماضی کے کام یا واقعہ کی جان بوجھ کر غلط خبر دینا۔

حکم: عندالجمہور اس یمین میں گناہ ہے، لیکن کفارہ نہیں، البتہ توبہ واستغفار کرے گا۔

یمین منعقدہ: آئندہ آنے والے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کو اللہ کے نام سے مؤکد کرنا۔

حکم: اس یمین کو پورا نہ کرنے کی صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔

یمین منعقدہ کا کفارہ

۱۔ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا لباس فراہم کرنا۔

۲۔ غلام آزاد کرنا۔

۳۔ تین روزے رکھنا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَذْرِ مَعْصِيَةٍ وَفِيهِ الْكَفَّارَةُ وَعَدَمُ الْوَفَاءِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ، وَلَا نَذْرَ فِي غَضَبٍ.

ترجمہ:

حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی فرماں برداری کی نذر مانے تو اسے چاہیے کہ وہ اطاعت کرے، جو شخص اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے تو اسے چاہیئے کہ نافرمانی نہ کرے۔ اور غصہ کی حالت میں نذر نہیں ہوتی۔

فائدہ: مذکورہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مستدل ہے کہ غصہ کی حالت میں نذر نہیں ہوتی۔ جواب: غصہ کی حالت میں انسان کو کوئی نذر ماننی نہیں چاہیئے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ تَعَالَى، وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ.

ترجمہ:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

میں نذر کو پورا کرنا نہیں، اس کا کفارہ قسم کے کفارہ کی طرح ہے۔

معصیت کی نذر کا حکم

احناف اور حنابلہ رحمہ اللہ علیہم کے ہاں معصیت کی نذر منعقد ہوجاتی ہے، دلیل مذکورہ حدیث ہے۔ شوافع اور مالکیہ رحمہ اللہ علیہم کے ہاں معصیت کی نذر منعقد ہی نہیں ہوتی، دلیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ "**لا نذر فی معصیة الله**"۔ احناف رحمہ اللہ علیہم کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ معصیت کی حالت میں نذر ماننی نہیں چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ يَمِينِ اللَّغْوِ

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾، قَالَتْ: هُوَ قَوْلُ الرَّجُلِ: لَا وَاللهِ، وَبَلَى وَاللهِ، مِمَّا يَصِلُ بِهِ كَلَامَهُ، مِمَّا لَا يَعْقِدُ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حَدِيثًا.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد باری تعالیٰ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾ کا مطلب بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ اس سے مراد کسی آدمی کا یہ کہنا ہے "**لا والله، بلی والله**" اس سے کلام کو ملانا، مقصود ہوتا ہے، دل اس پر جمتا نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ يُبْطِلُهَا

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ وَاسْتَثْنَى، فَلَهُ ثُنْيَاهُ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قسم اٹھائی اور استثنا بھی کیا تو اس کے لیے استثنا ہے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ وَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَقَدِ اسْتَثْنٰى۔

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے قسم اٹھائی اور کہا: ان شاء اللہ، تو اس نے استثنا کیا۔

كِتَابُ الْحُدُوْدِ

حد کے معنی

"حدود" حد کی جمع ہے اور حد کے اصل معنی ہیں ممنوع۔ نیز اس چیز کو بھی حد کہا جاتا ہے جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو۔

اصطلاح شریعت میں حدود ان سزاؤں کو کہتے ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہیں اور ساتھ ہی متعین ہیں، جیسے چوری، زنا، شراب نوشی کی سزائیں۔ لفظ حد کے اصل معنی ممنوع یا حائل اگر پیش نظر ہوں تو واضح ہوگا کہ شرعی سزاؤں کو حدود اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ سزائیں بندوں کو گناہوں میں مبتلا ہونے سے روکتی ہیں اور ان کا خوف انسان اور جرم کے درمیان حائل رہتا ہے۔

حدود اللہ

یہ محارم کے معنی میں بھی منقول ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿**تلك حدود الله فلا تقربوها**﴾ اسی طرح مقادیر شرعیہ، یعنی تین طلاقوں کا مقرر ہونا وغیرہ کے معنی میں بھی منقول ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿**تلك حدود الله فلا تعتدوها**﴾، لیکن واضح رہے کہ ان دونوں میں بھی حدود کا اطلاق اصل معنی ممنوع ہی کے اعتبار سے ہے کہ محارم کی قربت (یعنی ان سے نکاح وخلوت) بھی ممنوع ہے اور مقادیر شرعی سے تجاوز کرنا بھی ممنوع ہے۔

سزا کی تفصیل

شرعی قانون نے جرم وسزا کا جو ضابطہ مقرر کیا ہے اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت میں

سزائیں تین طرح کی ہیں۔

(۱) وہ سزائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے متعین کر دیا ہے، مگران کے اجراء کو خود بندوں پر چھوڑ دیا ہے، ان میں کسی خارجی طاقت جیسے حاکم یا حکومت کو دخل انداز ہونے کا حکم نہیں ہے، شریعت نے اس طرح کی سزا کا نام کفارہ رکھا ہے، جیسے قسم کی خلاف ورزی یا رمضان میں بلا عذر شرعی روزہ توڑ دینے کا نام کفارہ!

(۲) وہ سزائیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہیں اور ساتھ ہی متعین ہیں، ان سزاؤں کو جاری کرنے کا اختیار تو حاکم یا حکومت کو ہے، مگران میں قانون سازی کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے، اس طرح کی سزا کو شریعت میں حد کہتے ہیں، جیسے چوری، زنا اور شراب نوشی کی سزائیں۔

(۳) وہ سزائیں جنہیں کتاب وسنت نے متعین تو نہیں کیا ہے، مگر جن برے کاموں کی یہ سزائیں ہیں ان کو جرائم کی فہرست میں داخل کیا ہے اور سزا کے تعین کا مسئلہ حاکم یا حکومت کے سپرد کر دیا ہے کہ وہ موقع ومحل اور ضرورت کے مطابق سزا خود متعین کریں، گویا اس قسم کی سزاؤں میں حکومت کو قانون سازی کا حق بھی حاصل ہے، مگر اس دائرہ کے اندر رہ کر جو شریعت نے متعین کر رکھا ہے، اس طرح کی سزا شریعت میں ''تعزیر'' کہلاتی ہے۔

حد و تعزیر میں فرق

۱۔ حدود میں سزائیں شریعت کی طرف سے مقرر ہیں، جب کہ تعزیر میں سزا قاضی مقرر کرتا ہے۔

۲۔ حد شبہ سے ساقط ہو جاتی ہے، جب کہ تعزیر ساقط نہیں ہوتی۔

۳۔ تعزیر توبہ سے ساقط ہو جاتی ہے، جب کہ حد ثابت ہونے کے بعد توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

۴۔ حد میں کسی کی سفارش قبول نہیں کی جاسکتی، جب کہ تعزیر میں اس کی گنجائش ہے۔

۵۔ حد صرف معصیت میں مقرر ہے، جب کہ تعزیر تادیباً بھی لاگو کی جاتی ہے۔

۶۔ تعزیر زمانہ، اشخاص اور شہروں کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، جب کہ حد ہر زمانہ، شہر اور آدمی کے لیے ایک ہی مقرر ہے۔

۷۔ حد میں جرم کی کیفیت سے تخفیف نہیں ہوتی، جب کہ تعزیر میں جرم کی کیفیت کی کمی زیادتی سے تخفیف کی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الْخَمْرِ وَ الْقِمَارِ وَ غَيْرِهِمَا

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللهَ كَرِهَ لَكُمُ الْخَمْرَ وَ الْمَيْسِرَ وَ الْمِزْمَارَ وَ الْكُوبَةَ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی تمہارے لیے شراب، جوا، آلات موسیقی اور طبلہ کو ناپسند فرماتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ الشُّرْبِ وَ السَّرِقَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ بِابْنِ أَخٍ لَهُ نَشْوَانَ، قَدْ ذَهَبَ عَقْلُهُ، فَأَمَرَ بِهِ، فَحُبِسَ حَتَّى إِذَا صَحَا وَ أَفَاقَ عَنِ السُّكْرِ، دَعَا بِالسَّوْطِ فَقَطَعَ ثَمَرَتَهُ وَ رَقَّهُ، وَ دَعَا جَلَّادًا، فَقَالَ: اجْلِدْهُ عَلَى جِلْدِهِ، وَ ارْفَعْ يَدَكَ فِي حَدِّكَ وَ لَا تُبْدِ ضَبْعَيْكَ.

قَالَ: وَ أَنْشَأَ عَبْدُ اللهِ يَعُدُّ حَتَّى أَكْمَلَ ثَمَانِينَ جَلْدَةً خَلَّى سَبِيلَهُ، فَقَالَ الشَّيْخُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَ اللهِ إِنَّهُ لَابْنُ أَخِي، وَ مَالِي وَلَدٌ غَيْرُهُ، فَقَالَ: شَرُّ الْعَمِّ وَالِي الْيَتِيمِ، أَنْتَ كُنْتَ، وَ اللهِ مَا أَحْسَنْتَ أَدَبَهُ صَغِيرًا، وَ لَا سَتَرْتَهُ كَبِيرًا.

قَالَ: ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا، فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ حَدٍّ أُقِيمَ فِي الْإِسْلَامِ لِسَارِقٍ أُتِيَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، فَلَمَّا قَامَتْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةُ، قَالَ: انْطَلِقُوا بِهِ، فَاقْطَعُوهُ، فَلَمَّا انْطَلَقَ بِهِ نَظَرَ إِلَى وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، كَأَنَّمَا سُفَّ عَلَيْهِ وَ اللهِ الرَّمَادُ، فَقَالَ بَعْضُ جُلَسَائِهِ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، لَكَأَنَّ هَذَا قَدِ اشْتَدَّ عَلَيْكَ؟ قَالَ: وَ مَا يَمْنَعُنِي أَنْ لَا يَشْتَدَّ عَلَيَّ، أَنْ تَكُوْنُوا أَعْوَانَ الشَّيْطَانِ عَلَى أَخِيكُمْ، قَالُوا: فَلَوْ لَا خَلَّيْتَ سَبِيلَهُ، قَالَ: أَفَلَا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَأْتُوْنِي بِهِ، فَإِنَّ الْإِمَامَ إِذَا انْتَهَى إِلَيْهِ حَدٌّ، فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يُعَطِّلَهُ، قَالَ: ثُمَّ تَلَا: ﴿وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا﴾.

ترجمہ:

حضرت یحییٰ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی اپنے بھتیجے کو لے کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی

اللہ کے پاس آیا، جونشہ میں چور تھااور اس کی عقل بھی چلی گئی تھی، تو آپ نے اس کے بارے میں حکم ارشاد فرمایا تو اسے قید کرلیا گیا، جب وہ صحیح ہوگیا اور نشہ دور ہوگیا تو آپ نے ایک کوڑا منگوا کر اس کا پھندنا کاٹا اور جلاد کو دے کر حکم دیا کہ اس کو مارو اور مارتے ہوئے ہاتھ اٹھاؤ، نہ اتنا کہ تیری بغلیں نظر آئیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر عبداللہ شمار کرنے لگے جب اسی پورے ہوگئے تو اس کا راستہ چھوڑ دیا۔

پھر اس آدمی نے کہا: اے ابو عبدالرحمن! اللہ کی قسم! یہ میرے ایک ہی بھتیجا ہے، اس کے علاوہ میری کوئی اولاد نہیں، تو آپ نے فرمایا: تو بُرا چچا ہے، جو یتیم کا والی بنا، اللہ کی قسم! تو نے بچپن میں صحیح ادب نہیں سکھایا اور نہ بڑا ہوکر پردہ پوشی کی۔

پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرنا شروع کی کہ اسلام میں پہلی حد جو جاری ہوئی وہ ایک چور پر تھی، جس کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، جب گواہی قائم ہوگئی تو آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ، ہاتھ کاٹ دو، جب وہ لے جایا جار ہا تھا تو نبی اکرم ﷺ کا چہرہ تبدیل ہوگیا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر اللہ قسم راکھ بکھر گئی ہو، تو بعض حضرات نے کہا یا رسول اللہ! لگتا ہے آپ کو یہ بات ناگوار گزری ہے، فرمایا: یہ ناگوار کیوں نہ ہو کہ تم اپنے بھائی کے معاملہ میں شیطان کے مددگار بن جاؤ، انہوں نے عرض کیا: پھر آپ نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا؟ فرمایا: یہ تمہارا اسے میرے پاس لانے سے پہلے تک تو تھا، اس لیے کہ جب امام کے پاس حد کا معاملہ پہنچ جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اسے ختم کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا﴾ معاف کرو اور درگزر کرو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقْطَعُ فِيهِ الْيَدُ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ يُقْطَعُ الْيَدُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دس درہم کی مقدار چوری پر ہاتھ کاٹا جاتا تھا۔

حدسرقہ کانصاب

مذاہب

کتنی مقدار چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے گا؟اس بارے میں احناف کامذہب یہ ہے کہ اگر کسی نے دس درہم یااس سے زیادہ مالیت کی چوری کی تواس کاہاتھ کاٹا جائے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں دینار کے چوتھے حصہ کی مالیت کی بقدر چوری سے ہاتھ کاٹا جائے گا اور حنابلہ و مالکیہ کے ہاں حدسرقہ کانصاب ثلث دینار ہے۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

۱۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کاحکم ارشادفرمایا،جس کی قیمت دس درہم تھی۔

۲۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ''ایک دینار یااس سے کم میں قطع ید نہیں''۔اسی طرح حدیث الباب بھی حدسرقہ کےنصاب پراحناف کی واضح دلیل ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل

''عن عائشة: أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقطع فی ربع دینار فصاعدا''۔

جواب: اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت مضطرب ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ دَرْءِ الْحُدُوْدِ

أَبُوْ حَنِیْفَةَ: عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِدْرَءُوا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ شبہ کی وجہ سے حدودکوساقط کردیاکرو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجْمِ لِلزَّانِي الْمُحْصَنِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ الْآخَرَ قَدْ زَنَى، فَأَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَرَدَّهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ أَتَاهُ الرَّابِعَةَ، فَقَالَ: إِنَّ الْآخَرَ قَدْ زَنَى، فَأَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَسَأَلَ عَنْهُ أَصْحَابَهُ: هَلْ تُنْكِرُوْنَ مِنْ عَقْلِهِ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: انْطَلِقُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ، فَانْطَلَقَ بِهِ، فَرُجِمَ بِالْحِجَارَةِ، فَلَمَّا أَبْطَأَ عَلَيْهِ الْقَتْلُ، انْصَرَفَ إِلَى مَكَانٍ كَثِيْرِ الْحِجَارَةِ، فَقَامَ فِيْهِ فَأَتَاهُ الْمُسْلِمُوْنَ، فَرَجَمُوْهُ بِالْحِجَارَةِ حَتَّى قَتَلُوْهُ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: هَلَّا خَلَّيْتُمْ سَبِيْلَهُ؟ فَاخْتَلَفَ النَّاسُ فِيْهِ، فَقَالَ قَائِلٌ: هٰذَا مَاعِزٌ أَهْلَكَ نَفْسَهُ، وَقَائِلٌ: أَنَا أَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ تَوْبَةً، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ قَوْمَهُ طَمِعُوْا فِيْهِ، فَسَأَلُوْهُ مَا يُصْنَعُ بِجَسَدِهِ؟ قَالَ: اصْنَعُوْا بِهِ مَا تَصْنَعُوْنَ بِمَوْتَاكُمْ مِنَ الْكَفَنِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَالْمَدْفَنِ، قَالَ: فَانْطَلَقَ بِهِ أَصْحَابُهُ فَصَلَّوْا.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا اس بھلائی سے دور شخص نے زنا کیا ہے، آپ اس پر حد قائم کریں، آپ ﷺ نے انہیں دور کیا، وہ پھر دوسری مرتبہ آئے اور پہلے والی بات کی، آپ ﷺ نے انہیں پھر دور کر دیا، وہ تیسری مرتبہ آئے اور اسی طرح کہا، پھر وہ چوتھی مرتبہ آئے اور کہا اس بھلائی سے دور شخص نے زنا کیا ہے، آپ اس پر حد قائم کریں۔ تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی حالت کے بارے میں سوال کیا کہ کیا یہ پاگل تو نہیں ہو گیا، تو انہوں نے کہا نہیں، فرمایا اسے لے جاؤ اور رجم کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ ان کو لے جایا گیا اور انہیں پتھر مارے گئے، جب ان کے مرنے میں کچھ دیر ہوئی تو وہ اس جگہ سے ہٹ کر زیادہ پتھریلی جگہ پر چلے گئے اور وہاں جا کھڑے ہوئے، مسلمان ان کے پیچھے گئے اور پتھروں سے رجم کر کے انہیں مار دیا۔ جب یہ خبر نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا: تم نے اس کا راستہ کیوں نہیں چھوڑا؟ پھر ان کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہو گیا، کسی نے کہا کہ ماعز نے خودکشی کی ہے۔ کسی نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ یہ توبہ ہے۔ یہ بات نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایسی توبہ لوگوں کی جماعت بھی کرے تو ان کی طرف سے قبول کی جائے گی۔ پھر جب یہ فرمان لوگوں تک پہنچا تو وہ ان کے بارے میں ثواب کی امید رکھنے لگے، پھر انہوں نے پوچھا کہ ان کے جسم کا کیا کریں؟ تو فرمایا اسی طرح کرو جیسے تم اپنے مُردوں کے ساتھ کرتے ہو، یعنی کفن، نماز جنازہ اور دفن وغیرہ، راوی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں لے گئے اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

اقرار سے حدود کا ثبوت

گواہی اور اقرار سے بالاتفاق حد ثابت ہو جاتی ہے، لیکن اس بات میں اختلاف ہے کہ کتنی مرتبہ اقرار کرنے سے حد ثابت ہوتی ہے؟ احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں حد کے ثبوت کے لیے چار مجلسوں میں چار مرتبہ اقرار ضروری ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک ہی مجلس میں چار مرتبہ اقرار کافی ہے۔ امام شافعی و مالک رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں ایک ہی مرتبہ کا اقرار کافی ہے۔

دلیل

احناف رحمۃ اللہ علیہم نے اس باب میں حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا کہ انہوں نے چار مرتبہ اقرار کیا تھا۔ اس لیے ان پر حد جاری کی گئی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْمُسْلِمِ بِالذِّمِّيِّ قِصَاصًا

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ رَبِيعَةَ، عَنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، قَالَ: قَتَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْلِمًا بِمُعَاهِدٍ، فَقَالَ: أَنَا أَحَقُّ مَنْ وَفَّى بِذِمَّتِهِ.

ترجمہ:

حضرت ابن البیلمانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک مسلمان کو ایک ذمی کے بدلے میں قتل کروایا اور ارشاد فرمایا: میں اپنی ذمہ داری کو زیادہ پورا کرنے والا ہوں۔

ذمی کے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنا

مذاہب

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں اگر مسلمان کسی ذمی کو قتل کر دے تو اس مسلمان کو قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا، جب کہ احنافؒ کے ہاں اس مسلمان کو قصاصاً قتل کیا جائے گا۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أن النفس بالنفس﴾۔ حضور ﷺ نے ذمی کو قتل کرنے کے بارے میں بہت سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ذمی کا قتل مسلمان کی طرح ہے۔ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ذمی کے قصاص میں مسلمان کو قتل کیا۔

باقی ''لا یقتل مؤمن بکافر'' میں کافر سے مراد حربی کافر ہے۔

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حدثنا أبو جحيفة قال: قلت لعلي: يا أمير المؤمنين، هل عندكم سوداء في بيضاء ليس في كتاب الله؟ قال: لا، والذى فلق الحبة وبرأ النسمة، ما علمته إلا فهما يعطيه الله رجلا في القرآن، وما في هذه الصحيفة۔ قلت: وما في الصحيفة؟ قال: العقل، وفكاك الأسير، وأن لا يقتل مؤمن بكافر''۔ (ترمذی)

كِتَابُ الْجِهَادِ

لغوی وشرعی معنی

لغت میں جہاد کے معنی ہیں: ''کوشش کرنا''۔ اور اصطلاح شریعت میں ''دین کی طرف دعوت دینا اور جو اس دعوت کو قبول نہ کرے اس کے ساتھ جان، مال سے جنگ کرنا''۔

جہاد کی مشروعیت

جہاد بالتدریج مشروع ہوا، شروع اسلام میں مسلمانوں کو کفار کے مصائب برداشت کرنے کا حکم تھا، جب مصائب ومشقات بڑھ گئیں تو ہجرت کا حکم ہوا، پھر جب مدینہ میں کچھ طاقت حاصل ہوگئی تو مسلمانوں کو دفاعی جہاد کا

حکم دیا گیا۔ پھر آخر میں فرمایا: ﴿فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم﴾۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حُرْمَةِ خِيَانَةِ الْقَاعِدِيْنَ عَلَى نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جَعَلَ اللهُ تَعَالَى حُرْمَةَ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخُوْنُ أَحَدًا مِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ أَهْلِهِ إِلَّا قِيلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اقْتَصَّ مِنْهُ، فَمَا ظَنُّكُمْ ..؟

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی عورتوں کی حرمت کو جہاد نہ کرنے والوں پر ان کی ماؤں کی حرمت کی طرح قرار دیا ہے اور جو شخص بھی جہاد میں نہ جائے اور کسی مجاہد کے اہل میں خیانت کرے تو قیامت کے روز مجاہد سے کہا جائے گا کہ اس سے تو اپنا قصاص لے لے، پھر کیا گمان ہے تمہارا؟

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ لِلْبَعْثِ بِالْمُهِمَّاتِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ جَيْشًا أَوْ سَرِيَّةً أَوْصَى أَمِيرَهُمْ فِيْ خَاصَّةِ نَفْسِهِ بِتَقْوَى اللهِ تَعَالَى، وَأَوْصَى فِيمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا، ثُمَّ قَالَ: اغْزُوْا بِسْمِ اللهِ فِيْ سَبِيلِ اللهِ، قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ، لَا تَغُلُّوْا، وَلَا تَغْدِرُوْا، وَلَا تُمَثِّلُوْا، وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيدًا وَلَا شَيْخًا كَبِيرًا، فَإِذَا لَقِيتُمْ عَدُوَّكُمْ، فَادْعُوْهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ أَبَوْا فَادْعُوْهُمْ إِلَى إِعْطَاءِ الْجِزْيَةِ، فَإِنْ أَبَوْا فَقَاتِلُوْهُمْ، فَإِذَا حَاصَرْتُمْ أَهْلَ حِصْنٍ، فَأَرَادُوْكُمْ أَنْ تُنْزِلُوْا عَلَى حُكْمِ اللهِ تَعَالَى فَلَا تَفْعَلُوْا، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ مَا حُكْمُ اللهِ، وَلَكِنْ أَنْزِلُوْهُمْ عَلَى حُكْمِكُمْ، ثُمَّ احْكُمُوْا فِيهِ بِمَا بَدَا لَكُمْ، فَإِنْ أَرَادُوْكُمْ أَنْ تُعْطُوْهُمْ ذِمَّةَ اللهِ فَأَعْطُوْهُمْ ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ آبَائِكُمْ، فَإِنَّكُمْ إِنْ تُخْفِرُوْا بِذِمَمِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوْا بِذِمَّةِ اللهِ فِيْ رَقَبَتِكُمْ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَإِنْ أَرَادُوْكُمْ أَنْ تُعْطُوْهُمْ ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهِ، فَلَا تُعْطُوْهُمْ ذِمَّةَ اللهِ وَلَا ذِمَّةَ رَسُوْلِهِ، وَلَكِنْ أَعْطُوْهُمْ ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ آبَائِكُمْ، فَإِنَّكُمْ أَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ آبَائِكُمْ أَيْسَرُ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی بڑا یا چھوٹا لشکر جہاد کے لیے بھیجتے تو اس کے امیر کو خاص اس کے نفس کے بارے میں اللہ سے ڈرنے کی وصیت فرماتے اور پھر لشکر میں شریک مسلمانوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت فرماتے۔ پھر فرماتے: بسم اللہ پڑھتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، جو اللہ کا انکار کرے اس سے لڑائی کرو، نہ خیانت کرو، نہ کسی کو دھوکا دو، نہ کسی مقتول کے اعضاء کاٹو، کسی بچے اور بوڑھے کو نہ مارو، جب تم اپنے دشمن کے سامنے آؤ تو اس کو اسلام کی دعوت دو، اگر وہ انکار کرے تو اسے جزیہ دینے پر آمادہ کرو، اگر اس سے بھی انکار کرے تو پھر ان سے لڑائی کرو، جب کسی قلعہ کا محاصرہ کرو پھر وہ تمہیں اللہ کے حکم پر اتارنا چاہیں تو تم یہ نہ کرو؛ کیوں کہ تم نہیں جانتے کہ اللہ کا حکم کیا ہے، لیکن تم اپنے فیصلے پر اتارو، پھر جو تمہاری سمجھ میں آئے اسی کے مطابق فیصلہ کرو، پھر اگر وہ چاہیں کہ تم اللہ کی امان دو، تو ان کو اپنی اور اپنے آباء کی امان دو، اس لیے کہ تمہارے لیے اپنے ذمہ کو توڑنا بنسبت اللہ کے ذمہ کو توڑنے کے آسان ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر وہ تم سے چاہیں کہ تم ان کو اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ دو تو ان کو اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ مت دو، بلکہ اپنا اور اپنے آباء کا ذمہ دو، اس لیے کہ تمہارے لیے اپنا اور اپنے آباء کے ذمہ کو توڑنا آسان ہے۔

جہاد کی اقسام

جہاد کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ دفاعی ۲۔ اقدامی

دفاعی: اگر اسلامی شہر پر کفار حملہ کر دیں تو اہل شہر پر دفاع کے لیے لڑنا۔ یہ جہاد فرض عین ہے، اگر اہل شہر دشمن کا مقابلہ نہ کر سکیں تو قریبی شہر والوں پر ان کی مدد کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

اقدامی: اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہر زمانے میں کفار کی طرف سے ڈالی جانے والی رکاوٹوں کو ہٹانے کے لیے میدان جنگ میں لڑنا۔ یہ جہاد فرض کفایہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُثْلَةِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُثْلَةِ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مثلہ سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: مثلہ کہتے ہیں کہ مقتول کے اعضاء مثلاً ہاتھ، پاؤں، ناک، کان اور زبان وغیرہ کاٹنا۔ شریعت اسلام میں مثلہ ممنوع ہے اور بڑی سختی سے منع کیا گیا ہے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ حَمَّادٍ، وَأَبِيْهِ وَالْقَاسِمِ بْنِ مَعْنٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ، قَالَ: عُرِضْنَا عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَأَمَرَ بِقَتْلِ كِبَارِهِمْ وَسَبْيِ صِغَارِهِمْ، فَمَنْ أَنْبَتَ قُتِلَ، وَمَنْ لَمْ يُنْبِتِ اسْتَحْيَى مِنْهُ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ: عُرِضْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: انْظُرُوْا، فَإِنْ كَانَ أَنْبَتَ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهُ، فَوَجَدُوْنِيْ لَمْ أُنْبِتْ، فَخَلَّى سَبِيْلِيْ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ: كُنْتُ فِيْ سَبْيِ قُرَيْظَةَ فَعُرِضْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَظَرُوْا فِيْ عَانَتِيْ، فَوَجَدُوْنِيْ لَمْ أُنْبِتْ، فَأَلْحَقُوْنِيْ بِالسَّبْيِ.

ترجمہ:

حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریظہ کی لڑائی میں ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے گئے تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر حکم دیا کہ بڑوں کو قتل کر دو اور چھوٹے غلام بنا لیے جائیں تو جس کے زیر ناف بال تھے ان کو قتل کر دیا گیا اور جن کے بال نہ اُگے تھے ان کو زندہ چھوڑ دیا گیا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ عطیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو! اگر اس کے زیر ناف بال نکلے ہیں تو اس کی گردن مارو، لہذا انہوں نے دیکھا کہ میرے بال نہیں نکلے تھے تو مجھے چھوڑ دیا۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ قریظہ کی لڑائی میں قیدیوں میں سے میں بھی تھا، جب نبی اکرم ﷺ

کے سامنے پیش کیا گیا تو لوگوں نے میرے زیرناف بال نہ پائے تو مجھے قیدیوں میں چھوڑ دیا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: وَابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ قُتِلَ فِي الْخَنْدَقِ، فَأَعْطَى الْمُشْرِكُونَ بِجِيفَتِهِ مَالًا فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خندق کے دن ایک مشرک خندق میں قتل کر دیا گیا، تو مشرکین نے اس کی لاش کے عوض مال دینا چاہا تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ أَنْ يُبَاعَ الْخُمُسُ حَتّٰى يُقْسَمَ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ أَنْ يُبَاعَ الْخُمُسُ حَتّٰى يُقْسَمَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن غنیمت کے خُمس کو تقسیم سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔

فائدہ

تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت کسی کی ملکیت نہیں ہوتا، اس لیے اس کو بیچنا جائز نہیں۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُقَسِّمْ شَيْئًا مِنْ غَنَائِمِ بَدْرٍ إِلَّا بَعْدَ مَقْدِمِهِ بِالْمَدِينَةِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بدر کی غنیمت کو اس وقت تک تقسیم نہیں فرمایا جب تک اس کو مدینہ میں نہیں لے آئے۔

کِتَابُ الْبُیُوْعِ

اسلامی نقطہ نظر سے کائنات انسانی کی عملی زندگی کی دو محور ہیں، اول حقوق اللہ کہ جسے عبادات کہتے ہیں، دوم حقوق العباد کہ جسے معاملات کہا جاتا ہے، یہی دو اصطلاحیں ہیں جو انسانی نظام حیات کے تمام اصول وقواعد اور قوانین کی بنیاد ہیں۔

ان دونوں میں چوں کہ حقوق اللہ کی عمومیت حاصل ہے کہ اس کا تعلق کائنات انسانی کے ہر فرد سے ہے، اس لیے مصنف کتاب نے پہلے ان کو بیان کیا، اب اس کے بعد حقوق العباد یعنی معاملات کا بیان شروع کیا ہے، جس کا سب سے اہم جز بیع ہے۔

بیع کے معنی

بیع کے معنی ہیں بیچنا، یعنی فروخت کرنا، لیکن کبھی اس کے معنی خریدنا بھی مراد ہوتے ہیں، اس لیے بیع کا ترجمہ اصطلاحی طور پر خرید وفروخت کیا جاتا ہے۔

اصطلاحی معنی: **"مبادلة المال بالمال بالتراضی"**۔

علامہ فخر الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اصطلاح شریعت میں آپس کی رضامندی سے مال کے ساتھ مال بدلنا بیع کہلاتا ہے۔

بیع کی مشروعیت

بیع یعنی خرید وفروخت کا مشروع ہونا قرآن کریم کی اس آیت ﴿**وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا**﴾۔ (البقرۃ) (اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جو (آگے آئیں گی) سے ثابت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْمَنْ اتَّقَی الشُّبُهَاتِ

أَبُوْ حَنِیْفَةَ: عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ، یَقُوْلُ عَلَی الْمِنْبَرِ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ، وَبَیْنَ ذٰلِکَ مُشْتَبِهَاتٌ، لَا یَعْلَمُهُنَّ کَثِیْرٌ مِنَ

النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ.

ترجمہ:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ نعمان رضی اللہ عنہ منبر پر یہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں، جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ سو جو شخص ان چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین وعزت کو بچالیا۔

مشتبہات سے مراد

مشتبہات سے مراد وہ امور ہیں جن کے بارے میں حلت وحرمت دونوں طرح کے دلائل ہوں۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد ''مکروہ امور'' ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ ''امور مباحہ'' مراد ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعْنِ عَلَى الْخَمْرِ وَمُتَعَلِّقِيْهَا

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لُعِنَتِ الْخَمْرُ، وَعَاصِرُهَا، وَسَاقِيْهَا، وَشَارِبُهَا، وَبَائِعُهَا، وَمُشْتَرِيْهَا.

ترجمہ:

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لعنت کی گئی ہے شراب پر، اس کے نچوڑنے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اس کے پینے والے پر، اس کو بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ، أَوْ سَأَلَهُ أَبُوْ كَثِيْرٍ عَنْ بَيْعِ الْخَمْرِ، فَقَالَ: قَاتَلَ اللهُ الْيَهُوْدَ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَحَرَّمُوْا أَكْلَهَا، وَاسْتَحَلُّوْا بَيْعَهَا، وَأَكَلُوْا أَثْمَانَهَا، وَإِنَّ الَّذِيْ حَرَّمَ الْخَمْرَ حَرَّمَ بَيْعَهَا وَأَكْلَ ثَمَنِهَا.

ترجمہ:

محمد بن قیس تابعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، یا ابوکثیر نے پوچھا کہ شراب کے بیچنے کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ قتل کرے یہود کو کہ ان پر چربی حرام کی گئی

تو انہوں نے اس کا کھانا تو حرام سمجھا، لیکن اس کا بیچنا حلال کرلیا اور اس کا ثمن کھاتے رہے۔ بے شک جس نے شراب کو حرام قرار دیا ہے اس نے اس کو بیچنا اور اس کا ثمن کھانے بھی حرام قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعْنِ عَلَى أَكْلِ الرِّبَا

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ.

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور اس کے کھلانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، قَالَ: إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ، وَمَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ "ربو تو صرف ادھار میں ہے، جو ہاتھ در ہاتھ ہو اس میں کوئی حرج نہیں"۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّبَا فِي الْأَشْيَاءِ السِّتَّةِ بِالْفَضْلِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا.

وَفِي رِوَايَةٍ: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ يَدًا بِيَدٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا، وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ كَيْلًا بِكَيْلٍ

يَدًا بِيَدٍ، وَ الْفَضْلُ رِبًا، وَ التَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَ الْمِلْحُ بِالْمِلْحِ كَيْلًا بِكَيْلٍ، وَ الْفَضْلُ رِبًا.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سونا سونے کے بدلے میں برابر سرابر ہے اور زیادتی سود ہے، چاندی چاندی کے بدلے میں ہے، وزن میں برابر سرابر اور زیادتی سود ہے۔ کھجور کھجور کے بدلے میں اور زیادتی سود ہے۔ جَو جَو کے بدلے برابر سرابر ہے اور زیادتی سود ہے۔ نمک نمک کے بدلے میں برابر سرابر ہے اور زیادتی سود ہے۔

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ سونا سونے کے بدلے ہے برابر سرابر اور زیادتی سود ہے، گندم گندم کے بدلے میں برابر سرابر ہے اور زیادتی سود ہے۔ کھجور کھجور کے بدلے میں ہے برابر سرابر اور زیادتی سود ہے۔ اور نمک نمک کے بدلے میں برابر سرابر اور زیادتی سود ہے۔

ربوٰ کے لغوی و شرعی معنی

ربو کہتے ہیں ''مطلق زیادتی'' کو اور شریعت کی روشنی میں ربوٰ کی تعریف یہ ہے: **"ھو فضل خال عن عوض شرط لاحد المتعاقدین فی المعاوضۃ بالمعیار الشرعی"**۔

یعنی وہ زیادتی جو عوض سے خالی ہو، عقد معاوضہ میں متعاقدین میں سے کسی کے لیے اس کی شرط لگائی گئی ہو معیار شرعی کے ساتھ۔

ربوٰ کی اقسام

ربوٰ کی سات قسمیں ہیں:

۱۔ **ربوٰ القرض:** قرض دے کر لوٹانے میں زیادتی کی شرط لگانا۔ اس کو ربوٰ القرآن بھی کہتے ہیں۔

۲۔ **ربوٰ الرھن:** قرض کے عوض گروی رکھی ہوئی چیز سے حاصل ہونے والا نفع۔

۳۔ **ربوٰ الشرکۃ:** عقد شرکت میں سارا نفع ایک شریک کے لیے مقرر کر دینا۔

۴۔ **ربوٰ الفساد:** بیع فاسد میں مبیع سے حاصل ہونے والا نفع۔

۵۔ **ربوٰ النساء:** اموالِ ربویہ کی آپس میں ادھار بیع کرنا۔

٦۔ **ربوٰ الفضل:** اموالِ ربویہ کی آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ بیع کرنا۔ اس کو ربوٰ الحدیث بھی کہتے ہیں۔

۷۔ربٰو الحبس: حکومت کا عوام سے پیسے لینا اور اس کا سود مقرر کر دینا، جو نسل در نسل چلتا رہتا ہے۔ جس کا نام وثیقہ ہے۔

ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں ربٰو کی علت

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں ربٰو کی حرمت کی علت دو چیزیں ہیں **قدر مع الجنس**، یعنی کیلی یا موزونی اشیاء ہوں اور دونوں اشیاء ایک ہی جنس کی ہوں تو اس وقت "**ربٰو الفضل**" اور "**ربٰو النسیئہ**" دونوں حرام ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ربٰو کی علت طُعم اور ثمنیت ہے، یعنی وہ چیز عام طور پر کھائی جاتی ہو یا خلقی یا عرفی طور پر ثمن ہو جیسے سونا، چاندی، رائج الوقت کرنسی وغیرہ، جب ایک جنس کی آپس میں بیع ہو تو اس وقت ربٰو سے خلاصی اور چھٹکارا اسی وقت ہو سکتا ہے جب ان کے درمیان مساوات و برابری پائی جائے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ربٰو کی علت اقتیاۃ اور ادخار مع ثمنیت ہے، یعنی ایسی کھائی جانے والی اشیاء جن کو ذخیرہ بھی کیا جا سکے۔

دلیل احناف رحمۃ اللہ علیہم

حدیث مبارکہ میں "**مثلا بمثل**" کے الفاظ موجود ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں طرف سے مماثلت اور برابری ضروری ہے۔اور مماثلت دو طرح سے ہوتی ہے۔ ایک صورت کے اعتبار سے اور دوسری معنی کے اعتبار سے۔تو ہم نے قدر مع الجنس کو علت قرار دیا، اس لیے کہ قدر (کیل اور وزن) میں مماثلت صورتاً پائی جاتی ہے اور جنس میں اتحاد سے مماثلت معنوی حاصل ہوتا ہے۔اس لیے قدر مع الجنس کو ربٰو کی علت قرار دیا جائے گا۔

لہذا جس چیز میں یہ علت موجود ہوگی اس جگہ ربٰو الفضل اور ربٰو النسیئہ حرام ہوں گے۔

قدر مع الجنس کی وضاحت

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں ربٰو کی علت قدر مع الجنس ہے۔قدر سے مراد کیلی یا موزونی اشیاء ہیں۔اس سے مطلق قدر مراد نہیں، بلکہ کیل یا وزن میں بدلین کا متحد ہونا مراد ہے۔یعنی اگر ایک طرف کیلی چیز ہے تو دوسری طرف سے کیلی چیز ہی ہو، اگر ایک طرف وزنی چیز ہے تو دوسری طرف بھی وزنی چیز ہی ہو۔لہذا اگر ایک طرف تو کیلی چیز [illegible] دوسری طرف وزنی تو اس صورت میں کمی زیادتی جائز ہے۔

[illegible] دونوں طرف کی وزنی اشیاء ایک پیمانہ میں بھی شریک ہوں، یعنی دونوں کا ایک ہی ترازو میں

وزن کیا جاتا ہو۔ لہذا اگر لوہے اور مشک یا زعفران کے درمیان کی زیادتی سے بیع کرنا جائز ہے؛ کیوں کہ اگرچہ دونوں وزنی ہیں، مگر لوہے کے لیے اگر تراز و استعمال ہوتا ہے اور مشک وزعفران کے لیے الگ۔ اس لیے ان کے مابین کمی زیادتی ربٰو شمار نہیں ہوگی۔

اور جنس سے مراد وہ جنس نہیں جو ایسے کثیر افراد پر بولی جاتی ہے جن کی اغراض مختلف ہوں، بلکہ اس سے مراد نوع ہے، یعنی دونوں طرف کی اشیاء ایک ہی قسم ونوع کی ہوں۔ ان میں وصف کی وجہ سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔ لہذا اگر ایک طرف تو اعلی قسم کی گندم ہو اور دوسری طرف گھٹیا قسم کی، تو ان کی آپس میں بیع کرتے وقت برابری ضروری ہے، کمی زیادتی ربٰو شمار ہوگی؛ کیوں کہ حدیث شریف میں بھی وصف کے فرق کو ختم کیا گیا ہے، ارشاد فرمایا: **"جیدھا ور دیھا سواء"۔**

ادھار ونقد میں سود

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے کہ صرف ادھار میں سود ہوتا ہے، نقد میں سود نہیں ہوتا، یعنی ایک ہی جنس کو کمی زیادتی کے ساتھ آپس میں بیچا جا سکتا ہے، بشرطیکہ نقد ہو۔ جب کہ جمہور فرماتے ہیں کمی زیادتی بھی سود ہے۔

دلیل جمہور رحمۃ اللہ علیہم

جمہور رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ جس میں ہے: **"الذھب بالذھب مثلاً بمثلٍ والفضل ربٰو..."۔**

بَابُ مَا جَاءَ فِي اِشْتِرَاءِ الْعَبْدَيْنِ بِعَبْدٍ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى عَبْدَيْنِ بِعَبْدٍ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غلام کے بدلے دو غلام خریدے۔

فائدہ

کیوں کہ یہاں ہر دو عوض ہم جنس تو ہیں، مگر کیلی اور موزونی نہیں۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنِ اشْتَرَى طَعَامًا، فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص غلہ خریدے وہ اس کو اس وقت تک نہ بیچے جب تک اس کو ناپ نہ لے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ

حدیث بالا کے متعلق امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کتاب البیوع میں یہ حدیث گویا ایک اصول اور بنیادی حیثیت رکھتی ہے، اسی لیے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اس کو شروع میں لائے ہیں، اس پر بے شمار مسائل کا دارومدار رکھتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بیع مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا۔

بیع مزابنہ: درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو کٹی ہوئی کھجوروں کے عوض فروخت کرنا۔

بیع محاقلہ: اور اگر یہی عمل کھیت کی پیداوار میں جاری کیا جائے، مثلاً کھیت میں لگی ہوئی گندم کو کٹی ہوئی گندم

کے عوض فروخت کیا جائے تو اسے "محاقلہ" کہتے ہیں۔

اس بیع کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ کٹی ہوئی کھجور اور گندم کا وزن ممکن ہے اور درخت پر لگی ہوئی کھجور اور کھیت میں کھڑی ہوئے گندم کا وزن کرنا ممکن نہیں۔

اور مسئلہ یہ ہے کہ جب کھجور کی بیع کھجور سے یا گندم کی بیع گندم سے ہو تو اس صورت میں برابری ضروری ہے، کمی زیادتی حرام اور اٹکل اور اندازے سے بیچنے کی صورت میں برابری کا پایا جانا ضروری ویقینی نہیں۔ بلکہ کمی زیادتی کا احتمال باقی رہے گا۔ اور اموال ربویہ میں کمی زیادتی کے احتمال کے ساتھ بیع کرنا حرام ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ اِشْتَرَاءِ الثَّمَرَةِ حَتَّى يُشْقِحَ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُشْتَرَى ثَمَرَةٌ حَتَّى يُشْقِحَ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پھل کو اس وقت تک خریدنے سے منع فرمایا جب تک وہ سرخ یا زرد نہ ہو جائے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ جَبَلَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السلم فِي النَّخْلِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو بیچنے سے منع فرمایا جب تک کہ اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا طَلَعَ النَّجْمُ رُفِعَتِ الْعَاهَاتُ يَعْنِي الثُّرَيَا.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب ثریا ستارہ طلوع ہو جائے تو آفتیں ہٹ جاتی ہیں۔

بیع سلم کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

سلم کا لغوی معنی مقدم کرنا اور سپرد کرنا ہے اور شریعت کی اصطلاح میں بیع سلم اس عقد کا نام ہے جو بائع کے لیے ثمن میں جلدی اور مشتری کے لیے مبیع میں کچھ مدت کے بعد ملک کو ثابت کرے۔ بعنوان آخر ثمن کی ادائیگی نقد ہو اور مبیع کی وصولی کچھ وقت کے بعد ہو۔

حنفیہ وشوافع رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک بدوِ صلاح کی تفسیر

بدوِ صلاح کے بارے میں احادیث میں مختلف الفاظ آئے ہیں: "**أن النبی ﷺ نھی عن بیع النخل حتی یزھو، نھی عن بیع السنبل حتی یبیض ویأمن العاھة، ونھی عن بیع الثمرة حتی یبدو صلاحھا**"۔
ان تمام الفاظ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ بیع سے پہلے پھل کا پکنا ضروری ہے، پکنے سے پہلے ان کے نزدیک بیع درست نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس پھل کا آفات اور بیماری سے محفوظ ہونا کافی ہے، پورا پکنا اور اس میں مٹھاس کا پیدا ہونا ضروری نہیں، بہر حال دونوں اقوال قریب قریب ہیں، اس لیے کہ پھل بیماری اور آفات سے اس وقت محفوظ ہوتا ہے جب اس میں پکنے کے آثار شروع ہو جاتے ہیں، لہٰذا ان دونوں اقوال میں بہت زیادہ فرق نہیں ہے۔

درختوں پر پھل کی بیع کی صورتیں

اگر پھل ابھی درخت پر ظاہر ہی نہیں ہوا تو اس کی بیع بالاتفاق حرام ہے، جیسا کہ آج کل پھل آنے سے پہلے باغات کو ٹھیکے پر دیدیا جاتا ہے اور بائع مشتری سے کہہ دیتا ہے کہ اس باغ میں اس سال جو پھل آئے گا وہ میں آپ کو فروخت کرتا ہوں، یہ صورت ناجائز ہے، اس لیے کہ یہ ایک ایسی چیز کی بیع ہو رہی ہے جو ابھی تک وجود میں نہیں آئی، اس لیے اس کے جائز ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

اس کی ایک اور بدتر صورت یہ ہوتی ہے کہ وہ باغ کئی سال کے ٹھیکے پر دے دیتے ہیں، مثلاً تین سال، پانچ سال، یا دس سال کے لیے وہ باغ ٹھیکے پر دے دیا اور بائع نے مشتری سے آئندہ آنے والے پھلوں کی قیمت آج ہی وصول کرلی، یہ صورت بالکل ناجائز اور نص صریح کے خلاف ہے، حدیث شریف میں ہے کہ "**نھی رسول اللہ ﷺ عن بیع السنین**"۔ یعنی حضور اقدس ﷺ نے کئی سال تک کی بیع کرنے سے منع فرمادیا۔ لہٰذا یہ صورت کسی حال میں بھی جائز نہیں۔

"بیع بشرط القطع" اگر پھل درخت پر ظاہر ہو چکا ہو، لیکن ابھی پکا نہ ہو تو ایسے پھل کی بیع کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں، پہلی صورت کو "بیع بشرط القطع" کہتے ہیں یعنی پھل کی بیع ہو جانے کے بعد بائع مشتری سے یہ کہہ دے کہ یہ پھل ابھی توڑ کر لے جاؤ اور پھل فی الحال توڑ کر لے جانا بیع کے اندر مشروط ہو۔ بیع کی یہ صورت بالاتفاق جائز ہے، اس کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں، البتہ امام ابن ابی لیلیٰ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما اس صورت کو بھی ناجائز کہتے ہیں۔

"بیع بشرط الترک" دوسری صورت یہ ہے کہ بائع اور مشتری بیع تو ابھی کر لیں، لیکن عقدِ بیع کے اندر ہی یہ شرط لگا دیں کہ یہ پھل درخت پر چھوڑ دیا جائے گا، پکنے کے بعد مشتری یہ پھل کاٹ کر لے جائے گا، ایسی بیع کو "بیع بشرط الترک" کہتے ہیں، یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے، البتہ امام ابن المنذرؒ اس صورت کو بھی جائز کہتے ہیں۔

"مطلق عن الشرط" تیسری صورت یہ ہے کہ بیع تو ابھی مکمل کر لیں اور ترک یا قطع کی کوئی شرط عقدِ بیع کے اندر نہ لگائیں، ایسی بیع کو **"مطلق عن شرط القطع و الترک"** کہتے ہیں۔ اس صورت کے جواز اور عدمِ جواز میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک بیع کی یہ صورت بھی ناجائز ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے اور اگر پھل پک گیا ہو تو اس کی بھی تین صورتیں ہیں

۱۔ **بشرط القطع:** یہ بالاتفاق جائز ہے۔ ۲۔ **بشرط الترک:** اس میں اختلاف ہے ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک جائز ہے اور احناف رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک ناجائز ہے۔ **مطلق عن الشرط:** یہ بالاتفاق جائز ہے۔

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم حدیثِ باب سے استدلال کرتے ہیں کہ اس حدیث میں حضور ﷺ نے "بدوِ صلاح" سے پہلے پھل کی بیع سے منع فرمایا۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے احناف رحمۃ اللہ علیہم کے مذہب پر آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے استدلال کیا ہے کہ **"من باع نخلا بعد ان توبر فثمرتها للبائع الا ان یشترط المبتاع"**۔ اس حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے مشتری کے شرط لگا دینے کی صورت میں پھل کو بیع میں داخل قرار دیا، حالاں کہ جس وقت نخل کی تابیر ہوتی ہے اس وقت تک ثمرہ میں بدوِ صلاح نہیں ہوتا اور اس وقت آپ ﷺ نے اس کی بیع کو جائز قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر درخت پر چھوڑنے کی شرط نہ لگائی جائے تو ثمرہ کی بیع بدوِ صلاح سے پہلے جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِشْتِرَاطِ مِنَ الْمُشْتَرِيْ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهما، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا، أَوْ عَبْدًا لَهُ مَالٌ، فَالثَّمَرَةُ وَالْمَالُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُشْتَرِيْ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ، فَالْمَالُ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا، فَثَمَرَتُهُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے قلم لگایا ہوا درخت یا ایسا غلام فروخت کیا جس کے پاس مال ہے تو پھل اور مال بائع کے لیے ہے، مگر یہ کہ مشتری شرط لگائے۔ ایک دوسری روایت میں اسی طرح ہے کہ جس شخص نے غلام بیچا اور اس غلام کے پاس مال بھی ہے تو مال بائع کا ہوگا، مگر یہ کہ مشتری شرط لگائے۔ اور جس نے قلم لگایا ہوا درخت فروخت کیا تو اس کا پھل بائع کا ہے، مگر یہ کہ مشتری شرط لگائے۔

عملِ تابیر کی تعریف

تابیر کے معنی تلقیح کرنا اور گابھا دینا ہیں۔ اصطلاح میں تابیر یہ ہے کہ مادہ کھجوروں کے شگوفوں کو پھاڑ کر نر کھجور کی ایک ٹہنی کو اس میں داخل کرنا، اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مادہ درخت پر پھل خوب آتا ہے۔

''بیع النخل قبل التأبیر و بعدہ'' ائمہ رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال مع الدلائل

مذاہب

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اگر تابیر شدہ کھجور کے درخت کو فروخت کیا گیا تو پھل بائع کا ہوگا، البتہ اگر مشتری نے شرط لگادی یا تابیر نہیں کی گئی تو اس صورت میں پھل مشتری کا ہوگا۔

اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر پھل نمودار ہو چکا ہے تو وہ بائع کا ہے اور اگر پھل نمودار نہیں ہوا یا پھل نمودار ہوا ہے، مگر مشتری نے شرط لگادی تو پھر وہ پھل مشتری کا ہے۔ (تحفۃ الالمعی)

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث باب ہے، جس میں ''نخلا مؤبرا'' کا لفظ موجود ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نخل غیر مؤبر کا یہ حکم نہیں، کیوں کہ ان کے ہاں مفہوم مخالف معتبر ہے۔

احناف کی دلیل

آپ ﷺ کی یہ حدیث ہے کہ **"من اشتری أرضا فیها نخل فالثمرة للبائع الا أن یشترط المبتاع"**
(جس نے کوئی زمین خریدی کہ اس میں کھجور پر پھل لگے ہوئے تھے تو پھل بائع کا ہے، مگر یہ کہ مشتری شرط لگا دے)
اس حدیث شریف میں مؤبر اور غیر مؤبر کی کوئی قید نہیں ہے، بلکہ مطلق ہے تو معلوم ہوا کہ یہ حکم دراصل تابیر کی قید سے مقید نہیں ہے۔

تابیر کی قید اتفاقی یا احترازی ہونے کی وضاحت

حدیثِ باب میں، جو تابیر نخل کی قید مذکور ہے، ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک یہ قید احترازی ہے، جب کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ قید اتفاقی ہے، احترازی نہیں ہے اور یہ قید آپ ﷺ نے بطور عادت اور اکثر حالت کے لحاظ سے بیان فرمائی ہے، جیسا کہ ابھی گزر چکا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ السَّوْمِ عَلَى السَّوْمِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَمَّنْ لَا أَتَّهِمُ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: لَا يَسْتَامُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ، وَلَا يَنْكِحُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا خَالَتِهَا، وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْفَأَ مَا فِيْ صَحْفَتِهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَازِقُهَا، وَلَا تَبَايَعُوْا بِإِلْقَاءِ الْحَجَرِ، وَإِذَا اسْتَأْجَرْتَ أَجِيْرًا فَأَعْلِمْهُ أَجْرَهُ.

ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی آدمی اپنے بھائی کے لگائے ہوئے بھاؤ پر بھاؤ نہ لگائے، اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ بھیجے، نہ نکاح کیا جائے اس عورت سے جس کی پھوپھی یا خالہ نکاح میں موجود ہو، نہ مطالبہ کرے کوئی عورت

کسی کی طلاق کا تا کہ اس کے برتن کی چیز اپنے برتن میں الٹ لے؛ کیوں کہ اس کا رزق دینے والا اللہ ہے اور نہ بیچو پتھر پھینک کر اور جب کسی مزدور کو اجرت پر لو تو اس کی اجرت بتا دو۔

سوم علی سوم اخیہ

اس کے معنی یہ ہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان بیع کی بات چیت چل رہی ہے، بھاؤ تاؤ ہو رہا ہے ابھی بیع تام نہیں ہوئی، بائع پیسے بتا رہا ہے اور مشتری کم کرانے کی کوشش کر رہا ہے، اتنے میں تیسرا آدمی آئے اور کہے کہ یہ چیز میں اس سے زیادہ کے بدلے میں خرید تا ہوں تو یہ "سوم علی سوم اخیہ" ہے، جس سے حدیث مبارکہ میں منع کیا گیا ہے، فرمایا: "**لا يبع بعضكم على بيع أخيه**"۔

بیع علی بیع اخیہ

اس کی صورت یہ ہے کہ بائع و مشتری کے درمیان بیع ہو گئی، مثلاً زید نے عمرو سے ایک گھوڑا خریدا اور بائع نے خیار شرط لیا، اب خالد آتا ہے اور آکر بائع سے کہتا ہے کہ تم نے جو گھوڑا عمرو کو بیچا ہے وہ بیع فسخ کردو اور مجھے بیچ دو۔ یہ "**بیع علی بیع اخیہ**" ہے۔

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ "**سوم علی سوم اخیہ**" میں تیسرا آدمی بیع تام ہونے سے پہلے مداخلت کرتا ہے، لیکن بیع علی بیع اخیہ میں تیسرا آدمی بیع تام ہو جانے کے بعد مداخلت کرتا ہے۔ یہ دونوں ناجائز ہیں اور یہ عمل بیع کے علاوہ دیگر تمام عقود میں بھی ناجائز ہے۔ یعنی "**خطبه على خطبة اخيه**" اور "**اجاره على اجاره اخيه**" وغیرہ بھی ناجائز ہیں۔

غیر مسلم کے بھاؤ پر بھاؤ لگانا

بعض حضرات نے حدیث کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے کہا ہے کہ "**بیع علی بیع اخیہ**" مسلمان کے ساتھ ناجائز ہے، کافر کے ساتھ جائز ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس میں مسلمان کا لفظ صراحتاً موجود ہے۔ "**لا يسم المسلم على سوم اخيه**"، کوئی مسلمان اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ لگائے۔

لیکن جمہور رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں ممانعت کا حکم ذمی اور مستامن کو بھی شامل ہے۔ باقی حدیث مبارک میں جو "مسلم" اور "اخ" کا لفظ آیا ہے، یہ قید احترازی نہیں ہے، بلکہ اس عمل کی زیادہ سے زیادہ نفرت پیدا کرنے کے لیے لگائی گئی ہے۔ اگر کوئی سوم علی سوم کرے تو بیع منعقد ہو گی یا نہیں؟ اصحاب ظاہر: بیع ہی منعقد نہیں ہو گی۔ ائمہ

اربعہ رحمۃ اللہ علیہم: بیع منعقد ہو جائے گی۔

اِلقاءِ حجر

(بیع الحصاۃ) کی صورت یہ ہے کہ بائع نے سامان کی قیمت طے کردی اور مشتری سے یہ کہا کہ تو اس سامان پر پتھر پھینک۔ جس چیز پر پتھر جا کر گرا وہ میں تجھے بیچوں گا اور اسی کی بیع لازم ہو جائے گی۔ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ جب میں کنکری پھینکوں تو بیع لازم ہو جائے گی۔ یہ بیع بھی فاسد ہے؛ کیوں کہ اس صورت میں کسی دوسرے کے ذمے ایسی چیز کو لازم کرنا پایا جاتا ہے کہ جس پر وہ راضی نہیں ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں جہالت ہونے کی بنا پر غرر پایا جاتا ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: اشْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ، قَالُوْا: وَكَيْفَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: تَقُوْلُوْنَ: بِعْنَا إِلَى مَقَاسِمِنَا وَمَغَانِمِنَا.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے بھروسہ پر خریدا کرو، عرض کیا وہ کیسے یارسول اللہ؟ ارشاد فرمایا: تم کہتے ہو کہ خریدا ہم نے تقسیم یا مالِ غنیمت ملنے تک۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ثمن کی مدت مجہول مقرر نہ کرو، جیسا کہ مالِ غنیمت ملنے پر یا عطایا کے تقسیم ہونے پر ہم ثمن ادا کردیں گے۔ یہ درست نہیں؛ کیوں کہ اس میں ثمن کی ادائیگی کی مدت مجہول ہے اور بیع میں ایسی جہالت درست نہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شکاری کتے کی قیمت میں رخصت دی ہے۔

کتے کی خرید وفروخت

مذاہب: احناف و مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں کلب صید کی خرید وفروخت جائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والا نفع بھی حلال ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کتے کی خرید وفروخت جائز نہیں۔

جمہور کی دلیل

نسائی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مروی ہے: **"نھی رسول اللہ ﷺ عن ثمن الکلب إلا کلب صید"**۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کسی دوسرے کا کتا مار ڈالا تو آپ ﷺ نے اس پر ضمان کا فیصلہ دیا۔

دلیل شوافع وحنابلہ رحمۃ اللہ علیہم

بخاری میں حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ:

"أن رسول اللہ ﷺ نھی عن ثمن الکلب و مھر البغی و حلوان الکاھن"۔

جواب: یہ ہے کہ یہ حدیث کراہت تنزیہی پر محمول ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَتَّابَ بْنَ أُسَيْدٍ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ، فَقَالَ: انْهَهُمْ عَنْ شَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ، وَعَنْ بَيْعٍ وَسَلَفٍ، وَعَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ، وَعَنْ بَيْعِ مَا لَمْ يُقْبَضْ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ان کو منع کرو بیع میں دو شرطوں سے اور بیع اور قرض سے اور غیر مضمون چیز سے نفع اٹھانے سے اور غیر مقبوض چیز کو فروخت کرنے سے۔

رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ

شریعت کا ایک بہت بڑا اصول ہے کہ کہ نفع ہمیشہ ضمان کا معاوضہ ہوتا ہے۔ یعنی کسی بھی چیز سے فائدہ اٹھانا اس وقت جائز ہے جب آدمی نے اس چیز کی ذمہ داری لی ہو۔ اگر بائع ثمن پر قبضہ کرلے تو ثمن اس کی ضمان

میں آجائے گا اس کے بعد بائع اس ثمن سے کوئی فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔

شرائط بیع

بیع میں کون سی شرائط جائز ہیں اور کون سی ناجائز؟ اس بحث کو کچھ تفصیل سے لکھا جاتا ہے۔

بیع میں لگائی جانے والی شرائط کی پانچ قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: ایسی شرائط جن کے ذریعے سے عقد تام ہوتا ہے اور عقد ان کا تقاضہ کرتا ہے۔ یعنی عقد کے ساتھ یہ شرائط خود بخود ثابت ہوجاتی ہیں۔

دوسری قسم: ایسی شرائط جن کے ذریعے عاقدین کی رضا تام ہوتی ہے۔

تیسری قسم: ایسی شرائط جو دورانِ عقد عرف وعام میں لگائی جاتی ہوں۔

چوتھی قسم: ایسی شرائط جو عقد کے ساتھ ہی ثابت ہوتی ہیں ان کا ذکر صرف بطور تاکید کیا جاتا ہو۔

پانچویں قسم: ایسی شرائط جو مقتضائے عقد کے خلاف ہوں۔

پہلی قسم کی شرائط کے درجات

پہلی قسم کی شرائط، جو مقتضائے عقد کے مطابق ہوں، جیسے مشتری کی ملکیت کی شرط لگانا۔

ایسی شرائط کے چار درجات ہیں:۔ (۱) شروط الانعقاد، (۲) شروط الصحۃ، (۳) شروط النفاذ (۴) شروط اللزوم۔

(۱) شروط الانعقاد:

بیع منعقد ہونے کے لیے دس شرطیں ہیں۔

۱۔ عقد کرنے والے متعدد ہوں۔ ۲۔ دونوں عقل مند ہوں ۳۔ ایجاب وقبول میں سنجیدہ ہوں ۴۔ ایجاب، قبول کے موافق ہو۔ ۵۔ ہر عاقد کو دوسرے کا قول معلوم ہو کہ اس نے کس کا ایجاب کیا ہے؟ ۶۔ ثمن مال ہو۔ ۷۔ مبیع مالِ متقوم ہو۔ ۸۔ مبیع قابلِ ملک ہو۔ ۹۔ مبیع کی بیع شرعاً ممنوع نہ ہو۔ ۱۰۔ مبیع معدوم نہ ہو۔

(۲) شروط الصحۃ:

عقد کے صحیح ہونے کے لیے ۱۱ر شرطیں ہیں۔

۱۔ ثمن ومبیع مالِ متقوم ہوں۔ ۲۔ دونوں متعین ہوں۔ ۳۔ یا ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔ ۴۔ ثمن

ادھار ہونے کی صورت میں مدت معلوم ہو۔ ۵۔ بیع سلم کے علاوہ بیع میں مبیع معجّل ہو۔ ۶۔ مبیع مقدور التسلیم ہو۔
۷۔ مبیع میں کسی معصیت کی شرط نہ ہو۔ ۸۔ عقد میں ایسی شرط نہ ہو جس کو بائع فوراً پورا نہ کر سکے۔
۹۔ ایسی شرط نہ لگائی گئی ہو جس میں بائع یا مشتری کا نفع ہو۔ ۱۰۔ ربٰو کا شائبہ نہ ہو۔ ۱۱۔ مبیع مؤقت نہ ہو۔

(۳) شروط النفاذ:

عقد کے نافذ ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں۔

۱۔ ہر عاقد عاقل، سمجھ دار، آزاد یا ماذون فی التجارت غلام ہو اور فضولی نہ ہو۔ ۲۔ مبیع دوسرے کے حق کے ساتھ مشغول نہ ہو۔ ۳۔ عقد میں کسی خیار کی شرط نہ لگائی گئی ہو۔

(۴) شروط اللزوم:

عقد لازم ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں۔

۱۔ مبیع پر قبضہ کرنا۔ ۲۔ خیار رؤیت کا ساقط ہونا۔ ۳۔ صفقہ کا تام ہونا۔ ۴۔ مبیع میں مستحق کا نہ نکلنا۔
۵۔ خیار عیب کا ختم ہو جانا۔ ۶۔ ثمن پورا ادا کرنا۔

دوسری قسم کی شرائط کے اقسام

دوسری قسم کی وہ شرائط، جن کے ذریعے عاقدین کی رضا تام ہوتی ہے، جیسے خیار شرط، خیار وصف وغیرہ لینا، اس کے تحت ۱۶ شرطیں ہیں۔

۱۔ خیارِ شرط، ۲۔ خیار تعیین، ۳۔ خیارِ وصف، ۴۔ خیارِ نقد، ۵۔ خیارِ رؤیت، ۶۔ خیارِ کمیت، ۷۔ خیارِ عیب، ۸۔ کفیل بنانا، ۹۔ ضمان الدرک، ۱۰۔ رہن رکھوانا، ۱۱۔ گواہ بنانا، ۱۲۔ ثمن ادھار کرنا، ۱۳۔ ثمن نقد دینے کی شرط لگانا، ۱۴۔ عیوب سے برأت کی شرط، ۱۵۔ مبیع کو تمام اوصاف کے ساتھ سپرد کرنے کی شرط، مبیع کو ثمن کی ادائیگی تک روکنے کی شرط۔

تیسری قسم کی شرائط

وہ شرائط، جو عرف وعام میں لگائی جاتی ہیں، جیسے بائع کپڑا کاٹ کر دے گا، یا جبہ بنا کر دے گا، یا جوتا خریدتے وقت دونوں جوتوں کے برابر ہونے کی شرط لگانا، یا یہ شرط لگانا کہ بائع اس میں تسمہ ڈال کے دے گا۔

چوتھی قسم کی شرائط کی اقسام

وہ شرائط، جو عقد کے دوران ہی ثابت ہوتی ہیں اور ان کا ذکر بطور تاکید کے ہوتا ہے۔ جیسے: مشتری کے لیے ملک کی شرط لگانا اور بائع پر مبیع کے سپرد کرنے کی شرط لگانا، وغیرہ۔

پانچویں قسم کی شرائط

جو مقتضائے عقد کے خلاف ہوں، یعنی جو شرائط پہلی اور دوسری قسم کی شراط کے برعکس ہوں اور وہ ملکیت پر زیادتی کریں یا اس میں کمی کریں اور ایسی شرائط کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے جس میں بائع، مشتری یا مبیع کا فائدہ ہو۔ ایسی شرائط کی پانچ قسمیں ہیں:

۱۔ ایسی شرط جس میں مشتری کا نفع ہو، جیسے شرط لگائی کہ بائع عقد کے بعد قرض بھی دے گا۔

۲۔ ایسی شرط جس میں بائع کا نفع ہو، جیسے گھر بیچا اس شرط پر کہ ایک دو ماہ تک بائع اس میں رہے گا۔

۳۔ ایسی شرط جس میں مبیع کا نفع ہو اور وہ مبیع انسان ہو، جیسے غلام بیچا اس شرط پر کہ مشتری اس سے خدمت نہیں لے گا۔

۴۔ ایسی شرط جس میں مبیع کا نفع ہو اور وہ مبیع انسان نہ ہو، جیسے گھر بیچا اس شرط پر کہ مشتری اس کو نہیں گرائے گا۔

۵۔ ایسی شرط جس میں کسی اجنبی انسان کا نفع ہو، جیسے گھر بیچا اس شرط پر کہ مشتری یہ گھر فلاں کو بیچے گا۔

مقتضائے عقد کے خلاف شرائط کی پہلی تین طرح کی شرائط (جس میں بائع، مشتری یا ایسی مبیع کا نفع ہو جو انسان ہو) لگانے سے عقد بالاتفاق فاسد ہو جاتا ہے۔ جب کہ چوتھی قسم کی شرط خود لغو ہو جاتی ہے۔ اور پانچویں قسم کی شرط جس میں اجنبی کا نفع ہو ظاہر قول کے مطابق اس صورت میں بھی بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

شرائط کی اقسام

خلاصۃً احناف رحمۃ اللہ علیہم کے عقد میں لگائی جانے والی شرائط تین طرح کی ہوتی ہیں۔

(۱) مقتضائے عقد کے مطابق شرط

وہ شرط جو مقتضائے عقد کے مطابق ہو، مثلاً یہ کہ کوئی شخص بیع کے اندر یہ کہے کہ میں تم سے اس شرط پر بیع کرتا ہوں کہ تم مبیع فوراً میرے حوالہ کرو گے۔ تو یہ شرط مقتضائے عقد کے مطابق ہے۔

(۲) ملائم عقد کے مطابق شرط

دوسری قسم میں اگر کوئی شرط ملائم عقد ہو، یعنی اگرچہ مقتضائے عقد کے اندر داخل نہیں، لیکن عقد کے مناسب ہے اس کے خلاف نہیں مثال کے طور پر کوئی شخص ادھار بیع کرتا ہے، اس شرط پر کہ تم مجھے کوئی ضامن لا کر دو کہ تم پیسے ادا کرو گے تو یہ شرط ملائم عقد ہے۔ یہ درست ہے۔

(۳) متعارف شرط

تیسری قسم وہ جو اگرچہ مقتضائے عقد کے اندر نہیں اور بظاہر ملائم عقد بھی نہیں، لیکن متعارف ہوگئی ہے۔ یعنی تاجروں کے اندر یہ بات معروف ومشہور ہوگئی ہے تو ایسی شرط لگائی جاسکتی ہے۔ مثلاً فقہائے کرام نے اس کی یہ مثال لکھی ہے کہ کوئی شخص کسی سے اس شرط کے ساتھ جوتا خرید لے کہ بائع اس کے اندر تلوا لگا دے گا۔

(۴) مقتضائے عقد کے خلاف شرط کی صورتیں

پہلی صورت یہ ہے کہ عقد کا تو یہ تقاضا ہے کہ مشتری کو مبیع میں تصرف کا حق حاصل ہو جائے، لیکن اگر کوئی شخص یہ شرط لگائے کہ اس شرط پر بیچتا ہوں کہ تم مجھ سے اس کا قبضہ کبھی نہیں لو گے، تو یہ شرط عقد کے تقاضے کے خلاف ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایسی شرط لگائی جائے جس سے ثمن مجہول ہو جائے، جیسے ایک مکان فروخت کرتا ہے اس شرط پر کہ جب میں تجھے اس کی قیمت لا کر دوں تم اس کو واپس مجھے فروخت کرو گے، اس صورت میں ثمن مجہول ہو جائے گا۔ اس لیے کہ بیع تو ابھی کر لی، لیکن ثمن معلوم نہیں، ہوسکتا ہے کہ اس مکان کی قیمت بڑھ جائے۔ تو ایسی شرط بھی مقتضائے عقد کے خلاف ہے۔

ایسی شرط لگانا جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو

اگر بیع کے اندر کوئی ایسی شرط لگا لی جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس میں مشہور تین مذاہب ہیں۔

ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بیع کے اندر ایسی شرط لگائے جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو اور اس میں متعاقدین میں سے کسی کا یا مبیع کا نفع ہو تو ایسی شرط لگانے سے شرط بھی فاسد ہو جاتی ہے اور بیع بھی فاسد ہو جاتی ہے۔

علامہ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ قاضی کوفہ فرماتے ہیں کہ ایسی شرط لگانا درست ہے اور یہ بیع بھی درست ہے۔

امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر بیع میں کوئی ایسی شرط لگائی جائے جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو تو وہ شرط فاسد ہو جائے گی، تاہم بیع فاسد نہیں ہوگی۔

ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا استدلال

ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا استدلال اس حدیث سے ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اور ترمذی میں بھی آئی ہے کہ "نہی رسول ﷺ عن بیع و شرط"۔

علامہ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال

امام ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شرط بھی صحیح ہے اور بیع بھی صحیح ہے، ان کا استدلال حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کی خریداری کے واقعہ سے ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کو اونٹ فروخت کیا اور یہ شرط لگائی کہ میں مدینہ منورہ تک سواری کروں گا، چناں چہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تک اس پر سواری کر کے آئے، معلوم ہوا کہ بیع بھی صحیح ہے اور شرط بھی صحیح ہے۔

امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال

امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ولاء کی شرط ان کے لیے لگالو، لیکن شرط لگانے سے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا، بعد میں ولاء آزاد کرنے والے کو ہی ملے گی۔ تو یہاں آپ ﷺ نے بیع کو درست قرار دیا اور شرط کو فاسد قرار دیا۔

جواب

شرط لگانے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے؛ یہ ان شرائط کے بارے میں ہے جن کا پورا کرنا انسان کے لیے ممکن ہو، اگر ایسی شرط عقد میں لگائی جائے جس کا پورا کرنا ممکن ہو تو وہ عقد کو فاسد کر دیتی ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسی شرط لگا دی جائے کہ جس کا پورا کرنا انسان کے لیے ممکن نہ ہو اور اس کے اختیار سے باہر ہو تو ایسی شرط خود فاسد اور لغو ہو جاتی ہے، عقد کو فاسد نہیں کرتی۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ میں یہ کتاب بیچتا ہوں اس شرط پر کہ تم یہ کتاب لے کر آسمان پر چلے جاؤ تو آسمان پر جانا متعذر رہے، یہ ایسی شرط ہے جس کا پورا کرنا انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ لہٰذا یہ شرط لغو اور کان لم یکن ہے، گویا لگائی ہی نہیں گئی، اس لیے وہ عقد کو فاسد نہیں کرتی، خود لغو ہو جاتی ہے۔

اور جن شرائط کو پورا کرنا انسان کے اختیار میں نہ ہو اس کی دو صورتیں ہیں:

ایک صورت یہ ہے کہ وہ اسے کر ہی نہ سکے، اس کے کرنے پر قدرت ہی نہ ہو، جیسے آسمان پر چڑھ جانا اور سورج کو مغرب سے نکالنا، وغیرہ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ کام شرعاً ممنوع ہو، تو اس کو پورا کرنا بھی انسان کے اختیار میں نہیں، مثلاً کوئی شخص کہے کہ میں تم کو یہ کتاب اس شرط پر بیچتا ہوں کہ تمہارے بیٹے مرنے کے بعد وارث نہیں ہوں گے۔ اب یہ ایسی شرط ہے جس کا پورا کرنا انسان کے اختیار میں نہیں، لہذا یہ شرط لغو ہو جائے گی اور بیع صحیح ہو گی۔

امام ابن ابی لیلی رحمہ اللہ کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ شریعت نے ایک اصول بتایا: "**الولاء لمن أعتق**"، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ غیر معتق کو ولاء ملے گی تو یہ ایسی شرط ہے جس کا پورا کرنا انسان کے اختیار میں نہیں، اس لیے یہ شرط لغو ہو جائے گی اور بیع صحیح ہو جائے گی۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَبْتَاعُ أَحَدُكُمْ عَبْدًا، وَلَا أَمَةً فِيْهِ شَرْطٌ، فَإِنَّهُ عُقْدَةٌ فِي الرِّقِّ.

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہ خریدے غلام یا باندی کو جس میں غلامی کی کوئی علامت ہو۔ کیوں کہ یہ اس میں غلامی کی گرہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظْرِ عَنِ الْمُعْسِرِ

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: يُؤْتَى بِعَبْدٍ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُوْلُ: أَيْ رَبِّ، مَا عَمِلْتُ إِلَّا خَيْرًا مَا أَرَدْتُ بِهِ إِلَّا لِقَاءَكَ، فَكُنْتُ أُوَسِّعُ عَلَى الْمُوْسِرِ، وَأُنْظِرُ عَنِ الْمُعْسِرِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى: أَنَا أَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْكَ، فَتَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ.

فَقَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: وَأَشْهَدُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ.

ترجمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ اللہ تعالی کے سامنے پیش کیا جائے گا تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب! میں نے نیک کام ہی کیے ہیں، جن سے میں آپ کی رضامندی کا

طالب رہا، میں خوش حال کوڈھیل دیتا تھااور تنگ دست سے درگزرکرتا تھا،تواللہ تعالی فرمائیں گے کہ میں اس بات کا تجھ سے زیادہ حق دار ہوں، میرے بندے سے درگزرکرو۔

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَدَّدَ عَلَى أُمَّتِيْ بِالتَّقَاضِيْ، إِذَا كَانَ مُعْسِرًا شَدَّدَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فِيْ قَبْرِهِ.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جوشخص میری امت کے کسی تنگ دست سے مطالبہ میں سختی کرے گا اللہ تعالی اس سے قبر میں سختی کریں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْغَشِّ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا: جوشخص خرید وفروخت میں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِيْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ ضَرَبَ الدِّيْنَارَ تُبَّعٌ، وَهُوَ أَسْعَدُ أَبُوْ كَرِبٍ، وَأَوَّلُ مَنْ ضَرَبَ الدَّرَاهِمَ تُبَّعٌ الْأَصْغَرُ، وَأَوَّلُ مَنْ ضَرَبَ الْفُلُوْسَ، وَأَدَارَهَا فِيْ أَيْدِي النَّاسِ نَمْرُوْدُ بْنُ كَنْعَانَ.

ترجمہ:

حضرت حماد بن ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے سونے کا سکہ جاری کیا وہ تبع ہے، یعنی اسعد ابوکرب اور جس نے چاندی کا سکہ جاری کیا وہ تبع اصغر ہے اور سب سے پہلے جس نے پیسوں کا سکہ بنایا اوراس کولوگوں میں رائج کیا وہ نمرود بن کنعان ہے۔

كِتَابُ الرَّهْنِ

أَبُو حَنِيفَةَ : عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنَ الْيَهُودِيِّ طَعَامًا، وَرَهَنَهُ دِرْعًا۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ خریدا اور اس کے پاس زرہ گروی رکھوائی۔

رہن کے لغوی، اصطلاحی معنی

رہن کے لغوی معنی ہیں: ''گروی رکھنا'' اور شریعت کی اصطلاح میں رہن کہتے ہیں: ''دَین کے بدلے میں کوئی چیز رکھنا، تا کہ دَین واپس لینے میں آسانی ہو''۔

كِتَابُ الشُّفْعَةِ

أَبُو مُحَمَّدٍ : كَتَبَ إِلَيَّ ابْنُ سَعِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ۔

ترجمہ:

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پڑوسی شفعہ کی وجہ سے زیادہ حق دار ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: أَرَادَ سَعْدٌ بَيْعَ دَارٍ، فَقَالَ لِجَارِهِ: خُذْهَا بِسَبْعِ مِائَةٍ، فَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ بِهَا ثَمَانَ مِائَةِ دِرْهَمٍ، وَلَكِنْ أُعْطِيْتُكَهَا، لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: الْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنِ الْمِسْوَرِ، عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: عَرَضَ عَلَيَّ سَعْدٌ بَيْتًا، فَقَالَ لَهُ: خُذْهُ، أَمَا إِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ بِهِ أَكْثَرَ مِمَّا تُعْطِينِي، وَلَكِنَّكَ أَحَقُّ بِهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: الْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَنِ الْمِسْوَرِ، عَنْ رَافِعٍ مَوْلَى سَعْدٍ، أَنَّهُ قَالَ لِرَجُلٍ يَعْنِيْ: سَعْدًا: آخُذُ هٰذَا الْبَيْتَ بِأَرْبَعِ مِائَةٍ: فَيَقُوْلُ: أَمَا إِنِّيْ أُعْطِيْتُ ثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ، وَلٰكِنْ أُعْطِيْكَهُ، لِحَدِيْثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: الْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ.

ترجمہ:

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر بیچنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے پڑوسی سے کہا کہ تم اسے سات سو میں خرید لو، ویسے مجھے اس کے آٹھ سے مل رہے ہیں لیکن میں تمہیں سات سو میں دیتا ہوں؛ اس لیے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ پڑوسی شفعہ کی وجہ سے گھر کا زیادہ حق دار ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ مسور رضی اللہ عنہ، رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں نے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر میرے سامنے پیش کیا اور کہا کہ یہ خرید لو، مجھے اس کے بدلے میں اس سے زیادہ مل رہے ہیں جو تم دو گے، لیکن تم اس کے زیادہ حق دار ہو؛ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پڑوسی شفعہ کی وجہ سے گھر کا زیادہ حق دار ہے۔

ایک روایت میں اسی طرح آیا ہے کہ مسور رضی اللہ عنہ، سعد رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام رافع سے نقل کرتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے کہا کہ یہ گھر چار سو میں خرید لو، ویسے مجھے اس گھر کے آٹھ سے ملتے ہیں، لیکن میں تمہیں چار سو میں دے رہا ہوں؛ اس لیے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ پڑوسی شفعہ کی وجہ سے گھر کا زیادہ حق دار ہے۔

فائدہ

پہلی والی روایت میں ۷۰۰ درھم اور آخری روایت میں ۴۰۰ درھم کا ذکر ہے یہ بظاہر یہ تعارض ہے۔ تطبیق یہ ہے کہ پہلی والی روایت میں جو ۷۰۰ کا ذکر ہے وہ ابتداءً ہے اور بعد میں حط ثمن کے ساتھ ۴۰۰ میں فروخت کیا۔

شفعہ کے لغوی و اصطلاحی معنی

شفعہ کے لغوی معنی ہیں: ''ملانا'' اور شرع میں اس کے معنی ہیں: **"تملک البقعة بما قام علی المشتری"**۔

شفیع کی تین قسمیں

۱۔شفیع فی نفس المبیع، ۲۔شفیع فی حق المبیع، ۳۔جار ملاصق

شفیع فی نفس المبیع: مشترکہ زمین میں سے ایک شریک اپنا حصہ بیچتا ہے تو دوسرا شریک شفیع فی نفس المبیع ہے۔سب سے پہلے شفعہ کرنے کا حق اس کو ملتا ہے۔

شفیع فی حق المبیع: بیچی جانے والی چیز کے جو حقوق ہیں وہ چند آدمیوں کے درمیان مشترک ہیں، تو ایسی چیز کے بیچنے پر اس کے شرکاء کو شفعہ کا حق ملتا ہے، بشرطیکہ پہلی قسم کا شفیع شفعہ نہ کرے۔

جار ملاصق: وہ پڑوسی جس کی دیواریں ملی ہوئی ہوں، یا چھت کی کڑیاں دوسرے کی دیوار پر ہوں۔

تو احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں ایسے پڑوسی کو بھی شفعہ کا حق ملتا ہے، بشرطیکہ پہلے دو شفیع شفعہ نہ کریں۔ جب کہ ائمہ ثلاثہ کے ہاں شفعہ کا حق صرف شریک فی نفس المبیع کو ہے، اس کے علاوہ کسی کو شفعہ کا حق نہیں ملتا۔

دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہم

۱۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **"الجار أحق بشفعته، ينتظر به، وان كان غائباً إذا كان طريقهما واحداً"**۔(ترمذی) یہاں شریک فی حق المبیع مراد ہے۔

۲۔حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ ایک روایت مروی ہے: **"الجار أحق بالدار"**۔

۳۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی روایت مروی ہے: **"الجار أحق بشفعته"**۔

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کی دلیل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: **"إذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلا شفعة"**۔

جواب: بالفرض آپ کی بات تسلیم کی جائے اور ''جار'' سے حق شفعہ ساقط کیا جائے تو پھر شفعہ جار کی احادیث کثیرہ عمل سے رہ جاتی ہیں، لہذا احناف کی بات مان لی جائے، تاکہ تمام احادیث پر عمل ہو سکے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَضَعَ خَشَبَةً فِي حَائِطِهِ فَلَا يَمْنَعْهُ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لکڑی اپنی یا پڑوسی کی دیوار پر رکھنا چاہو، تو پڑوسی کو نہیں روکنا چاہیے۔

فائدہ: احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں پڑوسی کے لیے یہ حکم استحبابی ہے۔

كِتَابُ الْمُزَارَعَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ سے منع فرمایا ہے۔

مزارعت کے لغوی واصطلاحی معنی

لغوی معنی ہیں: ''کھیتی باڑی کرنا''۔ اور شریعت کی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں: **''معاملة فی الأرض علی بعض الخارج''**۔ زمین کی بعض پیداوار کے عوض زمین میں کھیتی باڑی کرنا۔

مزارعت کی صورتیں

۱۔ زمین کی پیداوار کی ایک مقدار کو اپنے لیے متعین کرنا کہ جو پیداوار ہوگی، اس میں سے بیس من میرے، باقی آپ کے۔ تو یہ صورت بالاتفاق جائز نہیں۔

۲۔ زمین کے ایک مخصوص حصے کی پیداوار کو اپنے لیے متعین کرنا کہ اس حصہ سے جو پیداوار ہوگی وہ میری، اس حصے کی پیداوار آپ کی، یہ صورت بھی بالاتفاق جائز نہیں۔

۳۔ زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار کو مشاعاً تقسیم کرنا کہ نصف حصہ میرا اور نصف حصہ آپ کا، یا دو ثلث میرے اور ایک ثلث آپ کا۔ تو اس صورت میں صاحبینؒ اور جمہورؒ کے ہاں یہ معاملہ صحیح ہے، جب کہ امام

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہ صورت بھی جائز نہیں۔

دلائل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

ا۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل "**نهى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن المخابرة**" کہ مخابرہ سے مراد مزارعت ہے۔

۲۔حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**من لم يدع المخابرة فليؤذن بحرب من الله ورسوله**" یہاں بھی مخابرہ سے مراد مزارعت ہے۔

دلیل جمہور رحمۃ اللہ علیہم

جمہور کے ہاں آپ ﷺ نے اہل خیبر سے اسی طرح کا معاہدہ فرمایا تھا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: "**أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم عامل أهل خيبر بشطر مايخرج منهامن ثمر أوزرع**" (ترمذی)

اوراحناف رحمہم اللہ علیہم کے ہاں بھی مفتی بہ قول بھی یہی ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَرَّ بِحَائِطٍ فَأَعْجَبَهُ، فَقَالَ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقُلْتُ: لِي، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ هُوَ لَكَ؟ قُلْتُ: اسْتَأْجَرْتُهُ، قَالَ: لَا تَسْتَأْجِرْهُ بِشَيْءٍ مِنْهُ.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِحَائِطٍ فَقَالَ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقُلْتُ: لِي، وَقَدِ اسْتَأْجَرْتُهُ، فَقَالَ: فَلَا تَسْتَأْجِرْهُ.

ترجمہ:

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ ایک باغ کے پاس سے گزرے جو آپ کو بہت پسند آیا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ میرا ہے۔آپ ﷺ نے پوچھا تم نے کہاں سے لیا؟ میں نے عرض کیا کہ اسے کرایہ پر لیا ہے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی پیداوار کے کسی حصہ کے عوض کرایہ پر نہ لینا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ایک باغ کے پاس سے گزر ہوا تو آپ نے پوچھا یہ کس کا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ میرا ہے اور میں نے کرایہ پر لیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے کرایہ پر نہ لے۔

كِتَابُ الْفَضَائِلِ وَالشَّمَائِلِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، وَرَبِيعَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ، وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَقُبِضَ أَبُوْ بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَقُبِضَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی جب وفات ہوئی اس وقت وہ تریسٹھ سال کے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوئی اس وقت وہ بھی تریسٹھ سال کے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوئی وہ بھی تریسٹھ سال کے تھے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بُعِثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرًا، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا، وَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا فِي لِحْيَتِهِ وَرَأْسِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت عمر چالیس سال تھی، دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں قیام فرمایا، جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت آپ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس سے زیادہ سفید بال نہ تھے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ بِرِيحِ الطِّيبِ إِذَا أَقْبَلَ مِنَ اللَّيْلِ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت تشریف لاتے تو عمدہ خوشبو کی وجہ سے پہچان لیے جاتے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ

رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْرَفُ بِاللَّيْلِ إِذَا أَقْبَلَ إِلَى الْمَسْجِدِ بِرِيحِ الطِّيبِ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت مسجد میں تشریف لاتے، تو عمدہ خوشبو کی وجہ سے پہچان لیے جاتے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَقَضَانِي، وَزَادَنِي.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمہ میرا قرض تھا، آپ نے وہ ادا کیا اور زیادہ دیا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا مَسِسْتُ بِيَدِي خَزًّا وَلَا حَرِيرًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَفِي رِوَايَةٍ: مَا رُؤِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَادًّا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ جَلِيسٍ لَهُ قَطُّ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ نے کوئی اون اور ریشم رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں چھوا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں کبھی نہیں دیکھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھی کے سامنے پاؤں دراز کیے ہوں۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟!

ترجمہ:

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ، وَيَعُوْدُ الْمَرِيْضَ، وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غلام کی دعوت قبول فرماتے، مریض کی عیادت کرتے اور گدھے پر سوار ہو جایا کرتے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ قَدَمَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَيْثُ أَتَى الصَّلَاةَ فِيْ مَرَضِهِ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ گویا میں ابھی بھی رسول اللہ ﷺ کے قدموں کی سفیدی کو دیکھ رہی ہوں جب مرض کی حالت میں آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لائے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرِضَ الْمَرَضَ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ، اسْتَحَلَّ أَنْ يَكُوْنَ فِيْ بَيْتِيْ، فَأَحْلَلْنَ لَهُ، قَالَتْ: فَلَمَّا سَمِعْتُ ذٰلِكَ قُمْتُ مُسْرِعَةً، فَكَنَسْتُ بَيْتِيْ، وَلَيْسَ لِيْ خَادِمٌ، وَفَرَشْتُ لَهُ فِرَاشًا حَشْوُ مِرْفَقَتِهِ الْإِذْخِرُ، فَأَتَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُهَادِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ، حَتَّى وُضِعَ عَلَى فِرَاشِيْ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ ﷺ نے میرے گھر میں رہنے کی اجازت مانگی تو سب نے اجازت دے دی، فرماتی ہیں: جب یہ مجھے معلوم ہوا تو میں جلدی سے اٹھی، گھر میں جھاڑو لگایا، میرے پاس کوئی خادم نہیں تھا، اور ان کے لئے بستر بچھایا، جس کا بھراؤ اذخر گھاس سے تھا، پھر رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے سے تشریف لائے، میرے بستر پر بیٹھ گئے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ يَزِيْدَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَأَى عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِفَّةً، فَاسْتَأْذَنَهُ إِلَى امْرَأَتِهِ بِنْتِ خَارِجَةَ، وَكَانَتْ فِيْ حَوَائِطِ الْأَنْصَارِ، وَكَانَ ذٰلِكَ رَاحَةَ الْمَوْتِ وَلَا يَشْعُرُ، فَأَذِنَ، ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، فَأَصْبَحَ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَرَامَوْنَ، فَأَمَرَ أَبُوْ بَكْرٍ غُلَامًا يَسْتَمِعُ، ثُمَّ يُخْبِرُهُ، فَقَالَ: أَسْمَعُهُمْ يَقُوْلُوْنَ: مَاتَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاشْتَدَّ أَبُوْ بَكْرٍ، وَهُوَ يَقُوْلُ: وَاقَطْعَ ظَهْرَاهُ، فَمَا بَلَغَ أَبُوْ بَكْرٍ الْمَسْجِدَ، حَتَّى ظَنُّوْا أَنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ، وَأَرْجَفَ الْمُنَافِقُوْنَ، فَقَالُوْا: لَوْ كَانَ مُحَمَّدٌ نَبِيًّا لَمْ يَمُتْ، فَقَالَ عُمَرُ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ: لَا أَسمَعُ رَجلًا يَقُولُ: مَاتَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا ضَرَبتُهُ بِالسَّيفِ.

فَكَفُّوا لِذٰلِكَ، فَلَمَّا جَاءَ أَبُو بَكرٍ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مُسَجًّى، كَشَفَ الثَّوبَ عَن وَجهِهِ، ثُمَّ جَعَلَ يَلثِمُهُ، فَقَالَ: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُذِيقَكَ المَوتَ مَرَّتَينِ، أَنتَ أَكرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِن ذٰلِكَ، ثُمَّ خَرَجَ أَبُو بَكرٍ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَن كَانَ يَعبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَد مَاتَ، وَمَن كَانَ يَعبُدُ رَبَّ مُحَمَّدٍ فَإِنَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَا يَمُوتُ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِينَ﴾، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ: لَكَأَنَّا لَم نَقرَأهَا قَبلَهَا قَطُّ، فَقَالَ النَّاسُ مِثلَ مَقَالَةِ أَبِي بَكرٍ مِن كَلَامِهِ وَقِرَاءَتِهِ، وَمَاتَ لَيلَةَ الِاثنَينِ، فَمَكَثَ لَيلَتَينِ وَيَومَينِ، وَدُفِنَ يَومَ الثُّلَاثَاءِ، وَكَانَ أُسَامَةُ بنُ زَيدٍ وَأَوسُ بنُ خَولِيٍّ يَصُبَّانِ وَعَلِيٌّ وَالفَضلُ يُغَسِّلَانِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی طبیعت میں کچھ تخفیف دیکھی تو اپنی زوجہ بنت خارجہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کی اجازت مانگی، جو انصار کے پڑوس میں رہتی تھیں، حالاں کہ یہ موت کی راحت تھی اور وہ سمجھ نہ سکے، انہوں نے اجازت دے دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ اسی رات وفات پا گئے، صبح لوگ سمٹنے لگے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام سے کہا: باتیں سن کر مجھے بتائے۔ اس نے کہا: میں نے انہیں سنا، وہ کہہ رہے ہیں کہ محمد ﷺ رحلت فرما گئے ہیں۔ ابوبکر بہت غمگین ہوئے اور کہہ رہے تھے: ''ہائے کمر ٹوٹ گئی''۔ ابھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد نہیں پہنچے تھے، لوگوں کا خیال تھا کہ انہیں یہ خبر نہیں پہنچی، منافق لوگ یہ باتیں کر رہے تھے کہ اگر محمد نبی ہوتے تو انہیں موت نہ آتی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کسی آدمی سے یہ نہ سنوں کہ محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں، وگرنہ میں اسے تلوار سے ماروں گا، تو وہ اس وجہ سے خاموش ہو گئے۔ پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی اکرم ﷺ پر کپڑا پڑا تھا، آپ نے چہرہ انور سے کپڑا ہٹایا، پیشانی پر بوسہ دیا اور کہنے لگے: ''اللہ آپ کو دو مرتبہ موت نہیں دے گا، آپ اللہ کے ہاں اس سے زیادہ مکرم ہیں''۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور فرمایا: ''اے لوگو! جو محمد کی عبادت کرتا تھا تو محمد تو وفات پا گئے اور جو محمد کے رب

کی عبادت کرتا ہے تو محمد کا رب فوت نہیں ہوگا''۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

(ترجمہ)''محمد نہیں ہیں مگر ایک رسول، تحقیق ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں، اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم پلٹ جاؤ گے اپنی ایڑیوں کے بل؟ اور جو پلٹ جائے اپنی ایڑیوں کے بل تو وہ ہرگز نہیں نقصان پہنچائے گا اللہ کو کچھ اور عنقریب اللہ جزا دیں گے شکر گزار بندوں کو''۔

تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا ہم نے اس آیت کو اس سے پہلے نہیں پڑھا تھا۔ پھر لوگ بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کلام و تلاوت کی طرح کہنے لگے۔ پیر کی شب وفات ہوئی اور دو رات اور دو دن کے بعد منگل کے روز آپ کو دفن کیا گیا اور غسل کے وقت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور اوس بن خولی رضی اللہ عنہ پانی ڈال رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم غسل دے رہے تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الشَّيْخَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزَّعْرَاءِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ: أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا۔

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرنا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ عَمَّارٍ وَعَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ: أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ.

ترجمہ:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرنا اور عمار کی سیرت اختیار کرنا اور ابن مسعود کی رائے کو مضبوطی سے پکڑنا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ: أَنَّ عُمَرَ مَرَّ بِعُثْمَانَ وَهُوَ حَزِيْنٌ قَالَ: مَا يَحْزُنُكَ؟ قَالَ: أَلَا أَحْزَنُ، وَقَدِ انْقَطَعَ الصِّهْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذٰلِكَ حَدَثَانَ مَاتَتْ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ تَحْتَهُ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أُزَوِّجُكَ حَفْصَةَ ابْنَتِيْ، قَالَ: حَتّٰى أَسْتَأْمِرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَاهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ: هَلْ لَكَ أَنْ أَدُلَّكَ عَلٰى صِهْرٍ هُوَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ عُثْمَانَ، وَأَدُلُّ عُثْمَانَ عَلٰى صِهْرٍ هُوَ خَيْرٌ لَهُ مِنْكَ، فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: زَوِّجْنِيْ حَفْصَةَ، وَأُزَوِّجُ عُثْمَانَ بِنْتِيْ، فَقَالَ: نَعَمْ، فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

موسیٰ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا، وہ پریشان تھے، پوچھا: کس وجہ سے پریشان ہیں؟ بتایا: میں کیوں نہ پریشان ہوں، رسول اللہ ﷺ اور میری درمیان مصاہرت کا رشتہ ختم ہوگیا اور یہ وقت تھا جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی وفات پاگئیں، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تھیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنی بیٹی حفصہ آپ کے نکاح میں دیتا ہوں۔ فرمایا: پہلے میں رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کرلوں، ان کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا ایسے رشتے پر تیری راہ نمائی کروں جو تیرے لیے عثمان سے بہتر ہے اور عثمان کی راہ نمائی ایسے رشتہ پر کرتا ہو جو تجھ سے بہتر ہے؟ عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: حفصہ میرے نکاح میں دے دو اور میں اپنی بیٹی عثمان کے نکاح میں دے دیتا ہوں۔ عرض کیا: ٹھیک ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمالیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ حَبَّةَ الْعُرَنِيِّ وَهُوَ الْهَمْدَانِيُّ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ.

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد فرماتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں سب سے پہلے اسلام لایا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَظَرَ إِلَى عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ ذَاتَ يَوْمٍ، فَرَآهُ جَائِعًا، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، مَا أَجَاعَكَ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنِّي لَمْ أَشْبَعْ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن علی کرم اللہ وجہہ کی طرف نظر کی تو انہیں بھوکا دیکھا۔ پوچھا: اے علی! تجھے کس چیز نے بھوکا کیا؟ عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اتنے دنوں سے پیٹ بھر کے نہیں کھایا، فرمایا: تجھے جنت کی خوش خبری ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ حَمْزَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، ثُمَّ رَجُلٌ دَخَلَ إِلَى إِمَامٍ، فَأَمَرَهُ وَنَهَاهُ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَرَجُلٌ قَامَ إِلَى إِمَامٍ جَائِرٍ، فَأَمَرَهُ وَنَهَاهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہیدوں کے سردار حمزہ بن عبد المطلب ہیں، پھر وہ آدمی جو بادشاہ کے پاس جا کر امرونہی کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ قیامت میں شہیدوں کے سردار حمزہ بن عبد المطلب ہیں اور وہ آدمی جو ظالم بادشاہ کے پاس جا کر امرونہی کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَأْتِيْنَا بِالْخَبَرِ لَيْلَةَ الْأَحْزَابِ؟ فَيَنْطَلِقُ الزُّبَيْرُ فَيَأْتِيْهِ بِالْخَبَرِ، كَانَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ، وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب کے موقع پر فرمایا: ہمارے پاس خبر کون لائے گا؟ تو زبیر گئے اور خبر لائے، تین مرتبہ ایسے ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ أَسْمَرَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، قَالَ: فَخَرَجَا وَخَرَجَ مَعَهُمَا، فَمَرُّوْا بِابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَهُوَ يَقْرَأُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ كَمَا نَزَلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ.

وَجَعَلَ يَقُوْلُ لَهُ: سَلْ تُعْطَهُ، فَأَتَاهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ يُبَشِّرَانِهِ، فَسَبَقَ أَبُوْ بَكْرٍ عُمَرَ إِلَيْهِ، فَبَشَّرَهُ وَأَخْبَرَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَهُ بِالدُّعَاءِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيْمَانًا دَائِمًا لَا يَزُوْلُ، وَنَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّكَ فِي جَنَّةِ الْخُلْدِ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، پھر وہ دونوں نکلے آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے کہ ان کا گزر ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر ہوا، وہ تلاوت کر رہے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ قرآن اسی طریقہ سے پڑھے جس طرح اترا ہے تو وہ ابن ام عبد رضی اللہ عنہ کے طریقہ پر پڑھے۔ پھر آپ نے فرمایا: مانگ، تجھے دیا جائے گا۔ تو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما انہیں یہ خوش خبری سنانے کے لیے ملے لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پہل کی اور انہیں بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے دعا کرنے کا حکم دیا ہے تو انہوں نے یہ دعا مانگی: ''اے اللہ! میں آپ سے ایسا دائمی ایمان مانگتا ہوں جو زائل نہ ہو، ایسی نعمتیں مانگتا ہوں جو ختم نہ ہوں اور جنت الخلد میں آپ کے نبی ﷺ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں''۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَوْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَهُ، أَرْسَلَ وَالِدَتَهُ أُمَّ عَبْدٍ تَنْظُرُ إِلَى هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَلِّهِ، وَسَمْتِهِ، فَتُخْبِرُهُ بِذٰلِكَ، فَيَتَشَبَّهُ بِهِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لے جاتے تو اپنی والدہ ام عبد کو بھیجتے، تا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے طور وطریقہ کو دیکھیں، پھر انہیں اس کی خبر دیں تو وہ اس کی پیروی کرتے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مَعْنٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا كَذَبْتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ إِلَّا كَذِبَةً وَاحِدَةً، كُنْتُ أَرْحَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى رَحَّالٌ مِنَ الطَّائِفِ، فَسَأَلَنِي: أَيُّ الرَّاحِلَةِ أَحَبُّ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقُلْتُ: الطَّائِفِيَّةُ الْمَكِّيَّةُ، وَكَانَ يَكْرَهُهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُتِيَ بِهَا قَالَ: مَنْ رَحَّلَ لَنَا هٰذِهِ؟ قَالُوْا: رَحَّالُكَ، قَالَ: مُرُوْا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ، فَلْيَرْحِلْ لَنَا، فَأُعِيدَتْ إِلَيَّ الرَّاحِلَةُ.

وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيءَ بِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: فَجَاءَنِي الطَّائِفِيُّ، فَقَالَ: أَيُّ الرَّاحِلَةِ أَحَبُّ إِلَيْهِ؟ قُلْتُ: الطَّائِفِيَّةُ الْمَكِّيَّةُ، فَخَرَجَ، فَقَالَ: مَنْ صَاحِبُ هٰذِهِ الرَّاحِلَةِ؟ قِيلَ: الطَّائِفِيُّ، قَالَ: لَا حَاجَةَ لَنَا بِهَا.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے اسلام قبول کیا کبھی جھوٹ نہیں بولا، مگر ایک مرتبہ، میں نبی اکرم ﷺ کے لیے کجاوہ باندھا کرتا تھا، تو طائف سے ایک آدمی آیا، اس نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کس طرز کا کجاوہ زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا: طائف اور مکہ والوں کا، حالاں کہ رسول اللہ ﷺ اسے ناپسند کرتے تھے، جب وہ یہ لایا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ہمارے لیے یہ کس نے باندھا ہے؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا: آپ کے رحال نے۔ فرمایا: ابن ام عبد رضی اللہ عنہ سے کہو، وہ ہمارے لیے کجاوہ باندھا کرے۔ تو مجھے یہ کجاوہ والی خدمت دوبارہ مل گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے پاس طائف کا ایک آدمی لایا گیا، وہ میرے پاس آئے اور پوچھا: آپ ﷺ کو کون سا کجاوہ زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا طائف اور مکہ والوں کا، تو وہ نکلا، آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کس نے باندھا ہے؟ کہا گیا: طائف کے رہنے والے نے۔ فرمایا: ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا كَذَبْتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ إِلَّا وَاحِدَةً: كُنْتُ أَرْحَلُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى رَحَّالٌ مِنَ الطَّائِفِ، فَقَالَ: أَيُّ الرَّاحِلَةِ أَحَبُّ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ: الطَّائِفِيَّةُ الْمَكِّيَّةُ، قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُهَا، فَلَمَّا رَحَلَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِهَا، قَالَ: مَنْ رَحَلَ لَنَا هٰذِهِ الرَّاحِلَةَ؟ قَالَ: رَحَّالُكَ الَّتِي أُتِيتَ بِهِ مِنَ الطَّائِفِ، فَقَالَ: رُدُّوا الرِّحَالَةَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے اسلام قبول کیا، کبھی جھوٹ نہیں بولا، مگر ایک مرتبہ، میں نبی اکرم ﷺ کے لیے کجاوہ باندھا کرتا تھا، تو طائف سے ایک آدمی آیا اس نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کس طرز کا کجاوہ زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا: طائف اور مکہ والوں کا، حالاں کہ رسول اللہ ﷺ اسے ناپسند کرتے تھے، جب وہ یہ لایا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ہمارے لیے یہ کس نے باندھا ہے؟ تو صحابہ نے بتایا: آپ کے اس رحال نے جو طائف سے آیا ہے۔ فرمایا: ابن مسعود کی طرف یہ کجاوہ کی ذمہ داری لوٹا دو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ خُزَيْمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُزَيْمَةَ، أَنَّهُ مَرَّ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ يَجْحَدُ بَيْعَهُ، فَقَالَ خُزَيْمَةُ: أَشْهَدُ لَقَدْ بِعْتَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَهُ؟ قَالَ: تَجِيئُنَا بِالْوَحْيِ مِنَ السَّمَاءِ فَنُصَدِّقُكَ، قَالَ: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ.

ترجمہ:

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہوا اور آپ کے ساتھ ایک اعرابی بیع کا انکار کر رہا تھا، تو خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ بیع کی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تجھے کیسے پتہ چلا؟ کہا: آپ ہمارے پاس آسمان سے وحی لاتے ہیں، ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی گواہی کو دو آدمیوں

کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: بُشِّرَتْ خَدِيْجَةُ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ، لَا صَخَبَ فِيْهَا وَلَا نَصَبَ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایسے گھر کی خوش خبری دی گئی جس میں نہ شور شرابہ ہوگا اور نہ رنج وفکر۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ عَائِشَةَ الصِّدِّيْقَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ لَيَهَوِّنُ عَلَيَّ الْمَوْتَ أَنِّيْ رَأَيْتُكِ زَوْجَتِيْ فِي الْجَنَّةِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَنِّيْ رَأَيْتُكِ زَوْجَتِيْ فِي الْجَنَّةِ، ثُمَّ الْتَفَتَ، وَقَالَ: هُوِّنَ عَلَيَّ الْمَوْتُ، لِأَنِّيْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر موت آسان ہوگئی کہ میں نے دیکھا کہ تو جنت میں میری بیوی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے دیکھا کہ تو جنت میں میری بیوی ہے، پھر متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: مجھ پر موت آسان ہوگئی، اس لیے کہ میں نے دیکھا کہ عائشہ جنت میں ہے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَقَدْ كُنَّ لِيْ خِلَالٌ سَبْعٌ لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْتُ أَحَبَّهُنَّ إِلَيْهِ أَبًا، وَأَحَبَّهُنَّ إِلَيْهِ نَفْسًا، وَتَزَوَّجَنِيْ بِكْرًا، وَمَا تَزَوَّجَنِيْ حَتّٰى أَتَاهُ جِبْرِيْلُ بِصُوْرَتِيْ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ جِبْرِيْلَ، وَمَا رَآهُ أَحَدٌ مِنَ النِّسَاءِ غَيْرِيْ، وَكَانَ يَأْتِيْهِ جِبْرِيْلُ وَأَنَا مَعَهُ فِيْ شِعَارِهِ، وَلَقَدْ نَزَلَ فِيَّ عُذْرٌ كَادَ أَنْ يَهْلِكَ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، وَلَقَدْ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ وَلَيْلَتِيْ وَيَوْمِيْ، وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری سات خصوصیتیں ایسی ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی ازواج میں سے کسی کے لیے نہ تھیں، میرے والد ان کو زیادہ محبوب تھے اور میں بھی انہیں زیادہ محبوب تھی۔ مجھے سے کنوارے پن میں نکاح کیا۔ مجھ سے نکاح نہیں کیا حتی کہ جبرئیل میری تصویر لے کر آئے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا، میرے علاوہ کسی اور زوجہ نے انہیں نہیں دیکھا۔ اور وہ اس وقت بھی آجاتے جب میں ان کے ساتھ شعار میں ہوتی۔ میرے بارے میں براءت اتری، وگرنہ قریب تھا کہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت ہلاک ہوجاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض ہوئی میرے گھر میں، میری باری میں اور میرے گلے اور سینے کے درمیان۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا حَدَّثَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَ: حَدَّثَتْنِي الصِّدِّيقَةُ بِنْتُ الصِّدِّيقِ، الْمُبَرَّأَةُ، حَبِيبَةُ رَسُولِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث نقل کرتے تو فرماتے: مجھے بیان کیا صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا نے، جو پاک دامن ہیں، رسول اللہ ﷺ کی پیاری ہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى عَائِشَةَ لِيَعُودَهَا فِي مَرَضِهَا، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ: إِنِّي أَجِدُ غَمًّا وَكَرْبًا، فَانْصَرِفْ، فَقَالَ لِلرَّسُولِ: مَا أَنَا بِالَّذِي يَنْصَرِفُ حَتَّى أَدْخُلَ، فَرَجَعَ الرَّسُولُ، فَأَخْبَرَهَا بِذَلِكَ، فَأَذِنَتْ لَهُ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَجِدُ غَمًّا وَكَرْبًا، وَأَنَا مُشْفِقَةٌ مِمَّا أَخَافُ أَنْ أُهْجَمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَبْشِرِي، فَوَاللهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: عَائِشَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ أَنْ يُزَوِّجَهُ جَمْرَةً مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ، فَقَالَتْ: فَرَّجْتَ فَرَّجَ اللهُ تَعَالَى عَنْكَ۔

ترجمہ:

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اجازت مانگی کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرض میں عیادت کریں تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ میں غم وکرب محسوس کر رہی ہوں،

آپ واپس چلے جائیں۔تو انہوں نے قاصد سے کہا: میں اس وقت تک واپس نہیں جاؤں گا، جب تک داخل نہ ہوجاؤں۔اس قاصد نے انہیں یہ خبر دی تو انہوں نے اجازت دے دی، پھر فرمایا: میں غم وکرب محسوس کررہی ہوں، مجھے خوف ہے کہ ہجوم ہوجائے گا۔ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ کو خوش خبری ہو، اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: عائشہ جنت میں جائے گی اور رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بات سے بالاتر ہیں کہ وہ جہنم کی چنگاری سے نکاح کرتے۔تو آپ نے فرمایا: آپ نے میرے غم کو دور کیا، اللہ آپ کے غموں کو دور کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الشَّعْبِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: كَانَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمَغَازِيْ، وَابْنُ عُمَرَ يَسْمَعُهُ، قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ حَدِيْثَهُ: إِنَّهُ يُحَدِّثُ كَأَنَّهُ شَهِدَ الْقَوْمَ.

ترجمہ:

حضرت عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ مغازی بیان فرمارہے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب ان کی باتیں سنی تو فرمایا: یہ ایسے بیان کررہا ہے جیسے یہ لوگوں کے ساتھ شریک تھا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِيْ هِنْدٍ، عَنْ عَامِرٍ، أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مَغَازِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَلْقَةٍ فِيْهَا ابْنُ عُمَرَ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَيُحَدِّثُ كَأَنَّهُ شَهِدَ الْقَوْمَ.

ترجمہ:

حضرت عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ ایک حلقہ میں رسول اللہ ﷺ کے مغازی بیان فرمارہے تھے، اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے تو آپ نے فرمایا: یہ ایسے بیان کررہا ہے جیسے یہ لوگوں کے ساتھ شریک تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ إِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

زُفَرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَنِيْفَةَ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ حَمَّادًا، يَقُوْلُ: كُنْتُ إِذَا نَظَرْتُ إِلَى إِبْرَاهِيْمَ، فَكُلُّ مَنْ رَأَى هَدْيَهُ، يَقُوْلُ: كَانَ هَدْيُهُ هَدْيَ عَلْقَمَةَ، وَيَقُوْلُ: مَنْ رَأَى عَلْقَمَةَ، يَقُوْلُ: كَانَ هَدْيُهُ هَدْيَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَيَقُوْلُ مَنْ رَأَى هَدْيَ عَبْدِ اللّٰهِ: كَانَ هَدْيُهُ هَدْيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا، تو جو آدمی بھی ان کے طریقہ کو دیکھتا، وہ کہتا: اس کا طریقہ علقمہ کے طریقہ کی طرح ہے اور جس نے علقمہ کو دیکھا وہ کہتا: اس کا طریقہ عبداللہ کے طریقہ کی طرح ہے اور جس نے عبداللہ کو دیکھا وہ کہتا: ان کا طریقہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کی طرح ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ

أَبُوْ حَمْزَةَ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ دَاوُدَ، يَقُوْلُ لِأَبِيْ حَنِيْفَةَ: مَنْ أَدْرَكْتَ مِنَ الْكُبَرَاءِ؟ قَالَ: الْقَاسِمَ، وَسَالِمًا، وَطَاوُسًا، وَعِكْرِمَةَ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ دِيْنَارٍ، وَالْحَسَنَ الْبَصْرِيَّ، وَعَمْرَو بْنَ دِيْنَارٍ، وَأَبَا الزُّبَيْرِ، وَعَطَاءً، وَقَتَادَةَ، وَإِبْرَاهِيْمَ، وَالشَّعْبِيَّ، وَنَافِعًا، وَأَمْثَالَهُمْ.

ترجمہ:

عبداللہ بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: آپ نے اکابر میں سے کس کس کو پایا؟ فرمایا: قاسم، سالم، طاؤس، عکرمہ، مکحول، عبداللہ بن دینار، حسن بصری، عمرو بن دینار، ابوالزبیر، عطاء، قتادہ، ابرہیم، شعبی، نافع رحمۃ اللہ علیہم جیسے حضرات کو۔

كِتَابُ فَضْلِ أُمَّتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ، فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ أَنْ يَسْجُدُوْا، سَجَدَتْ أُمَّتِيْ مَرَّتَيْنِ قَبْلَ الْأُمَمِ طَوِيْلًا، قَالَ: فَيُقَالُ: ارْفَعُوْا رُءُوْسَكُمْ، فَقَدْ جَعَلْتُ عَدُوَّكُمُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فِدَاءَكُمْ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

حضرت ابوبردہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگوں کو سجدہ کے لیے کہا جائے گا، وہ اس بات کی طاقت نہیں رکھیں گے کہ سجدہ کریں، میری امت کے لوگ دوسری امتوں سے پہلے دو مرتبہ لمبے سجدے کریں گے۔ پھر کہا جائے گا: سر اٹھاؤ، میں نے تمہارے دشمن یہود و نصاری کو تمہاری طرف سے آگ کے لیے فدیہ بنادیا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، يُعْطٰى كُلُّ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى، فَيُقَالُ: هَذَا فِدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، أَعْطَى اللهُ تَعَالٰى كُلَّ رَجُلٍ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ، فَيُقَالُ لَهُ: هَذَا فِدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، دُفِعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقِيْلَ لَهُ: هَذَا فِدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:

حضرت ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر مسلمان کو یہود و نصاریٰ میں سے ایک آدمی دیا جائے گا، پھر اسے کہا جائے گا کہ یہ تمہاری طرف سے آگ کے لیے فدیہ ہے۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس امت کے ہر آدمی کو ایک کافر دیں گے، پھر کہا جائے گا: یہ آگ کے لیے تمہاری طرف سے فدیہ ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لِأَصْحَابِهِ: أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: أَبْشِرُوْا، فَإِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِائَةُ صَفٍّ، أُمَّتِیْ مِنْ ذٰلِكَ ثَمَانُوْنَ صَفًّا.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا: کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ تم اہل جنت کا ایک چوتھائی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر پوچھا: کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر پوچھا: کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ تم اہل جنت کا ایک نصف ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: خوش ہو جاؤ! اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، ان میں سے میری امت کی اسّی صفیں ہوں گی۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمَّتِيْ أُمَّةٌ مَرْحُوْمَةٌ عَذَابُهَا بِأَيْدِيْهَا فِي الدُّنْيَا۔۔ زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: بِالْقَتْلِ.

ترجمہ:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت، امتِ مرحومہ ہے، اس کا عذاب دنیا میں انہیں کے ہاتھوں ہوگا۔

ایک روایت میں ہے: قتل کے ساتھ ہوگا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَنَاءُ أُمَّتِيْ بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ، فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، هٰذَا الطَّعْنُ، قَدْ عَلِمْنَاهُ، فَمَا الطَّاعُوْنُ؟ قَالَ: وَخْزُ أَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ، وَفِيْ كُلٍّ شَهَادَةٌ.

ترجمہ:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کی ہلاکت طعن وطاعون میں ہے۔ عرض کیا گیا: طعن کو تو ہم جانتے ہیں، طاعون کیا ہے؟ فرمایا: جنوں میں سے تمہارے دشمن کا نیزہ چبھونا ہے اور ہر ایک میں شہادت ہے۔

كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ وَالْأَشْرِبَةِ وَالضَّحَايَا وَالصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر کیلے والے درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

ہر کیلے والا درندہ حرام ہے

احناف رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں یہ حکم عام ہے، تمام کیلے والے جانور حرام ہیں، مثلاً: چیتا، شیر، بھیڑیا، ریچھ، ہاتھی، لومڑی اور بجو وغیرہ۔ جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری روایت کی وجہ سے لومڑی اور بجو کو اس حکم سے خاص

کرتے ہیں۔ جس کا جواب یہ ہے کہ وہ حدیث ظنی ہے اور عموم والی حدیث قطعی ہے اور حرمت کے باب میں ظنی حدیث سے تخصیص نہیں کی جاسکتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي مَخْلَبٍ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَارِبٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن پنجے سے شکار کرنے والے پرندوں کو کھانے سے منع فرمایا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

ترجمہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھریلو گدھوں کو کھانے سے منع فرمایا۔

گدھے کی حرمت

اس حدیث مبارک میں گدھے کے کھانے سے منع فرمایا گیا ہے، غزوہ خیبر سے پہلے گدھے کا گوشت حلال تھا، خیبر کے موقع پر اس کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو پکے پکائے گوشت کی ہانڈیاں گرادی گئیں۔

گھوڑے کا حکم

گھوڑے کے بارے میں ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے۔ جمہور امت وصاحبین رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں گھوڑے کا گوشت حلال ہے، جب کہ امام صاحب وامام مالک رحمۃ اللہ علیہم نے آلہ جہاد کی وجہ سے اس کو مکروہ تحریمی فرمایا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، نُهِينَا عَنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمیں زمینی کیڑوں مکوڑوں کے کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

حشرات الارض کا حکم

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: **﴿ویحرم علیهم الخبائث﴾**۔ خبائث سے مراد بھی حشرات الارض ہیں۔ معلوم ہوا کہ حشرات الارض حرام ہیں اور ان کی حرمت کی علت گندگی ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَتَلَ ضُفْدَعًا، فَعَلَيْهِ شَاةٌ مُحْرِمًا كَانَ أَوْ حَلَالًا.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مینڈک کو مارا اس پر ایک بکری ہے، خواہ وہ محرم ہو یا حلال۔

فائدہ:

مینڈک کا کھانا چوں کہ حرام ہے، اس لیے اس کو مار ڈالنے سے بھی منع کیا گیا ہے، اس کے مارنے والے پر بکری لازم کرنے کا حکم تعزیری ہے، جس کی وجہ یہ ہے، تاکہ لوگ اس کے مارنے سے رکے رہیں اور اب یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے کیوں کہ پہلے لوگ مینڈکوں کو کثرت سے مارا کرتے تھے تو بطور تعزیر بکری واجب کی گئی تھی بعد میں جب لوگ اس عمل سے رک گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَكْلِ الضَّبِّ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّهُ أُهْدِيَ لَهَا ضَبٌّ، فَسَأَلَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَهَاهَا عَنْ أَكْلِهِ، فَجَاءَ سَائِلٌ، فَأَمَرَتْ لَهُ بِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: أَتُطْعِمِينَ مَا لَا تَأْكُلِينَ!

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کسی نے ان کی خدمت میں گوہ بطور ہدیہ بھیجی۔ (فرماتی ہیں کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے (کھانے) کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے ان کو اس کے کھانے سے روکا، اس کے بعد ایک بھکاری آیا۔ (فرماتی ہیں کہ) میں اس گوہ کو بھکاری کو دینے کا حکم دیا تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو تم خود نہیں کھاتیں کیا اس کو دوسروں کو کھلاتی ہو؟!

گوہ کا حکم

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں گوہ حلال ہے، جب کہ احناف کے ہاں مکروہ ہے۔ حدیث الباب جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ گوہ سائل کو دی تو آپ ﷺ نے فرمایا "**أتطعمين ما لا تأكلين؟**"، "جو چیز خود نہیں کھاتی وہ دوسروں کو دیتی ہو"۔ گویا اس کے کھانے کو ناپسند فرمایا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْكِلَابِ الْمُعَلَّمَةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا نَبْعَثُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ، فَنَأْكُلُ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْنَا؟ فَقَالَ: إِذَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ مَا لَمْ يَشْرِكْهَا كَلْبٌ غَيْرُهَا، قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلَ؟ قَالَ: وَإِنْ قَتَلَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَحَدُنَا يَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ؟ قَالَ: إِذَا رَمَيْتَ فَسَمَّيْتَ، فَخَزَقَ فَكُلْ، فَإِنْ أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ.

ترجمہ:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: یارسول اللہ! ہم شکار کے لیے سدھائے ہوئے کتے چھوڑتے ہیں، تو کیا ہم ان کا کیا ہوا شکار کھا سکتے ہیں؟ فرمایا: جب تم نے اس پر بسم اللہ پڑھی ہو اور اس کے ساتھ شکار میں اس کے علاوہ کتا شریک نہ ہوا ہو۔ میں نے پوچھا: اگرچہ وہ مرجائے؟ فرمایا: اگرچہ وہ مرجائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں ایک آدمی بے پَر والا تیر پھینکتا ہے (تو اس کا کیا حکم ہے)؟ فرمایا: جب تو نے بسم اللہ پڑھ کر پھینکا اور اس نے شکار کو پھاڑ ڈالا تو کھالے اور اگر اس کی پھٹکار لگی تو مت کھاؤ۔

کتے کا کیا ہوا شکار

کلب معلم کا کیا ہوا شکار حلال ہے۔ کلب معلم کے لیے چھ شرائط ہیں:

۱۔ تین مرتبہ شکار پر چھوڑنے کے بعد اس میں سے کچھ نہ کھائے۔

۲۔ شکار کے لیے چھوڑا جائے اور پھر مالک کے بلانے پر لوٹ آئے۔

۳۔ جب تک شکار مالک تک نہیں پہنچا دے راستے میں نہ بیٹھے۔

۴۔ اللہ کا نام لے کر چھوڑے۔ ۵۔ دوسرا کتا اس کے ساتھ شریک نہ ہو۔

۶۔ گلہ گھوٹ کر نہ مارے۔

"يَرْمِيْ بِالْمِعْرَاضِ" کی وضاحت

معراض سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں ایک قول تو یہ ہے کہ **"سهم لا ريش له"** وہ تیرے جس کے پَر نہ ہوں۔ بعض نے کہا: وہ لکڑی جو اطراف سے نوک دار ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ لکڑی جو ایک طرف سے نوک دار ہو اور دوسری طرف سے غیر نوک دار ہو۔

حکم یہ ہے کہ اگر جانور اس لکڑی کی نوک لگنے سے مرا، یا تیر کی دھار سے مرا تو حلال ہے اور اگر اس کے دباؤ سے مرا تو حلال نہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ السَّمَكِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا جَزَرَ عَنْهُ الْمَاءُ فَكُلْ.

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مچھلی کے اوپر سے پانی چلا جائے اس کو کھالو۔

مچھلی کے حلال وحرام ہونے کے شرائط

مچھلی طبعی موت نہ مری ہو بلکہ کسی سبب سے مری ہو مثلاً: پانی سے اسے باہر پھینک دیا ہو یا انسان نے اسے باہر پھینکا ہو، یا اسے پکڑ لیا ہو، تو حلال ہے۔ اگر طبعی موت مری ہوئے تو اس کو سمک طافی کہا جاتا ہے اور وہ حرام ہے۔

بابُ مَا جَاءَ فِي التَّخْيِيرِ فِي أَكْلِ الْجَرَادِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ عَجْرَدٍ، تَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْثَرُ جُنْدِ اللهِ فِي الْأَرْضِ الْجَرَادُ، لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا لشکر ٹڈیوں کا ہے، نہ میں ان کو کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں۔

ٹڈی کا حکم

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی حلت پر اجماع نقل کیا ہے، جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے تو حلال ہے، وگرنہ حرام ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّبحِ الاضْطِرَارِيِّ وَالْاِخْتِيَارِيِّ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، أَنَّ بَعِيْرًا مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ نَدَّ، فَطَلَبُوْهُ، فَلَمَّا أَعْيَاهُمْ أَنْ يَأْخُذُوْهُ رَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ، فَأَصَابَ، فَقَتَلَهُ، فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِأَكْلِهِ، وَقَالَ: إِنَّ لَهَا أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوُحُوْشِ، فَإِذَا خَشِيتُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ بِهٰذَا الْبَعِيرِ، ثُمَّ كُلُوْهُ. وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّ بَعِيْرًا مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ نَدَّ، فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ، فَقَتَلَهُ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِهِ، فَقَالَ: كُلُوْهُ، فَإِنَّ لَهَا أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ.

ترجمہ:

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صدقے کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بدک گیا، لوگوں نے اس کو پکڑنے کی کوشش کی، جب لوگ پکڑنے سے عاجز آ گئے تو ایک آدمی نے اسے ایک تیر مارا جو اسے لگا اور وہ مر گیا، تو رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس کے کھانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ بھی وحشی جانوروں کی طرح بدکا ہوتا ہے، جب تمہیں اس سے خوف ہو تو ایسا ہی کرو جیسے اس اونٹ کے ساتھ تم نے کیا، پھر تم کھا لو۔

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ صدقے کا اونٹ بدک گیا تو ایک آدمی نے اسے تیر مارا، جس سے وہ مرگیا تو رسول اللہ ﷺ سے اس کے کھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کھالو؛ اس لیے کہ یہ بھی وحشی جانوروں کی طرح بدکتا ہے۔

ذبح کی اقسام

ذبح کی دو قسمیں ہیں

ا۔ذبح اضطراری ۲۔ذبح اختیاری

اسی طرح جانوروں کی بھی دو قسمیں ہیں

ا۔وحشی ۲۔اُنسی

پس وحشی جانوروں کے لئے ذبح اضطراری ہے اور اُنسی جانوروں کے لئے ذبح اختیاری ہے البتہ اگر اُنسی جانوروں میں ذبح اختیاری پر قادر نہ ہوتو ذبح اضطراری جائز ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُجَثَّمَةِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجثمہ سے منع فرمایا۔

"الْمُجَثَّمَةُ" کا مطلب

مجثمہ: اس جانور کو کہتے ہیں جس کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کی جائے اور وہ مرجائے، رسول اللہ ﷺ نے اس عمل سے بھی منع فرمایا اور اگر جانور اس طرح مرجائے تو اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِ الذَّبْحِ بِالْمَرْوَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّ غُنَيْمَةً كَانَتْ لَهَا رَاعِيَةٌ، فَخَافَتْ عَلَى شَاةٍ مِنْهَا الْمَوْتَ، فَذَبَحَتْهَا بِمَرْوَةٍ؟ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ایک باندی بکریوں کا ریوڑ چرا رہی تھی، اسے ایک بکری کے مرنے کا اندیشہ ہوا، چنانچہ اس نے اسے ایک پتھر سے ذبح کر لیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے کھانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: خَرَجَ غُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قِبَلَ أُحُدٍ، فَمَرَّ فِي طَرِيقِهِ، فَاصْطَادَ أَرْنَبًا فَلَمْ يَجِدْ مَا يَذْبَحُهَا، فَذَبَحَهَا بِحَجَرٍ، فَجَاءَ بِهَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ عَلَّقَهَا بِيَدِهِ، فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ أَرْنَبَيْنِ، فَذَبَحَهُمَا بِمَرْوَةٍ يَعْنِي: الْحَجَرَ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انصار کا ایک لڑکا احد کی طرف نکلا، راستہ میں چلتے ہوئے اس نے ایک خرگوش کا شکار کیا، اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے ذبح کرتا، تو اس نے پتھر سے ذبح کر ڈالا، پھر اس کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا، خرگوش ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھا، تو نبی اکرم ﷺ نے اسے کھانے حکم ارشاد فرمایا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک آدمی نے دو خرگوش مارے اور انہیں پتھر سے ذبح کیا، پھر آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے اس کھا لینے کا حکم ارشاد فرمایا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ مِنْ ذَبِيحَةِ امْرَأَةٍ، وَنَهَى عَنْ قَتْلِ الْمَرْأَةِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت تناول فرمایا اور جنگ میں عورت کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ أَيَّامِ عَشْرِ الْأَضْحٰى

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ مُخَوَّلِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِيْنِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ أَيَّامٍ أَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ أَيَّامِ عَشْرِ الْأَضْحٰى، فَأَكْثِرُوْا فِيْهِنَّ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذوالحجہ کے عشرہ سے بڑھ کر کوئی دن افضل نہیں، لہذا ان دنوں میں کثرت سے ذکر کیا کرو۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحّٰى بِكَبْشَيْنِ أَشْعَرَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، أَحَدُهُمَا عَنْ نَفْسِهٖ، وَالْآخَرُ عَنْ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِنْ أُمَّتِهٖ۔۔۔وَفِيْ رِوَايَةٍ نَحْوُهٗ، وَلَمْ يَذْكُرْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دو بالوں والے، چتکبرے مینڈھے ذبح کیے، ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کے ان افراد کی طرف سے جنہوں نے گواہی دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، وَالشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ، أَنَّهٗ ذَبَحَ شَاةً قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: تُجْزِئُ عَنْكَ، وَلَا تُجْزِئُ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

ترجمہ:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نماز عید سے پہلے بکری ذبح کر لی، پھر نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیری طرف سے کافی ہے، تیرے بعد کسی کے لیے کافی نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ الْخَلِّ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمِسْعَرٌ: عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَيْهِ، وَقَرَّبَ إِلَيْهِ خُبْزًا وَخَلًّا، ثُمَّ قَالَ: عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ التَّكَلُّفِ، وَلَوْ لَا ذٰلِكَ لَتَكَلَّفْتُ لَكُمْ، وَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ۔

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس محارب بن دثار آئے تو انہوں نے روٹی اور سرکہ کھانے کے لیے پیش کیا، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تکلف کرنے سے منع فرمایا ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں تمہارے لیے ضرور تکلف کرتا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سرکہ بہترین سالن ہے۔

فائدہ: اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کے لیے کسی کو تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ مگر دیگر روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اپنی وسعت سے زیادہ تکلف کی ممانعت ہے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ، وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے۔

حدیث کی وضاحت

اس حدیث کی وضاحت میں حضرات محدثین رحمہ اللہ علیہم مختلف معانی و مطالب بیان فرمائے ہیں لیکن سب سے زیادہ واضح اور دل کو لگنے والی بات یہ ہے مسلمان کی روزی میں برکت ہوتی ہے جس سے کافر محروم رہتا ہے وہ اس طرح کہ کافر تسمیہ کے بغیر کھانا کھاتا ہے تو اس کے ساتھ شیاطین شامل ہو جاتے ہیں اس کے برعکس مؤمن تسمیہ پڑھ کر کھاتا ہے اللہ پاک کی طرف سے اس میں برکت آتی ہے اور شیاطین سے اس کی حفاظت ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مُتَّكِئًا

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا أَنَا فَلَا آكُلُ مُتَّكِئًا، آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ، وَأَشْرَبُ كَمَا يَشْرَبُ الْعَبْدُ، وَأَعْبُدُ رَبِّي، حَتَّى يَأْتِيَنِي الْيَقِينُ.

ترجمہ:

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تو ٹیک لگا کر نہیں کھاتا، ایسے کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے، ایسے پیتا ہوں جیسے غلام پیتا ہے اور میں اپنے رب کی عبادت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ موت آ جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا، وَأَنْ نَلْبَسَ الْحَرِيرَ وَالدِّيبَاجَ، قَالَ: وَهِيَ لِلْمُشْرِكِينَ فِي الدُّنْيَا، وَلَكُمْ فِي الْأُخْرَى.

ترجمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ ہم سونے و چاندی کے برتنوں میں پییں اور کھائیں اور ہم ریشم و دیباج پہنیں، فرمایا: یہ چیزیں دنیا میں مشرکین کے لیے اور آخرت میں تمہارے لیے ہیں۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ حُذَيْفَةَ عَلَى دِهْقَانٍ بِالْمَدَائِنِ، فَأَتَى بِطَعَامٍ فَطَعِمْنَا، ثُمَّ دَعَا حُذَيْفَةُ بِشَرَابٍ، فَأُتِيَ بِشَرَابٍ فِي إِنَاءِ فِضَّةٍ، فَضَرَبَ بِهِ وَجْهَهُ، فَسَاءَنَا مَا صَنَعَ، فَقَالَ: أَتَدْرُونَ لِمَ صَنَعْتُ بِهِ هَذَا؟ فَقُلْنَا: لَا، فَقَالَ: إِنِّي نَزَلْتُ عَلَيْهِ فِي الْعَامِ الْمَاضِي، فَدَعَوْتُ بِشَرَابٍ، فَأَتَانِي بِشَرَابٍ فِيهِ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَأْكُلَ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَأَنْ نَشْرَبَ فِيهَا، وَأَنْ نَلْبَسَ الْحَرِيرَ وَالدِّيبَاجَ، فَإِنَّهَا لِلْمُشْرِكِينَ فِي الدُّنْيَا، وَهِيَ لَنَا فِي الْآخِرَةِ.

ترجمہ:

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مداین میں ایک کسان

کے مہمان بنے، وہ کھانا لے کر آیا، ہم نے کھایا، پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا، وہ پانی چاندی کے برتن میں لایا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے برتن اس کے منہ پر مارا، ہمیں یہ بات ناگوار گزری، تو آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو میں نے ایسا کیوں کیا؟ ہم نے کہا: نہیں، فرمایا: میں گذشتہ سال بھی اس کے پاس آیا تھا، میں نے پانی مانگا، اس نے چاندی کے برتن میں دیا، میں نے اس کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ ہم سونے و چاندی کے برتنوں میں پئیں اور کھائیں اور ہم ریشم و دیباج پہنیں، فرمایا: یہ چیزیں دنیا میں مشرکین کے لیے اور آخرت میں ہمارے لیے ہیں۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: اسْتَسْقَى حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ مِنْ دِهْقَانَ، فَأُتِيَ بِشَرَابٍ فِي إِنَاءِ فِضَّةٍ، فَأَخَذَ الْإِنَاءَ، فَضَرَبَ بِهِ وَجْهَهُ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ.

ترجمہ:

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک کسان سے پانی مانگا، تو وہ چاندی کے برتن میں لایا، آپ نے برتن لے کر اس کے منہ پر مارا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے کہ ہم چاندی کے برتن میں پانی پئیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَهْيِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيرِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دباء اور حنتم سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: وہ برتن جن میں شراب بنائی جاتی تھی، ان کے استعمال سے منع فرمایا گیا ہے۔ تا کہ شراب سے نفرت میں اضافہ ہو جائے، مگر پھر ان کو پاک کر کے استعمال کی اجازت دے دی گئی۔

الدباء: ایک بڑا کدو، جب پک جائے تو اس کو اندر سے خالی کر کے اس میں شراب بنائی جاتی تھی۔

الحنتم: وہ گھڑا جس کے سوراخ کسی رنگ وغیرہ سے بند کر کے اس میں شراب بنائی جاتی۔

المزفت: ایک قسم کا کالا گھڑا، جس کو شراب کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

النقیر: وہ لکڑی کا برتن جس کو اندر سے کھوکھلا کر کے بنایا جائے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَهَيْنَاكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَقَدْ أُذِنَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ، فَزُورُوهَا، وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا، وَعَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ، أَنْ تُمْسِكُوهَا فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَإِنَّا نَهَيْنَاكُمْ، لِيُوَسِّعَ مُوسِرُكُمْ عَلَى فَقِيرِكُمْ، وَالْآنَ قَدْ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْكُمْ، فَكُلُوا وَتَزَوَّدُوا، وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: وَعَنِ النَّقِيرِ، وَالدُّبَّاءِ، فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ ظَرْفٍ شِئْتُمْ، فَإِنَّ الظَّرْفَ لَا يُحِلُّ شَيْئًا، وَلَا يُحَرِّمُهُ، وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا.

وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَ: إِنَّا نَهَيْنَاكُمْ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا، وَنَهَيْنَاكُمْ أَنْ تُمْسِكُوا لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَأَمْسِكُوهَا وَتَزَوَّدُوا، فَإِنَّمَا نَهَيْنَاكُمْ، لِيُوَسِّعَ غَنِيُّكُمْ عَلَى فَقِيرِكُمْ، وَنَهَيْنَاكُمْ أَنْ تَشْرَبُوا فِي الدُّبَّاءِ، وَالْمُزَفَّتِ، فَاشْرَبُوا فِيمَا بَدَا لَكُمْ، فَإِنَّ الظَّرْفَ لَا يُحِلُّ شَيْئًا، وَلَا يُحَرِّمُهُ، وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا.

وَفِي رِوَايَةٍ: نَحْوَهُ، وَفِيهِ: وَعَنِ النَّبِيذِ فِي الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ، فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ ظَرْفٍ، وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، سو اب محمد ﷺ کو ان کی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مل گئی ہے، لہذا قبروں کی زیارت کرو اور غیر مناسب باتیں نہ کہو۔ اور (تمہیں روکا تھا) قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ تک جمع کرنے سے، ہم نے اس لیے روکا تھا تا کہ تمہارے خوش حال فقیروں پر وسعت کریں اور اب اللہ تعالی نے تم پر فراخی فرمادی ہے تو اب تم کھاؤ اور جمع کرو۔ اور (تمہیں روکا تھا) حنتم اور مزفت میں پینے سے ایک روایت میں ہے کہ نقیر اور دباء سے، تو تم جس برتن میں چاہو پیو، اس لیے کہ برتن کسی چیز کو حلال وحرام نہیں کرتا، نشہ آور چیز مت پیو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے تمہیں تین چیزوں سے روکا تھا، قبروں کی زیارت سے، زیارت کیا

کرو۔ اور تمہیں روکا تھا کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت جمع نہ کرو، اب جمع کرو اور ذخیرہ کرو، ہم نے اس لیے منع کیا تھا، تاکہ تمہارے خوش حال لوگ فقیروں پر وسعت کریں۔ اور ہم نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم دباء اور مزفت میں پیو، اب تم جس برتن میں چاہے پیو، اس لیے کہ برتن کسی چیز کو حلال وحرام نہیں کرتے۔ نشہ آور چیز نہ پیو۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، وَحَمَّادٍ، أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: اشْرَبُوْا فِيْ كُلِّ ظَرْفٍ، فَإِنَّ الظَّرْفَ لَا يُحِلُّ شَيْئًا، وَلَا يُحَرِّمُهُ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جس برتن میں چاہو پیو، اس لیے کہ برتن کسی چیز کو حلال وحرام نہیں کرتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ شُرْبِ النَّبِيْذِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ، وَهُوَ يَأْكُلُ طَعَامًا، ثُمَّ دَعَا بِنَبِيْذٍ، فَشَرِبَ، فَقُلْتُ: رَحِمَكَ اللهُ، تَشْرَبُ النَّبِيْذَ، وَالْأُمَّةُ تَقْتَدِيْ بِكَ؟ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ النَّبِيْذَ، وَلَوْلَا أَنِّيْ رَأَيْتُهُ يَشْرَبُ مَا شَرِبْتُهُ۔

ترجمہ:

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کھانا کھایا، پھر نبیذ منگوا کر پیا، میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم کریں، آپ نبیذ پیتے ہیں اور امت آپ کی اقتدا کرتی ہے؟ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کو نبیذ پیتے ہوئے دیکھا ہے، اگر میں نہ دیکھتا تو کبھی نہ پیتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حُرْمَةِ أَكْلِ ثَمَنِ الْخَمْرِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ أَبِيْ عَامِرٍ الثَّقَفِيِّ، أَنَّهُ كَانَ يُهْدِيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ عَامٍ رَاوِيَةً مِنْ خَمْرٍ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ ثَقِيْفٍ يُكْنَى: أَبَا عَامِرٍ كَانَ يُهْدِيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ عَامٍ رَاوِيَةً مِنْ خَمْرٍ، فَأَهْدَى فِي الْعَامِ الَّذِيْ حُرِّمَتْ فِيْهِ الْخَمْرُ رَاوِيَةً كَمَا كَانَ يُهْدِيْ لَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: يَا أَبَا عَامِرٍ، إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ حَرَّمَ الْخَمْرَ، فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِي خَمْرِكَ، قَالَ: خُذْهَا فَبِعْهَا، فَاسْتَعِنْ بِثَمَنِهَا عَلَى حَاجَتِكَ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَامِرٍ، إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ حَرَّمَ شُرْبَهَا، وَبَيْعَهَا، وَأَكْلَ ثَمَنِهَا.

ترجمہ:

حضرت محمد بن قیس ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوعامر ثقفی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ وہ ہر سال شراب کی ایک مشک رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے، ایک روایت میں ہے کہ ثقیف کا ایک شخص، جس کی کنیت ابو عامر تھی، وہ ہر سال رسول اللہ ﷺ کو شراب کی ایک مشک ہدیہ بھیجا کرتا تھا۔ جس سال شراب حرام ہوئی، اس سال بھی اس نے شراب کی مشک ہدیہ میں بھیجی جیسے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ کرتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوعامر! اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کردی ہے، اس لیے ہمیں تیری شراب کی ضرورت نہیں، اس نے کہا: (کوئی بات نہیں) آپ یہ لے کر اسے فروخت کریں اور اس کی قیمت سے اپنی ضروریات پوری فرمائیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوعامر! اللہ تعالیٰ نے شراب کا پینا، بیچنا اور اس کا ثمن کھانا تمام چیز حرام فرمائی ہیں۔

كِتَابُ اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَلَنْسُوَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَنْسُوَةٌ شَامِيَّةٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَنْسُوَةٌ بَيْضَاءُ شَامِيَّةٌ.

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شامی ٹوپی تھی۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سفید رنگ کی شامی ٹوپی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّدْلِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ سَادِلٍ ثَوْبَهُ، فَعَطَفَهُ عَلَيْهِ.

ترجمہ:

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا گزر ایک ایسے آدمی پر ہوا جس نے کپڑا لٹکایا ہوا تھا، تو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلَى، عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ، قَالَ: إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِکَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ.

ترجمہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریشم و دیباج پہننے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ وہ پہنتا ہے جس کا کوئی حصہ نہیں۔

فائدہ: ریشم و دیباج کی حرمت مردوں کے لیے ہے، عورتوں کے لیے ریشم و دیباج پہننا جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَاثِيْلِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حَمْزَةَ، عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ، أَنَّهُ كَانَ عَلَّقَ فِيْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ، فَأَبْطَأَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ لَهُ: مَا أَبْطَأَکَ عَنِّيْ؟ قَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تَمَاثِيْلُ، فَابْسُطِ السِّتْرَ وَلَا تُعَلِّقْهُ، وَاقْطَعْ رُءُوْسَ التَّمَاثِيْلِ، وَأَخْرِجْ هٰذَا الْجَرْوَ.

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں ایک کپڑا لٹکا ہوا تھا، جس میں تصویر تھی، تو جبرئیل علیہ السلام نے آنے میں دیر کی، جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے وجہ پوچھی کہ کیوں دیر سے آئے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصاویر ہوں۔ آپ کپڑا بچھالیں اور اسے نہ لٹکائیں، تصاویر کے سر کاٹ ڈالیں اور اس کتے کے بچے کو گھر سے نکال دیں۔

کتا رکھنا اور تصویر لٹکانا

گھر میں کتا رکھنا اور جاندار کی تصویر لٹکانے سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے، باقی کرام کاتبین اور حفاظت پر مامور فرشتے ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِضَابِ بِالْحِنَّاءِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْضِبُوْا شَعْرَكُمْ بِالْحِنَّاءِ، وَخَالِفُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بالوں کو مہندی سے رنگو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِضَابِ بِالْكَتَمِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ الْكِنْدِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَحْسَنُ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّعْرَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ.

ترجمہ:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کو بدلو، مہندی اور نیل ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ بے شک بہترین چیز جس سے تم بالوں کو بدلو، مہندی اور نیل ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَخْذِ بِنَوَاحِي اللِّحْيَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ رَجُلٍ: أَنَّ أَبَا قُحَافَةَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِحْيَتُهُ قَدِ انْتَشَرَتْ، قَالَ: فَقَالَ: لَوْ أَخَذْتُمْ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى نَوَاحِي لِحْيَتِهِ.

ترجمہ:

حضرت ہیثم رحمۃ اللہ علیہ ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے تو ان کی ڈاڑھی بکھری ہوئی تھی، راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: کاش کہ تم اس کو اطراف سے کاٹ لیتے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أُمِّ ثَوْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ: لَا بَأْسَ أَنْ تَصِلَ الْمَرْأَةُ شَعْرَهَا بِالصُّوْفِ، إِنَّمَا هِيَ بِالشَّعْرِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: لَا بَأْسَ بِالْوَصْلِ إِذَا لَمْ يَكُنْ شَعْرٌ بِالرَّأْسِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ کوئی حرج نہیں کہ عورت اپنے بالوں کے ساتھ اون ملائے، بس بال ملانے سے منع کیا گیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی حرج نہیں بال ملانے میں جب سر کے ساتھ نہ ہوں۔

بالوں میں بال ملانا

اپنے بالوں میں کسی اور انسان کے بال ملانے سے منع کیا گیا ہے، البتہ اون اور دیگر جانوروں کے بال ملائے جاسکتے ہیں۔

كِتَابُ الطِّب

بَابُ فَضْلِ الْمَرَضِ وَالرُّقَى وَالدَّعَوَاتِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللهَ لَيَكْتُبُ لِلْإِنْسَانِ الدَّرَجَةَ الْعُلْيَا فِي الْجَنَّةِ، وَلَا يَكُوْنُ لَهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَبْلُغُهَا، فَلَا يَزَالُ يَبْتَلِيهِ اللهُ حَتَّى يَبْلُغَهَا.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک

آدمی کے لئے جنت میں بلند مرتبہ لکھ دیتا ہے اوراس کے پاس ایسا عمل نہیں ہوتا جو اس تک پہنچائے،
تو اللہ تعالیٰ اسے بیماری میں مبتلا فرما دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اس مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ، وَهُوَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنَ الْخَيْرِ، قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ: اكْتُبُوْا لِعَبْدِيْ أَجْرَ مَا كَانَ يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيحٌ. ـ زَادَ فِي رِوَايَةٍ: مَعَ أَجْرِ الْبَلَاءِ۔

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے جو صحت میں نیک لوگوں میں سے تھا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے کے لیے ان اعمال کا اجر لکھو جو وہ حالت صحت میں کرتا تھا۔ ایک روایت میں اضافہ ہے کہ مصیبت کا اجر بھی لکھو۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ وَمُقَاتِلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ دَاءٍ جَعَلَ اللهُ تَعَالَى دَوَاءً، فَإِذَا أَصَابَ الدَّاءَ دَوَاءٌ بَرِئَ بِإِذْنِ اللهِ۔

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر بیماری کے لیے اللہ تعالیٰ نے دواء رکھی ہے، جب بیماری آتی ہے تو اس کی دوا اللہ کے حکم سے صحت دلاتی ہے۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً، إِلَّا السَّامَ وَالْهَرَمَ، فَعَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ، فَإِنَّهَا تَخْلِطُهُ مِنْ كُلِّ شَجَرٍ.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نہیں رکھی جس کا علاج نہ ہو، سوائے موت اور بڑھاپے کے، تم گائے کا دودھ پیا کرو؛ اس لیے کہ وہ تمام نباتات سے ملا ہوتا ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ قَيْسٍ، عَنْ طَارِقٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمْ يَنْزِلِ اللهُ دَاءً إِلَّا وَ أَنْزَلَ مَعَهُ الدَّوَاءَ، إِلَّا الْهَرَمَ، فَعَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ، فَإِنَّهَا تَرُمُّ مِنَ الشَّجَرِ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نازل نہیں فرمائی جس کا علاج اس کے ساتھ نہ بھیجا ہو، سوائے بڑھاپے کے۔ تم گائے کا دودھ ضرور پیا کرو؛ اس لیے کہ وہ ہر درخت سے چرتی ہے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جُعِلَ الشِّفَاءُ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ وَالْحِجَامَةِ وَالْعَسَلِ وَمَاءِ السَّمَاءِ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شفاء کلونجی، پچھنے، شہد اور بارش کے پانی میں رکھی ہے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يَضُرَّهُ عَقْرَبٌ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَمَنْ قَالَ حِيْنَ يُمْسِيْ لَمْ يَضُرَّهُ عَقْرَبٌ حَتّٰى يُصْبِحَ۔

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ یوں کہے "اعوذ بکلمات اللہ التامۃ" تو شام تک اسے بچھو نہیں کاٹے گا اور جو شام کے وقت کہتے تو اسے صبح تک بچھو نہیں کاٹے گا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِمَرِيْضٍ يَدْعُوْ لَهُ، يَقُوْلُ: أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس جاتے تو اسے یوں دعا دیتے:

"أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَماً"۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ، قِيلَ: وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟ قَالَ: يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يُطِيقُ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کے لئے مناسب نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے، کہا گیا کہ کوئی خود کو کیسے ذلیل کرے گا؟ فرمایا: خود کو ایسی مصیبت میں ڈالے جسے برداشت نہ کر سکے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، مَا رُزِقْتُ وَلَدًا قَطُّ وَلَا وُلِدَ لِي، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَيْنَ أَنْتَ مِنْ كَثْرَةِ الِاسْتِغْفَارِ، وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ تُرْزَقُ بِهَا، قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يُكْثِرُ الصَّدَقَةَ وَيُكْثِرُ الِاسْتِغْفَارَ، قَالَ جَابِرٌ: فَوُلِدَ لَهُ تِسْعَةُ ذُكُوْرٍ.

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک انصاری آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! نہ مجھے لڑکے کا رزق نصیب ہوا اور نہ میری کوئی اولاد ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تو کثرت سے استغفار اور صدقہ کیوں نہیں کرتا کہ تجھے ان کی وجہ سے اولاد ملے؟ پھر وہ آدمی کثرت سے صدقہ واستغفار کرنے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے نو بیٹے پیدا ہوئے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَلِمَ أَنَّ اللهَ يَغْفِرُ لَهُ، فَهُوَ مَغْفُوْرٌ لَهُ.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالی

اسے بخش دیں گے تو وہ بخشا بخشایا ہے۔

كِتَابُ الْأَدَبِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَدَبِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيْكَ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُرِيْدُ الْجِهَادَ، فَقَالَ: أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جو جہاد کا ارادہ رکھتا تھا، تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں، فرمایا: تو انہی میں جہاد کر۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ زِيَادٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

ترجمہ:

حضرت زیاد رحمۃ اللہ علیہ مرفوعاً نقل فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا حکم دیا۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَغَرِّ صَاحِبِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ اللهُ تَعَالَى: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا أَلْقَيْتُهُ فِي جَهَنَّمَ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

تکبر میری چادر ہے اور عظمت میرا تہہ بند، جو شخص ان میں سے کسی ایک میں مجھ سے جھگڑا کرے گا میں اسے آگ میں ڈال دوں گا۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ الْمُتَكَبِّرَ رَأْسُهُ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، حَيْثُ كَانَ يَرْتَفِعُ بِرَأْسِهِ فِي تَابُوتٍ مِنْ نَارٍ مُقْفَلٍ عَلَيْهِ، وَلَا يَخْرُجُ مِنَ التَّابُوتِ أَبَدًا فِي النَّارِ .

ترجمہ:

محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ متکبر کا سر اس کے پاؤں کے درمیان ہوگا، اس لیے کہ وہ اپنے سر کو اٹھاتا تھا۔ وہ آگ کے ایک تابوت میں ہوگا اور اس سے کبھی نہیں نکلے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّفْقِ وَالْخُلُقِ

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ زِيَادٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْعَبْدُ؟ قَالَ: خُلُقٌ حَسَنٌ.

ترجمہ:

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، دیہاتی لوگ آپ سے مسائل پوچھ رہے تھے، انہوں نے پوچھا: سب سے اچھی چیز بندہ کو کیا دی گئی ہے؟ فرمایا: اچھے اخلاق۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ الرِّفْقَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ يُرَى، لَمَا رُئِيَ مِنْ خَلْقِ اللهِ تَعَالَى خَلْقٌ أَحْسَنُ مِنْهُ، وَلَوْ أَنَّ الْخَرَقَ خَلْقٌ يُرَى، لَمَا رُئِيَ مِنْ خَلْقِ اللهِ تَعَالَى خَلْقٌ أَقْبَحُ مِنْهُ .

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر نرمی وخوش خلقی دکھائی دیتے تو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں ان سے زیادہ کوئی چیز حسین نہ ہوتی۔ اور اگر بدخلقی دکھائی دیتی تو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں اس سے زیادہ بدشکل کوئی چیز نہ ہوتی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَا أَخْرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْبَتَهُ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسٍ لَهُ قَطُّ، بَلْ يَقْعُدُ مُسَاوِيًا لَهُمْ، وَلَا تَنَاوَلَ أَحَدٌ يَدَهُ، فَتَرَكَهَا قَطُّ حَتَّى يَكُونَ هُوَ يَدَعُهَا، وَمَا

جَلَسَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ قَطُّ، فَقَامَ حَتَّى يَقُوْمَ قَبْلَهُ، وَمَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ بیٹھنے والے سے گھٹنے آگے کبھی نہیں بیٹھے بلکہ برابر بیٹھتے اور جس نے بھی آپ کا ہاتھ پکڑا، آپ ﷺ اس کو نہ چھوڑتے جب تک وہ خود نہ چھوڑتا، جو بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھتا جب تک وہ خود نہ اٹھ جاتا آپ ﷺ نہ اٹھتے اور میں نے آپ ﷺ کے جسم کی خوش بو سے بڑھ کر کوئی خوش بو نہیں پائی۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَ: أَنَّ رَجُلًا نَادَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِهِ، فَقَالَ: لَبَّيْكَ قَدْ أَجَبْتُكَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کو پکارا جس وقت آپ اپنے گھر میں تھے، تو آپ ﷺ نے جواب دیا "لبیک" میں آتا ہوں، پھر آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے آئے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رَقِيْقَةَ، قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَايِعَهُ، فَقَالَ: إِنِّي لَسْتُ أُصَافِحُ النِّسَاءَ۔

ترجمہ:

حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیعت کرنے کے لیے آئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا"۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ يَقْبَلْ عُذْرَ مُسْلِمٍ يَعْتَذِرُ إِلَيْهِ، فَوِزْرُهُ كَوِزْرِ صَاحِبِ مَكْسٍ، فَقِيْلَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا صَاحِبُ مَكْسٍ؟ قَالَ: عَشَّارٌ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے معذرت کرنے والے

مسلمان کا عذر قبول نہ کیا تو اس کا گناہ صاحب مکس کے گناہ کی طرح ہے، پوچھا گیا: صاحب مکس کون ہے؟ فرمایا: عشّار (عشر لینے میں ظلم وزیادتی کرنے والا)۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ أَخُوْهُ الْمُسْلِمُ، فَلَمْ يَقْبَلْ عُذْرَهُ، فَوِزْرُهُ كَوِزْرِ صَاحِبِ مَكْسٍ، يَعْنِيْ: عَشَّارًا.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کا عذر قبول نہ کیا تو اس کا گناہ صاحب مکس یعنی عشار کے گناہ کے برابر ہے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أُتِيَ أَحَدُكُمْ بِطِيْبٍ، فَلْيُصِبْ مِنْهُ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو خوش بو دی جائے تو اسے قبول کرلیا کرو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّظْرِ فِي النُّجُوْمِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّظَرِ فِي النُّجُوْمِ.

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے علم نجوم میں پڑنے سے منع فرمایا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَدْخُلَ الْحَمَّامَ إِلَّا بِمِئْزَرٍ، وَمَنْ لَمْ يَسْتُرْ عَوْرَتَهُ مِنَ النَّاسِ، كَانَ فِيْ لَعْنَةِ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْخَلْقِ أَجْمَعِيْنَ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان

رکھتا ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ بغیر تہہ بند کے حمام میں جائے اور جس نے اپنا ستر لوگوں سے نہ چھپایا اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبِرُّ لَا يَبْلَى، وَالْإِثْمُ لَا يُنْسَى۔

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیکی کبھی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاسکتا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدْنَا حَيْثُ انْتَهَى بِنَا الْمَجْلِسُ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس آتے تو مجلس کے کناروں پر بیٹھ جاتے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَشْكُرُ اللهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ۔

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا، اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِيَّاكَ وَالظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظلم کرنے سے بچو؛ کیوں کہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی شکل میں ہوگا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارَ قَوْمًا مِنَ الْأَنْصَارِ فِيْ

دِيَارِهِمْ، فَذَبَحُوا لَهُ شَاةً، وَصَنَعُوا لَهُ مِنهَا طَعَامًا، فَأَخَذَ مِنَ اللَّحْمِ شَيْئًا فَلَاكَهُ، فَمَضَغَهُ سَاعَةً لَا يُسِيغُهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُ هَذَا اللَّحْمِ؟ فَقَالُوا: شَاةٌ لِفُلَانٍ ذَبَحْنَاهَا حَتَّى يَجِيئَ، فَنُرْضِيَهُ مِنْ ثَمَنِهَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَطْعِمُوْهَا الْأُسَرَاءَ.

ترجمہ:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصار کی ایک قوم سے ملاقات کے لیے ان کے گھر گئے، انہوں نے ایک بکری ذبح کی اور اس کا کھانا بنایا، آپ ﷺ نے کھانے سے کچھ لیا، اسے چباتے رہے، مگر نگل نہ سکے تو آپ ﷺ نے پوچھا یہ کس چیز کا گوشت ہے؟ انہوں نے بتایا کہ فلاں آدمی کی بکری ہم نے ذبح کی ہے، جب وہ آئے گا تو ہم اسے ثمن دے کر راضی کرلیں گے۔ راوی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیک کام کی طرف راہ نمائی کرنے والے (ثواب میں) کرنے والے کی طرح ہے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: جَاءَهُ رَجُلٌ فَاسْتَحْمَلَهُ، فَقَالَ: مَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكَ عَلَيْهِ، وَلٰكِنْ سَأَدُلُّكَ عَلَى مَنْ يَحْمِلُكَ، انْطَلِقْ إِلَى مَقْبَرَةِ بَنِيْ فُلَانٍ، فَإِنَّ فِيْهَا شَابًّا مِنَ الْأَنْصَارِ يَتَرَامَى مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ وَمَعَهُ بَعِيْرٌ لَهُ، فَاسْتَحْمِلْهُ، فَإِنَّهُ سَيَحْمِلُكَ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ، فَإِذَا بِهِ يَتَرَامَى مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ، فَقَصَّ عَلَيْهِ الرَّجُلُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَحْلَفَهُ بِاللهِ، لَقَدْ قَالَ هَذَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَحَلَفَ لَهُ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَمَلَهُ، فَمَرَّ بِهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْطَلِقْ، فَإِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور سواری کا سوال

کیا، آپ ﷺ نے فرمایا میری پاس سواری نہیں جو تجھے دوں، لیکن میں تجھے ایک آدمی کے بارے میں بتاتا ہوں، جو تجھے سواری دے گا، فلاں قبرستان کی طرف جا، وہاں ایک انصاری نوجوان اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیراندازی کررہا ہوگا، اس کے پاس اونٹ ہے، اس سے سواری طلب کرو، وہ تجھے ضرور سواری دے گا۔ وہ آدمی گیا، وہاں ایک شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیراندازی کررہا تھا، اس کو نبی اکرم ﷺ کی ساری بات بتائی، اس نے اللہ تعالی کی قسم دے کر پوچھا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے؟ اس سے دو تین مرتبہ قسم لی اور پھر اسے سواری دے دی، وہ آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ کو ساری بات بتائی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جاؤ، نیک کام کی طرف راہ نمائی کرنے والا (ثواب میں) نیک کام کرنے والے کی طرح ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کرنا ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اسْتَشَارَكَ، فَأَشِرْهُ بِالرُّشْدِ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ، فَقَدْ خُنْتَهُ.

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص تجھ سے مشورہ مانگے تو اسے اچھا مشورہ دو، اگر ایسا نہ کیا تو تم نے خیانت کی۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ كَمَثَلِ جَسَدٍ وَاحِدٍ، إِذَا اشْتَكَى الرَّأْسُ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُهُ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى.

ترجمہ:

نعمان رضی اللہ عنہ تے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمانوں کی مثال آپس میں محبت کرنے اور رحم کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے، جب سر میں درد ہوتا ہے تو سارا بدن جاگنے اور بخار میں اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُهُ أَنَّهُ يُوَرِّثُهُ، وَمَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّ خِيَارَ أُمَّتِيْ لَا يَنَامُوْنَ إِلَّا قَلِيْلًا.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبرئیل مجھے مسلسل پڑوسی کے حقوق کے بارے میں وصیت کرتے رہے، حتی کے مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ اسے وارث بنائیں گے۔ اور جبرئیل مجھے مسلسل رات کو جاگ کر عبادت کرنے کی وصیت کرتے رہے، مجھے یہاں تک گمان ہوا کہ میری امت کے نیک لوگ راتوں کو بہت تھوڑا سوئیں گے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ إِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالی مجبور کی پکار کو پسند کرتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ.

ترجمہ:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زمانے کو گالی مت دو، اس

لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی ''دہر'' ہیں۔

قَالَ أَبُوْ حَنِيفَةَ: وُلِدْتُ سَنَةَ ثَمَانِينَ، وَقَدِمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُنَيسٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكُوْفَةَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ، وَرَأَيْتُهُ، وَسَمِعْتُ مِنْهُ، وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً، سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: حُبُّكَ الشَّيْئَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ.

ترجمہ:

حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ جب ۹۴ھ میں کوفہ تشریف لائے تو میں نے انہیں دیکھا، اس وقت میں چودہ برس کا تھا، میں نے ان سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تیرا کسی چیز سے محبت کرنا تجھے اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الشَّمَاتَةِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: لَا تُظْهِرَنَّ شَمَاتَةً لِأَخِيكَ فَيُعَافِيَهُ اللهُ وَيَبْتَلِيكَ۔

ترجمہ:

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرے، مبادا اللہ اسے عافیت دے دے اور تجھے اس میں مبتلا کر دے۔

كِتَابُ الرِّقَاقِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ فِي الْإِنْسَانِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ بِهَا سَائِرُ الْجَسَدِ، وَإِذَا سَقِمَتْ سَقِمَ بِهَا سَائِرُ الْجَسَدِ، أَلَا، وَهِيَ الْقَلْبُ.

ترجمہ:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان میں ایک گوشت

کا ٹکڑا ہے، جب وہ صحیح ہو تو سارا بدن صحیح رہتا ہے اور جب وہ بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بیمار پڑ جاتا ہے۔ سنو! وہ دل ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا شَبِعْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَا مِنْ خُبْزٍ مُتَتَابِعًا، حَتَّى فَارَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا، وَمَا زَالَتِ الدُّنْيَا عَلَيْنَا عَسِرَةً، حَتَّى فَارَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا، فَلَمَّا فَارَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا صُبَّتْ عَلَيْنَا صَبًّا۔

وَفِي رِوَايَةٍ: صَبَّ الدُّنْيَا عَلَيْنَا صَبًّا۔

وَفِي رِوَايَةٍ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مُتَوَالِيَةٍ مِنْ خُبْزِ الْبُرِّ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے کبھی تین دن، تین رات تک لگاتار سیر ہو کر روٹی نہیں کھائی، حتی کہ محمد ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے، دنیا ہم پر ہمیشہ تنگ دست و تنگ حال رہی حتی کہ محمد ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جب محمد ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو دنیا ہم پر ٹوٹ پڑی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا ہم پر ٹوٹ پڑی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آل محمد نے تین دن لگاتار کبھی بھی گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِكَاةٍ شَكَاهَا، فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى عَبَاءَةٍ قَطَوَانِيَّةٍ، وَمِرْفَقَةٍ مِنْ صُوفٍ، حَشْوُهَا مِنْ إِذْخِرٍ، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، كِسْرَى وَقَيْصَرُ عَلَى الدِّيبَاجِ، فَقَالَ: يَا عُمَرُ، أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ؟ ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ مَسَّهُ فَإِذَا هُوَ فِي شِدَّةِ الْحُمَّى، فَقَالَ: تُحَمُّ هٰكَذَا وَأَنْتَ رَسُولُ اللهِ؟ فَقَالَ: إِنَّ أَشَدَّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَلَاءً نَبِيُّهَا، ثُمَّ الْخَيِّرُ، ثُمَّ الْخَيِّرُ، وَكَذٰلِكَ كَانَتِ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَبْلَكُمْ وَالْأُمَمُ.

ترجمہ:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے جب آپ کو تکلیف تھی، تو آپ ﷺ ایک قطوانی چادر پر لیٹے ہوئے تھے، اون کا تکیہ تھا، جس کا بھراؤ اذخر گھاس کا تھا۔

توعرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کسریٰ اور قیصر تو ریشم پر ہیں!! تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تو اس بات پر خوش نہیں کہ یہ چیزیں ان کے لیے دنیا میں ہوں اور تمہارے لیے آخرت میں؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو چھوا تو آپ کو شدید بخار تھا، عرض کیا: آپ کو اتنا تیز بخار ہے، حالاں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں! فرمایا: اس امت میں سخت آزمائش نبی پر آئی ہے، پھر ان سے کم نیک، پھر ان سے کم نیک لوگوں پر، اسی طرح پہلے انبیاء اور امتوں میں تھا۔

كِتَابُ الْجِنَايَاتِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجِنَايَاتِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ عَفَا عَنْ دَمٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةَ۔

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی کا خون معاف کیا تو اس کا بدلہ صرف جنت ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دِيَةُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ مِثْلُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ.

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہودی اور عیسائی کی دیت مسلمان کی دیت کی طرح ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُسْتَفَادُ مِنَ الْجِرَاحِ حَتَّى تَبْرَأَ۔

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زخم کا قصاص اس وقت تک نہ

لیا جائے جب تک وہ ٹھیک نہ ہو جائے۔

كِتَابُ الْأَحْكَامِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ، الْإِمْرَةُ أَمَانَةٌ، وَهِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا مِنْ حَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِيْ عَلَيْهِ، وَأَنّٰى ذٰلِكَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَنْ أَبِيْ غَسَّانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْإِمْرَةُ أَمَانَةٌ، وَهِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا مِنْ حَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِيْ عَلَيْهِ، وَأَنّٰى ذٰلِكَ يَا أَبَا ذَرٍّ؟

ترجمہ:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! حکومت ایک امانت ہے اور قیامت کے دن یہ ذلت و رسوائی کا باعث ہوگی، مگر اس شخص کے لیے جس نے حق کے ساتھ لیا اور اس کا حق ادا کیا اور ایسا کہاں ہوتا ہے؟

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ أَرْفَعَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِمَامٌ عَادِلٌ.

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے بلند عدل کرنے والا بادشاہ ہوگا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ: قَاضِيَانِ فِي النَّارِ: قَاضٍ يَقْضِيْ فِي النَّاسِ بِغَيْرِ عِلْمٍ، وَيَأْكُلُ بَعْضُهُمْ مَالَ بَعْضٍ، وَقَاضٍ يَتْرُكُ عِلْمَهُ وَيَقْضِيْ بِغَيْرِ الْحَقِّ، فَهٰذَانِ فِي النَّارِ، وَقَاضٍ يَقْضِيْ بِكِتَابِ اللهِ، فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قاضیوں کی تین قسمیں ہیں، دو طرح کے جہنم میں جائیں گے، ایک وہ جو بغیر علم کے فیصلہ کرتا ہے اور بعض لوگوں کو بعض کا مال کھلاتا ہے اور دوسرا جو اپنے علم کو چھوڑ کر غلط فیصلہ کرتا ہے، یہ دونوں جہنم میں جائیں گے اور وہ قاضی جو کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرتا ہے وہ جنت میں جائے گا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِيْ بَكْرَةِ، أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلَيْهِ، إِنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا يَقْضِيْ الْحَاكِمُ وَهُوَ غَضْبَانِ.

ترجمہ:

حضرت ابو بکرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کے باپ نے ان کی طرف لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قاضی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ، عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَكْبَرَ، وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتَّى يُفِيْقَ، وعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے، مجنون سے یہاں تک کہ اسے افاقہ ہو جائے اور سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُدَّعَى عَلَيْهِ أَوْلَى بِالْيَمِيْنِ إِذَا لَمْ تَكُنْ بَيِّنَةٌ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدعی علیہ قسم کا زیادہ حق دار ہے، جب گواہ نہ ہوں۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ حَمَّادٍ، أَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ: أَنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ اشْتَرَى مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَقِيقًا، فَتَقَاضَاهُ عَبْدُ اللهِ، فَقَالَ الْأَشْعَثُ: ابْتَعْتُ بِعَشَرَةِ آلَافٍ، وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: بِعْتُ مِنْكَ بِعِشْرِيْنَ أَلْفًا، فَقَالَ: اجْعَلْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ مَنْ شِئْتَ، فَقَالَ الْأَشْعَثُ: أَنْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: أُخْبِرُكَ بِقَضَاءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ فِي الثَّمَنِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ، وَالسِّلْعَةُ قَائِمَةٌ، فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ أَوْ يَتَرَادَّانِ.

ترجمہ:

حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ اشعث بن قیس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک غلام خریدا، جب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ثمن کا مطالبہ کیا تو اشعث نے کہا کہ میں نے آپ سے دس ہزار میں خریدا ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بیس ہزار میں فروخت کیا ہے، پھر فرمایا: تو میرے اور اپنے درمیان جس کو چاہے ثالث بنالے۔ تو اشعث نے کہا میں آپ ہی کو اپنے اور آپ کے درمیان ثالث بناتا ہوں، چناں چہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تجھے ایک ایسا فیصلہ سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: جب بائع و مشتری کا ثمن میں اختلاف ہو جائے اور گواہ نہ ہوں، مبیع موجود ہو تو بائع کی بات معتبر ہوگی یا معاملہ کو ختم کر دیں۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَيْهِ فِي نَاقَةٍ، وَقَدْ أَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةً أَنَّهَا نُتِجَتْ عِنْدَهُ، فَقَضَى بِهَا لِلَّذِي فِي يَدِهِ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو آدمیوں کا ایک اونٹنی کے بارے میں جھگڑا ہو گیا اور ہر ایک نے گواہی قائم کر دی کہ اونٹنی اس کے پاس پیدا ہوئی ہے تو آپ ﷺ نے اس کے حق میں فیصلہ فرمایا جس کے قبضہ میں تھی۔

كِتَابُ الْفِتَنِ

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ يَحْيَى، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَلَّ السَّيْفَ عَلَى أُمَّتِي، فَإِنَّ لِجَهَنَّمَ سَبْعَةَ أَبْوَابٍ: بَابٌ مِنْهَا لِمَنْ سَلَّ السَّيْفَ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے امتی پر تلوار تانی جہنم کے سات دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازہ اس کے لیے ہے جس نے تلوار تانی۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي الْجُلَاسِ، قَالَ: كُنْتُ مِمَّنْ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ اللهِ السَّبَائِيِّ كَلَامًا عَظِيمًا، فَأَتَيْنَا بِهِ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَنَحْنُ نَهُزُّ عُنُقَهُ فِي طَرِيقِهِ، فَوَجَدْنَاهُ فِي الرَّحْبَةِ مُسْتَلْقِيًا عَلَى ظَهْرِهِ، وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى، فَسَأَلَهُ عَنِ الْكَلَامِ، فَتَكَلَّمَ بِهِ، فَقَالَ: أَتَرْوِيهِ عَنِ اللهِ تَعَالَى، أَوْ عَنْ كِتَابِهِ، أَوْ عَنْ رَسُولِهِ، فَقَالَ: لَا: فَعَنْ مَا تَرْوِي؟ قَالَ: عَنْ نَفْسِي، قَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَوْ رَوَيْتَ عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، أَوْ عَنْ كِتَابِهِ، أَوْ عَنْ رَسُولِهِ ضَرَبْتُ عُنُقَكَ، وَلَوْ رَوَيْتَهُ عَنِّي أَوْ جَعَلْتُكَ عُقُوبَةً، فَكُنْتَ كَاذِبًا، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا، وَأَنْتَ مِنْهُمْ۔

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ أَبِي الْجُلَاسِ، قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ اللهِ السَّبَائِيِّ كَلَامًا عَظِيمًا، فَأَتَيْنَا بِهِ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَوَجَدْنَاهُ فِي الرَّحْبَةِ مُسْتَلْقِيًا عَلَى ظَهْرِهِ، وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى، فَسَأَلَهُ عَنِ الْكَلَامِ، فَتَكَلَّمَ، فَقَالَ: أَتَرْوِيهِ عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، أَوْ عَنْ كِتَابِهِ، أَوْ عَنْ رَسُولِهِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَعَنْ مَنْ تَرْوِيهِ؟ قَالَ: عَنْ نَفْسِي، قَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَوْ رَوَيْتَ عَنِ اللهِ تَعَالَى، أَوْ عَنْ كِتَابِهِ، أَوْ عَنْ رَسُولِهِ ضَرَبْتُ عُنُقَكَ، وَلَوْ رَوَيْتَ عَنِّي أَوْ جَعَلْتُكَ عُقُوبَةً، فَكُنْتَ كَاذِبًا، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: »بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا، فَأَنْتَ مِنْهُمْ.

ترجمہ:

ابوالجلاس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی سے "بڑی" بات سننے والوں میں، میں بھی شامل تھا، ہم اسے لیکر حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور راستے بھر اس کی گردن کھینچتے رہے، ہم نے علی کو مسجد کوفہ کے صحن میں چت لیٹے ہوئے اور ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھے ہوئے دیکھا، حضرت علی نے اس سے اس کے عقاید کے بارے میں پوچھا، اس نے کچھ بولا، حضرت علی نے پوچھا کیا تم یہ باتیں اللہ کے حوالے سے یا اس کی کتاب کے حوالے سے یا اس کے رسول کے حوالے سے نقل کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں! فرمایا پھر کہا سے بیان کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اپنے دل سے! فرمایا کہ اب تو نے اگر کوئی چھوٹی بات اللہ تعالی یا اس کی کتاب یا اس کے پیغمبر کے حوالے سے نقل کی تو میں تیری گردن اڑادونگا اور اگر میری طرف منسوب کر کے

نقل کی تو میں تجھے دردناک سزا دونگا اور تو جھوٹا قرار دیا جائے گا، میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے قریب تیس کذاب آئیں گے اور تو انہیں میں ایک ہے۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَخْتَلِفُوْنَ إِلَى الْقُبُوْرِ، فَيَضَعُوْنَ بُطُوْنَهُمْ عَلَيْهِ، وَيَقُوْلُوْنَ: وَدِدْنَا لَوْ كُنَّا صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ! قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَكَيْفَ يَكُوْنُ؟ قَالَ: لِشِدَّةِ الزَّمَانِ وَكَثْرَةِ الْبَلَايَا وَالْفِتَنِ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ قبروں پر آئیں گے اور اپنے پیٹ ان پر رکھ کر کہیں گے کہ کاش! ہم اس قبر والے کی جگہ ہوتے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! ایسا کیوں ہوگا؟ فرمایا: زمانے کی سختی، فتنوں اور مصیبتوں کی کثرت کی وجہ سے۔

كِتَابُ التَّفْسِيْرِ

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ فَرْوَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: {الٓمّٓ}، قَالَ: أَنَا اللهُ أَعْلَمُ وَأَرٰى.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "الٓمّٓ" کی تفسیر کے بارے میں مروی ہے کہ اس کے معنی ہیں: "أنا اللہ أعلم وأرى" میں اللہ ہوں اور اللہ زیادہ جاننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ، فَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿إِنَّا نَرٰكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾، قَالَ: كَانَ إِذَا رَأٰى رَجُلًا مُضَيَّقًا عَلَيْهِ وَسَّعَ عَلَيْهِ، وَإِذَا رَأٰى مَرِيْضًا قَامَ عَلَيْهِ، وَإِذَا رَأٰى مُحْتَاجًا سَأَلَهُ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ.

ترجمہ:

حضرت سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے اس آیت ﴿إنا نرٰك من المحسنين﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ احسان سے کیا مراد ہے؟ فرمایا:

جب وہ کسی کو تنگ دست دیکھے تو اس پر فراخی کرے، جب کسی کو مریض دیکھے تو اس کی مزاج پُرسی کرے اور جب کسی کو محتاج دیکھے تو اس سے پوچھ کر اس کی حاجت پوری کرے۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ، فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللهِ تَعَالَى، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ﴾: الْمُتَفَرِّسِينَ.

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کی فراست سے بچو، کیوں کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ﴾ بے شک اس میں اہل فراست کے لیے نشانیاں ہیں۔ (متوسمین سے مراد فراست والے ہیں)

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ، عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ، عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ" ہے۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيلَ: مَالَكَ لَا تَزُورُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُ؟ فَأُنْزِلَتْ بَعْدَ لَيَالٍ: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾۔

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ ہماری زیارت کے لیے کثرت سے کیوں نہیں آتے؟ راوی کہتے ہیں کچھ ہی دنوں بعد یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ، قَالَتْ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللهِ: مَا كَانَ الْمُنْكَرُ

الَّذِیْ کَانُوْا یَأْتُوْنَ فِیْ نَادِیْھِمْ؟ قَالَ: کَانَ یَخْذِفُوْنَ بِالنَّوَاۃِ أَوِ الْحَصَاۃِ، وَیَسْخَرُوْنَ مِنْ أَھْلِ الطَّرِیْقِ.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ کیا بُری بات تھی جو وہ (قوم لوط) اپنی مجلسوں میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا: وہ گٹھلیاں اور کنکریاں پھینکا کرتے اور راستہ چلنے والوں کا مذاق اڑایا کرتے۔

أَبُوْ حَنِیْفَۃَ: عَنْ عَطِیَّۃَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، أَنَّہٗ قَرَأَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ﴿اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً﴾، فَرَدَّ عَلَیْہِ، وَقَالَ: قُلْ: مِنْ ضُعْفٍ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے یہ آیت تلاوت کی: ﴿اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً﴾ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یوں پڑھو "ضُعف" (ضاد کے ضمہ کے ساتھ)

أَبُوْ حَنِیْفَۃَ: عَنِ الْھَیْثَمِ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ: قَدْ مَضَی الدُّخَانُ وَالْبَطْشَۃُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دُخان اور بطشہ (دھواں اور پکڑ) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں گزر چکیں۔

أَبُوْ حَنِیْفَۃَ: عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاھِیْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَوْلَادَکُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ، وَھِبَۃُ اللّٰہِ لَکُمْ، یَھَبُ لِمَنْ یَشَاءُ إِنَاثًا، وَیَھَبُ لِمَنْ یَشَاءُ الذُّکُوْرَ.

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری اولاد تمہاری کمائی اور اللہ

تعالیٰ کا تمہارے لیے تحفہ ہے، وہ جسے چاہتا ہے بیٹیاں اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مَكِّيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي قُبَيْلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُزَنِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيَ الدُّنْيَا بِمَا فِيهَا بِهَذِهِ الْآيَةِ: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾، فَقَالَ رَجُلٌ: وَمِنَ الشِّرْكِ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: وَمَنْ أَشْرَكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا، وَمَنْ أَشْرَكَ.

ترجمہ:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ اس آیت کے بدلے میں مجھے دنیا اور اس کی ساری نعمتیں ملیں ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾۔ کہہ دیجیے! اے میرے وہ بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا! تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بے شک اللہ تمام گناہ معاف فرما دیں گے۔ ایک آدمی نے کہا جس نے شرک کیا؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے، اس نے پھر کہا: جس نے شرک کیا؟ آپ ﷺ پھر خاموش ہو گئے، اس نے پھر پوچھا جس نے شرک کیا؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے، پھر فرمایا: سنو جس نے شرک کیا (اس کی بھی بخشش کر دی جائے گی)۔

أَبُو حَنِيفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ السَّائِبِ الْكَلْبِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ وَحْشِيًّا لَمَّا قَتَلَ حَمْزَةَ مَكَثَ زَمَانًا، ثُمَّ وَقَعَ فِي قَلْبِهِ الْإِسْلَامُ، فَأَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَدْ وَقَعَ فِي قَلْبِهِ الْإِسْلَامُ، وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَقُولُ عَنِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا. يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا﴾، فَإِنِّي قَدْ فَعَلْتُهُنَّ جَمِيعًا، فَهَلْ لِي رُخْصَةٌ؟

قَالَ: فَنَزَلَ جِبْرِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، قُلْ لَهُ: ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾، قَالَ: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ الْآيَةِ، فَلَمَّا قُرِئَتْ عَلَيْهِ، قَالَ وَحْشِيٌّ: إِنَّ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ شُرُوطًا، وَأَخْشَى أَنْ لَا آتِيَ بِهَا، وَلَا أُحَقِّقُ أَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا أَمْ لَا، فَهَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ أَلْيَنُ مِنْ هٰذَا يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

قَالَ: فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ بِهٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾، قَالَ: فَكَتَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ الْآيَةِ، وَبَعَثَ إِلَى وَحْشِيٍّ، قَالَ: فَلَمَّا قُرِئَتْ لَهُ، قَالَ: إِنَّهُ يَقُوْلُ: ﴿إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾، وَأَنَا لَا أَدْرِيْ لَعَلِّيْ أَنْ أَكُوْنَ فِيْ مَشِيْئَتِهِ إِنْ شَاءَ فِي الْمَغْفِرَةِ وَلَوْ كَانَتِ الْآيَةُ: ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾، وَلَمْ يَقُلْ: لِمَنْ شَاءَ كَانَ ذَالِكَ، فَهَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ أَوْسَعُ مِنْ ذٰلِكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ بِهٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾، قَالَ: فَكَتَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى وَحْشِيٍّ، فَلَمَّا قُرِئَتْ عَلَيْهِ، قَالَ: أَمَّا هٰذِهِ الْآيَةُ فَنَعَمْ، ثُمَّ أَسْلَمَ، فَأَرْسَلَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنِّيْ قَدْ أَسْلَمْتُ، فَأْذَنْ لِيْ فِيْ لِقَائِكَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ: وَارِ عَنِّيْ وَجْهَكَ، فَإِنِّيْ لَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْ قَاتِلِ حَمْزَةَ عَمِّيْ، قَالَ: فَسَكَتَ وَحْشِيٌّ، حَتَّى كَتَبَ مُسَيْلِمَةُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُوْلِ اللهِ إِلَى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ أُشْرِكْتُ فِي الْأَرْضِ، فَلِيْ نِصْفُ الْأَرْضِ وَلِقُرَيْشٍ نِصْفُهَا، غَيْرَ أَنَّ قُرَيْشًا قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ، قَالَ: فَقَدِمَ بِكِتَابِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ، فَلَمَّا قُرِئَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابُ قَالَ لِلرَّسُوْلَيْنِ: لَوْلَا أَنَّكُمَا رَسُوْلَانِ لَقَتَلْتُكُمَا، ثُمَّ دَعَا بِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: اكْتُبْ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللهِ إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ، السَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ، ﴿إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾، وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ.

قَالَ: فَلَمَّا بَلَغَ وَحْشِيًا مَا كَتَبَ مُسَيْلِمَةُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرَجَ الذِّرَاعَ فَصَقَلَهُ، وَهَمَّ بِقَتْلِ مُسَيْلِمَةَ، فَلَمْ يَزَلْ عَلَى عَزْمِ ذٰلِكَ حَتَّى قَتَلَهُ يَوْمَ الْيَمَامَةِ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وحشی نے جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تو اس کے

بعد ایک زمانہ تک وہ کفر پر ڈٹا رہا، پھر اس کے دل میں اسلام قبول کرنے کا خیال آیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ اس کے دل میں اسلام قبول کرنا واقع ہوا ہے اور میں نے سنا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہتے ہیں: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا. يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا﴾ یعنی "وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ کسی ایسے نفس کو قتل کرتے ہیں جس کو اللہ نے حرام کیا ہے، مگر حق پر اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو یہ کرے گا تو اسے سزا ملے گی اور قیامت کے روز اسے بڑھا کر عذاب دیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذلیل وخوار ہوگا"۔ اگر میں یہ سب کچھ کرلوں تو میرے لیے بھی نجات ممکن ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد! اس کو کہہ دیں ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ یعنی "مگر جو توبہ کرے اور ایمان لاکر نیک عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیں گے اور اللہ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں"۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت اس کی طرف بھیجی، تو وحشی نے کہا: اس آیت میں تو شرطیں لگائی گئی ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ میں انہیں پورا نہ کرسکوں گا، مجھے نہیں پتہ میں نیک عمل کروں گا یا نہیں؟ اے محمد! کیا آپ کے پاس اس سے نرم کوئی حکم ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر جبرئیل یہ آیت لے کر آئے ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت لکھوا کر وحشی کی طرف بھجوائی۔ جب وحشی نے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو تو معاف نہیں کریں گے اور اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے معاف کر دیں گے تو کہا میں نہیں جانتا کہ میں اللہ کی مشیت کے مطابق مغفرت والوں میں سے ہوں؟ اور اگر آیت یوں ہوتی ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ﴾ اور ﴿لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ نہ ہوتا تو صحیح تھا۔ اے محمد! کیا آپ کے پاس اس سے زیادہ وسعت والا کوئی حکم ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ یعنی کہہ دیں: "اے میرے وہ بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے! تم اللہ کی

رحمت سے نا امید نہ ہو، بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے وہ بہت بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے"۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت لکھوا کر وحشی کی طرف بھیجی، جب اس نے پڑھا تو کہا: ہاں! یہ آیت میرے موافق ہے۔ پھر وہ اسلام لے آیا۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ یا رسول اللہ! میں اسلام لا چکا ہوں آپ مجھے اپنی ملاقات کی اجازت دیں، تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اگر تم اپنا چہرہ مجھ سے چھپا سکتے ہو تو اجازت ہے، اس لیے کہ میں اپنے چچا حمزہ کے قاتل کو آنکھوں سے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ راوی کہتے ہیں کہ وحشی خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ مسیلمہ نے محمد ﷺ کو اس مضمون کا ایک خط بھیجا۔

مسیلمہ اللہ کے رسول کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف!

"اما بعد! مجھے زمین میں شریک کیا گیا ہے، آدھی زمین میری ہے اور آدھی قریش کی ہے، مگر بات یہ ہے کہ قریش نے اپنی حدود سے تجاوز کیا ہے"۔

دو آدمی یہ خط لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آئے، جب آپ ﷺ کے سامنے یہ خط پڑھا گیا تو آپ ﷺ نے قاصدوں سے فرمایا: اگر تم قاصد نہ ہوتے تو میں تمہیں قتل کر دیتا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا: لکھو! شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف، سلامتی ہو اس شخص پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اما بعد! زمین ساری اللہ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور متقی لوگوں کا اچھا انجام ہے۔ **صلی اللہ تعالی علی محمد۔**

راوی کہتے ہیں کہ جب وحشی رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کے خط کے بارے میں علم ہو جو اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف لکھا تھا تو انہوں نے اپنا چاقو نکالا، اسے تیز کیا اور مسیلمہ کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا، وہ اسی ارادہ کے ساتھ رہے، حتی کہ یمامہ کے دن اسے قتل کر دیا۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزَّعْرَاءِ مِنْ أَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَخْرُجَنَّ بِشَفَاعَتِيْ مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ مِنَ النَّارِ، حَتَّى لَا يَبْقَى فِيْهَا أَحَدٌ إِلَّا أَهْلُ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ. قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ. وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ. وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِيْنَ. وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ. حَتّٰى أَتَانَا الْيَقِيْنُ. فَمَا تَنْفَعُهُمْ

شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ﴾۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری شفاعت کی بدولت تمام اہل ایمان کو جہنم سے نکال لیں گے، صرف اس آیت کے مصداق باقی رہ جائیں گے۔ ﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ. قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ. وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ. وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِيْنَ. وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ. حَتّٰى أَتَانَا الْيَقِيْنُ. فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ﴾ (ترجمہ:) ''کیا چیز تمہیں جہنم میں لائی؟ تو وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور ہم بحث کرنے والوں کے ساتھ بحث کرتے تھے اور ہم قیامت کے دن کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ ہم کو موت نے آ گھیرا، سو نہیں نفع دے گی ان کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت''۔

حَمَّادٌ: عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ عِصَامٍ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، قَالَ: اَلْحُقُبُ ثَمَانُوْنَ سَنَةً، مِنْهَا سِتَّةُ أَيَّامٍ عَدَدَ أَيَّامِ الدُّنْيَا.

ترجمہ:

حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک حقب کی مقدار اسّی سال ہے، جس کے چھ دن دنیا کے تمام دنوں کے برابر ہیں۔

حقب کے معنی

اس روایت میں ''حقب'' کا معنی بیان کیا گیا ہے کہ ایک حقب اسّی سال کا ہوتا ہے اور ہر سال بارہ مہینوں کا اور ہر مہینہ میں تیس دن ہوتے ہیں۔ آخرت کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: قُرِئَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾، قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

ترجمہ:

حضرت ابو زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی: ﴿وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾ یعنی تصدیق کی اچھی بات کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد کلمہ ''لا إله إلا الله'' ہے۔

كِتَابُ الْوَصَايَا وَالْفَرَائِضِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فِيْ مَرَضِيْ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهِ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَنِصْفُهُ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَثُلُثُهُ؟ قَالَ: وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ، لَا تَدَعْ أَهْلَكَ يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ.

ترجمہ:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری تیمارداری کرنے کے لیے میرے پاس تشریف لائے، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنا سارے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی وصیت کرتا ہوں، فرمایا نہیں، میں نے کہا، آدھا، فرمایا نہیں، میں نے کیا ایک تہائی فرمایا: ایک تہائی زیادہ ہے، تو اپنے گھر والوں کو اس حال میں مت چھوڑ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ النَّصْرَانِيَّ، إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ عَبْدَهُ أَوْ أَمَتَهُ.

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان عیسائی کا وارث نہیں بن سکتا، مگر یہ کہ وہ اس کا غلام یا باندی ہو۔

مسلمان غیر مسلم کا وارث نہیں بن سکتا

مسئلہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کسی غیر مسلم کا وارث نہیں بن سکتا، اسی طرح کوئی غیر مسلم بھی کسی مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ البتہ مالک مسلمان ہو اور اس کا غلام یا باندی کافر ہو تو مالک اپنے غلام کے مال کا وارث بنے گا۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنِ الْهَيْثَمِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ

سَعِيْرًا﴾۔ عَدَلَ مَنْ كَانَ يَعُوْلُ أَمْوَالَ الْيَتَامَى، فَلَمْ يَقْرَبُوْهَا وَشَقَّ عَلَيْهِمْ حِفْظُهَا، وَخَافُوا الْإِثْمَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ، فَنَزَلَتِ الْآيَةُ، فَخَفَّفَ عَلَيْهِمْ: ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ﴾۔ (الآيَةُ)

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾۔ (ترجمہ:) ''بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کا مال ناحق، وہ تو اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ آگ میں داخل ہوں گے''۔ تو جو لوگ یتیموں کے مال کی دیکھ بھال کرتے تھے وہ اس مال سے اعراض کرنے لگے، اس کے قریب بھی نہ گئے اور ان کے لیے حفاظت کرنا مشکل ہو گیا، انہیں اپنے بارے میں گناہ کا خوف لاحق ہو گیا، پھر یہ آیت نازل ہوئی تو ان پر تکلیف ہلکی ہوگئی۔ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ﴾۔
(ترجمہ:) ''آپ سے سوال کرتے ہیں یتیموں کے بارے میں، تو کہہ دیں کہ ان سے بھلائی کرنا بہتر ہے اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں''۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُتْمَ بَعْدَ الْحُلُمِ.

ترجمہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلوغت کے بعد یتیمی نہیں ہے۔

كِتَابُ الْقِيَامَةِ وَصِفَةِ الْجَنَّةِ

أَبُوْ حَنِيْفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذُوْ حَسْرَةٍ وَنَدَامَةٍ.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کا دن حسرت وندامت والا ہے۔

أَبُوْ حَنِيفَةَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ خَلَقَ مِنَ الْجَنَّةِ مَدِيْنَةً مِنْ مِسْكٍ أَذْفَرَ، مَاؤُهَا السَّلْسَبِيْلُ، وَشَجَرُهَا خُلِقَتْ مِنْ نُوْرٍ، فِيْهَا حُوْرٌ حِسَانٌ عَلَى كُلِّ وَاحِدَةٍ سَبْعُوْنَ ذُؤَابَةً، لَوْ أَنَّ وَاحِدَةً مِنْهَا أَشْرَقَتْ فِي الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، وَلَمَلَأَتْ مِنْ طِيْبِ رِيْحِهَا مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، لِمَنْ هٰذَا؟ قَالَ: لِمَنْ كَانَ سَمْحًا فِي التَّقَاضِيْ.

ترجمہ:

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی نے جنت کا ایک شہر مشکِ اذخر کا بنایا ہے، جس کا پانی سلسبیل ہے اور اس کے درخت نور سے بنائے گئے ہیں، اس میں خوب صورت حوریں ہیں، ہر ایک کی ستر (۷۰) مینڈھیاں ہیں، اگر ان میں سے ایک زمین میں ظاہر ہوتو مشرق ومغرب کے درمیان کی جگہ روشن ہوجائے اور آسمان وزمین کے درمیان موجود خلا کو خوش بو سے بھر دے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ کن کو ملیں گی؟ فرمایا: جو قرض واپس لینے میں سختی نہ کرے۔